إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

رُوداد عمل

جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونا

حصۂ اوّل

مسلمانوں کا دعوت و تبلیغ سے تغافل اور ہندوستان میں
غیر مسلم مشنریوں کی مساعی پر ایک اجمالی نظر

محرّرہ

مُحی الدین احمد بی۔ اے قصوری ناظم جمعیت دعوت
و تبلیغ اسلام پونا

جمعیت دعوت و تبلیغ کیطرف سے شائع ہُوا

گلزار ہند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد پرنٹر چھپا

جمعیۃ دعوۃ و تبلیغ اسلام

صدر دفتر

بمقام پونا صدر ۴۲۱۰۔ ایسٹ اسٹریٹ

ماتحت دفاتر

صوبہ پنجاب "لاہور دروازہ شیرانوالہ"
مہاراشٹر "احمد نگر۔ ستارہ۔ مرج"
دکن۔ "ملیبار، کالی کٹ"

اغراض و مقاصد

(۱) قرآن حکیم کی اشاعت بذریعہ تراجم و دروس"
(۲) ارکان اسلام کی اشاعت اور شرک و رسوم قبیحہ کا ازالہ،
(۳) غیر مسلم اقوام کو دعوت اسلام،
(۴) لاوارث یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت بغرض تبلیغ و اشاعت،
(۵) اسلامی لٹریچر اور تاریخ کی اشاعت،
(۶) امداد مصیبت زدگاں حسب گنجائش،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کوئی قوم یا جماعت دنیا میں اسی وقت تک زندہ رہ سکتی ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی امتیازی خصوصیات اور اپنی ہستی کے مقاصد کو قائم و زندہ اور برقرار رکھے اس بوڑھی زمین کا چپہ چپہ اس امر کی بولتی ہوئی شہادت ہے۔ کہ اس پر مختلف قومیں مختلف مقاصد کے ساتھ آباد ہوئیں۔ اُن میں سے ہر ایک اپنے اندر چند خصوصیات رکھتی تھیں۔ لیکن ہر قوم کا وجود اس زیاں کدہ ارضی میں اسی وقت تک قائم رہا جب تک کہ اس نے اپنا مقصد ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور اس کی خصوصیات فنا نہیں ہوگئیں۔

خیر الامم اور اس کے مقاصد حیات اور

خصوصیات امتیازی

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمان دنیا میں ایک خاص مقصد لے کر آئے تھے۔ اور جس طرح یہ مقصد تاریخ اجتماعیت میں بالکل نرالا تھا۔ یقیناً اسی طرح یہ عظیم الشان بھی تھا۔ مورخین اور اثریین نے جس قدر تاریخی مواد دنیا کے سامنے رکھدیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ یہانتک کہ زمین اپنے خزائن اخباری کو اگلنے لگی (یومئذ تحدث اخبارہا) اور پتھروں کی گنگ زبانیں حوادث ماضیہ کا اعلان کرنے لگی ہیں لیکن با ایں ہمہ تگ و دو، با ایں ہمہ تلاش و جستجو، با ایں ہمہ تفتیش و تجسس تاریخ اس بات کے ثابت کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ کہ کوئی قوم نوع انسانی کی فلاح و بہبود اور اصلاح و درستگی کے ایسے محیر العقول بے غرضانہ مقاصد کو لیکر اٹھی ہو۔ جیسے کہ امت مسلمہ!

ان مقاصد کی جستجو میں ہمیں ادھر ادھر جانیکی ضرورت نہیں ہے۔ خود

قرآن حکیم جو اس قوم کا دستور العمل ہے ۔ اس امر پر بہترین روشنی ڈالتا ہے ۔ بلکہ جہاں کہیں وہ امت مسلمہ کو اپنے مقاصد کی تکمیل کی طرف متوجہ کرتا ہے ۔ تو پہلے اُن کے سامنے اُن کی اسی خصوصیت کو پیش کرتا ہے تا اُن کو معلوم رہے کہ وہ فطرتاً ایسا کرنے پر مجبور ہیں ۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ اِس عظیم الشان لقب کے مستحق نہ رہیں گے ۔ جو اُن کو اُس خصوصیت کی بنا پر دیا گیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ (آل عمران)	تم بہترین جماعت ہو ! جو قوموں کے لئے نمایاں کئے گئے ہو ۔ کہ حکم کرتے ہو ہر نیکی کا ۔ اور روکتے ہو ہر بری بات سے ۔

ارباب علم اس امر سے بخوبی واقف ہیں ۔ کہ اس آیۂ کریمہ میں دوسرا حصہ اپنے پہلے حصہ کی علت یا دلیل ہے ۔ یعنی تم اس لئے بہترین جماعت ہو ۔ کہ تمہاری بعثت کی غرض محض اصلاح عالم ہے ۔ (اُخْرِجَتْ لِلنَّاس) اور یہ اصلاح بذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں آئیگی ۔ اور چونکہ تمہارا مقصد معیشت اشرف و افضل ترین ہے ۔ اس لئے تمہارا اشرف و افضل ترین اُمم ہونا خود بخود ظاہر و ثابت ۔ لیکن ساتھ ہی بمصداق اذا فات الشرط فات المشروط اس سے یہ بات بھی مثل آفتاب درخشندہ کے روشن ہے کہ اگر اُمت مسلمہ اپنے اس مقصد حیات کو پس وراء ظہور پھینک دیگی تو وہ اپنے بہترین اُمت ہونے کے حق کو بھی یقیناً فنا کر دیگی !

پھر ایک اور مقام پر بالکل دوسرے پیرائے میں اسی امر کو اور بھی زیادہ روشن اور واضح فرمایا ۔ چنانچہ

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا	اور اسی طرح ہم نے تم کو دُنیا کے لئے ایک ایک عدل قائم کرنے والی امت بنایا ۔ تاکہ تم دُنیا کے لئے ایک گواہ عادل کی حیثیت سے شہادت دے سکو ۔ اور رسول (صلعم) تمہارے لئے بطور شاہد عادل گواہی دے سکیں ۔

قرآن کریم میں بہت سی آیات اِس مضمون کی ہیں۔ جنہیں اُمت مسلمہ کی بعثت کے مقاصد پر مشرح و مفصّل بحث کی گئی ہے۔ اُن میں سب سے مشہور اور پر مضمون سورہ حج والی آیت ہے، جس میں نہ صرف مقصد ہی کو واضح کیا گیا ہے۔ بلکہ بعض اعاظم اعمال کا ذکر بھی کیا ہے۔ جو مقصد اصلاح کے ضروری اجزا ہونگے۔ چنانچہ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔

یہ وہ جماعت ہے۔ کہ اگر ہم فرمانروائی کے ذریعہ زمین میں اُن کے پاؤں جما دیں تو یہ عبادت الٰہی کو زمین پر قائم کریں گے۔ اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔ اور ہر نیکی کا حکم دیں گے اور ہر بری بات سے روکیں گے۔

یہاں صاف طور سے بیان فرمایا۔ کہ اُمت محمدیہ کا کام دُنیا میں عبادت الٰہی کو قائم کرنا ہوگا۔ تمام اصلاحی اور بنی نوع اِنسان کی اعانت کے لئے۔ اور خود اپنے اصلاحی نظام کے قیام وثبات کے لئے ایک زبردست بیت المال بھی قائم کریں گے نیکی کی شاہ راہ پر کھڑے ہوئے ہر متلاشی کو فوز و فلاح کی راہ دکھلا دیں گے۔ اور ہر کجرو اور گمراہ کو پکڑ کر سیدھا کریں گے۔ اور صراط مستقیم پر لگا دیں گے۔ اور یہ سب وہ چیزیں ہیں۔ کہ کسی قوم کا اُن کو اپنے اجتماعی پروگرام میں داخل کر لینا ہی اُس کے شرف اور مزیّت کو بس کرتا ہے۔

کیا پھر یہ چیزیں محض اجتماعی پروگرام کی خوشنمائی۔ اور مورخ قرطاس کی آراستگی ہی کے لئے تھیں؟

اِس سوال کا جواب تاریخ کے اُن صفحات سے پوچھو جو مسلمانوں کے محیّر العقول کارناموں سے پڑے جگمگا رہے ہیں۔ یا زمین کی اُن آبادیوں سے دریافت کرو جن کا گوشہ گوشہ مسلمانوں کی فیاضی، اُنکی مسالمت، اُن کی انصاف پسندی، اُنکی فراخدلی، اور انسانی دوستی کے خاموش راگ گا رہا ہے۔ یا پھر اُن ویرانوں سے پوچھو۔ جو ایک قوم کی بھولی ہوئی اولوالعزمیوں پر نوحہ خوانی کر رہے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسلمانوں نے خدا کی اِس زمین پر جس کے وہ وارث بنائے گئے تھے وہ کچھ کیا جو کوئی قوم نہ کر سکی۔ اور وہ کیوں نہ کرتے۔ حالانکہ

ایسا کرنا اُس کا فرضِ منصبی تھا۔

وہ نور و ہدایت کے اُس آفتاب عالم تاب کو ہاتھوں میں لئے ہوئے جس نے اُن کی فطرت کو یک قلم بدل دیا تھا، زمین کے ایک فراموش شدہ گوشہ سے نکلے اور روشنی کی تیزی اور بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک آنِ واحد میں تمام کرۂ ارضی پر چھا گئے۔ پس ہر دیکھنے والے نے دیکھ لیا۔ اور ہر سننے والے نے سن لیا۔ کہ خدا کی آخری ہدایت آگئی۔ اور اللہ کا آخری اعلان ہو چکا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ کہ ایسا کرنا ہر مسلمان کا فرض تھا خود رسول اللہ صلعم کو ارشاد ہوتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (مائدہ)	اے اللہ کے رسول وہ سب کچھ لوگوں کو پہنچا دے ا۔ جو تجھ پر تیرے پروردگار کی طرف سے اُتارا گیا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ

کیا۔ تو تو نے اُس (خدا) کا کوئی پیغام بھی لوگوں کو نہ پہنچایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس محنت و جانفشانی اور جس استقامت و استقلال کے ساتھ اِس کام کو سرانجام فرمایا۔ وہ آج بھی ناظرین سیرت کے لئے مایۂ صد ہزار بصیرت ہے۔ اور حضور اقدس نے اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑی تھی۔ جو نسیم صبح کی طرح تمام چمنستانِ عالم میں پھیل گئی۔ اور جہاں اُن کی عطر بیزی عنبر فشانی سے معمور ہو گیا صحابۂ کرام اور اُن کے متبعین ائمہ محدثین و مجتہدین، غزاۃ و مجاہدین، اور جملہ مجددین و مُصلحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جن جن جانکاہانہ طریقوں سے تبلیغ مَا اَنْزَلَ اللہ فرمائی وہ سب اسی ایک حکم کی تعمیل اور اُسی ایک پاک زندگی کی تفسیر تھی۔ جس نے فرمایا بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی کا واحد مدعا نشر و اشاعتِ توحید اور اسی دین قدیم کی تبلیغ۔ و ثبوت رہا ہے۔ چنانچہ ہر نبی نے اپنے آپ کو مبلغ کہا۔ اور اِس الٰہی عطیہ پر فخر کیا ہے۔ سورۂ اعراف میں جہاں تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے توحید ہی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اور شرک کو تمام برائیوں کی اَساس قرار دیا ہے۔ ہر ایک نبی نے خدا کا پیغام اِنہی یادگار الفاظ میں پہنچایا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں :-

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ	میں پیغامات الٰہی کو تم تک پہنچاتا ہوں (یعنے انکا مبلغ بن کر آیا ہوں) اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی جانب سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم سے یوں مخاطب ہوتے ہیں :-

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ	میں اپنے پروردگار کے پیغامات تم تک پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارے لئے ناصح امین بن کر آیا ہوں۔

حضرت صالح علیہ السلام کی مایوسی بھی اپنے اظہار کیلئے انہی الفاظ کو اختیار کرتی ہے۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ	میں اپنے پروردگار کی رسالت تم تک پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو (کچھ) پسند نہیں کرتے

پھر خود قرآن حکیم کے متعلق لسان الٰہی کا فیصلہ بھی یہی ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ	یہ لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔

اور انبیائے کرام کے متعلق جملۃً واحدہ یہی فیصلہ ہے۔

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ	پھر کیا انبیاء کرام علیہم السلام کا بجز تبلیغ واضح ومدلل کے اور بھی کوئی فرض ہے۔

ارشادات نبوی کا جو مقدس صحیفہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اُس کو دیکھنے سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بعثت کا مقصد وحید۔ اشاعت تبلیغ اسلام، دعوت ونشر توحید، اعلائے کلمۃ اللہ۔ اور ترویج ونفاذ قانون الٰہی ہے۔ کہ اصلاح عالم عبارت ہے۔ انہی اعمال ومساعی سے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً	میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی تم کو

کیوں نہ ملے ؟

فلیبلّغ الشاھد منا الغائب بلّغ فربّ مبلّغ اوعیٰ من سامع۔ (ترجمۃ البخاری)

ہر حاضر (سننے والے) پر یہ فرض ہے۔ کہ وہ یہ چیزیں غائب (موجود نہیں ہیں) کو پہنچا دے۔ کیونکہ بہت لوگ جنکے کانوں تک یہ چیزیں پہنچیں گی۔ ان حاضرین سے اُنکے زیادہ محافظ ونگہبان ہونگے۔

ولیبلّغ الشاھد الغائب فَاِنَّ الشاھد عسیٰ ان یبلّغ من ھو اوعیٰ منہ (بخاری حدیث)

ہر حاضر پہ لازم ہے۔ کہ وہ غیر حاضر کو پہنچا دے۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ جس شخص کو یہ چیز پہنچے وہ پہنچانے والے سے زیادہ حفیظ و محافظ ہو+

مَنْ رَأیٰ مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بیدہٖ فان لَّمْ یستطع فبلسانہٖ فَاِن لَّمْ یستطع فبقلبہٖ وذٰلک اَضْعَفُ الایمان۔ (حدیث)

جو شخص تم میں سے کسی بُری بات کو دیکھ پائے۔ تو اسے چاہئے کہ اِس بُرائی کو ہاتھ سے روکے۔ اگر طاقت روکنے کی نہ رکھتا ہو۔ تو زبان سے بند کرے۔ اور اگر اِس کی قوت اپنے میں نہ دیکھے تو دل سے ضرور بُرا سمجھے۔ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے+

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (حدیث)

ہر ایک۔ تم میں سے بادشاہ (چرواہا) ہے۔ اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا+

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القرآن وَعَلَّمَہٗ

تم میں سب سے اچھا وہ ہے۔ جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

یہ تمام اسی ایک فریضۂ دعوت و تبلیغ کی مختلف حالتیں مختلف مقامات اور مختلف مواقع کے لحاظ سے مختلف اقسام ہیں۔ پھر ان سب سے زیادہ جامع حضور علیہ السلام کا وہ حکم ہے۔ جو حضور علیہ السلام نے غزوۂ خیبر میں فتح کی صبح کو حضرت مرتضٰے کو رائیت سالاری سپرد فرماتے ہوئے دیا تھا۔

فقال علیؓ یا رسول اللہ اُقاتلھم حتّٰی یکونوا مثلنا۔ فقال انفذ علیٰ رِسلِک حتّٰی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیرٌ لک من ان یکون لک حمر النعم

(بخاری)

حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا میں لڑوں اُن سے یہانتک کہ وہ ہماری مانند ہو جائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہانتک کہ تو اُن کے میدان میں پہنچ جائے پھر اُن کو اسلام کی طرف بلا۔ اور انکو اللہ کے اس حق سے آگاہ کر۔ جو اسلام میں اُن پر ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ تعالےٰ تیرے ہاتھ سے صرف ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ یقیناً تیرے لئے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی بہتر ہے۔

صاحب مجمع البحار نے اس سے دنیا بھر کی بھلائی مراد لی ہے۔

پس کتاب وسنت کی اُن نصوص صریحہ کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ عظیم الشان جماعت، جو زبان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیر القرون، اور لسان الٰہی سے خیر الامم کے معزز خطاب پا چکی تھی اس اہم واقدم فریضہ مذہبی (دعوت وتبلیغ) سے غافل رہتی۔ کتب سیر کو ایک نظر اٹھا کر دیکھئے تو ایسے پھولوں کا ایک ناپید اکنار باغ نظر آئیگا جس نے تمام عالم کے دل ودماغ کو اپنی عطر فشانیوں اور عنبر ریزیوں سے معطر ومعنبر کر رکھا ہے۔

تلک امۃ قد خلت

لیکن یہ قرون "مشہود بالخیر" جلدی گذر گئیں۔ اور اُن کے ساتھ ہی مسلمانوں کی خصوصیات امتیازی اور امتیازات طبعی بھی چلدیں، تا آنکہ اگر چند مخصوص مستثنیات کو چھوڑ دیا جائے جو وقتاً فوقتاً مختلف عہدوں میں مختلف ممالک میں پیدا ہوتا رہیں، تو مسلمانوں کی گذشتہ ایک ہزار سالہ تاریخ اس ولولہ دعوت وتبلیغ اور اور جذبہ نشر واشاعت توحید سے اجتماعی صورت میں یکسر خالی نظر آتی ہے لیکن انفرادی امثلہ نادرہ سے قوم کی اجتماعی حالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تا وقتیکہ

لہ مثلاً ہندوستان میں بعض مشہور بزرگان دین۔ جنسے عام طور پر لوگ واقف ہیں جنہوں نے (بقیہ بصفحہ ۸)

وہ اشتداد اس کثرت سے نہ ہو جائیں۔ کہ وہ اجتماعی خصوصیت کی شکل اِختیار کرے۔ اصل امر یہ ہے۔ کہ کسی قوم کی ترقی۔ اُس کی ہیئت اجتماعیہ پر موقوف ہے۔ اور اِسلامی ہیئت اجتماعیہ کا اصل جز اور عنصر ترکیبی صرف ولولۂ تبلیغ واشاعت تھا، اِس لئے مسلمانوں کے تنزل کو سمجھنے کے لئے اِسلامی سُلطنتوں کے اَیامِ ضُعف تنزل کی طرف نظر اُٹھانا کمال بے خبری کی دلیل ہے۔ بلکہ اُس کے انحطاط کا اَصلی دن وہ تھا۔ جب کہ مُسلمان عربی خصوصیات سے خالی ہو کر عجم کی بظاہر دلفریب ترقیوں سے سرشار ہو گئے۔ اور عربی خصوصیتوں میں، سب سے پہلا نمبر اسی ولولہ اِشاعت وتبلیغ اور اَمر بالمعروف اور نَہی عَنِ المُنکر کا تھا،

عقلاً بھی یہ مسلّم ہے۔ کہ دُنیا میں سکون مُحال ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ دوڑنے والے دوڑ رہے ہوں۔ اور راہ میں کھڑے ہونے والے پاؤں تلے رُوندے نہ جائیں۔ جو آگے نہیں بڑھ رہا، وہ بالیقین پیچھے ہٹ رہا ہے۔ زندگی اور بقاء اصلح اور اوفق کا حق ہے، بیکار وبیمار کے لئے موت کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں،

خُدا کے اِس قانون کی ہمہ گیری کا یہ حال ہے۔ کہ ذرہ سے لے تا آفتاب کوئی بھی چیز اس کے احاطہ عمل سے خارج نہیں۔ اور اس کا اثر مادی دُنیا، سے گزر کر غیر مادی دُنیا پہ بھی برابر پہنچتا ہے۔ اور مذہب بھی اِسس کلیہ سے نکل نہیں سکتا، پس کسی مذہب کا قیام وبقا سقفِ آسمانی کے نیچے فقط جذبہ دعوت وتبلیغ پر ہے۔ اور جو مذہب اِس طرف سے غفلت برتتا ہے۔ وہ اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) اِس عمل محمدی (تبلیغ واشاعت اسلام) کو زندگی بھر سرانجام دیا یہ ہیں:۔

حضرت شیخ علی ہجویری لاہوری۔ وحضرت خواجہ معین الدین صاحب اجمیری۔ حضرت مخدوم گیسودراز۔ حضرت خواجہ بہاءالحق صاحب ملتانی۔ حضرت شیخ احمدؒ صاحب سرہندی۔ حضرت بابا فرید شکر گنج صاحب۔ حضرت پیر صابر صاحب چشتی حضرت خواجہ نظام الدین صاحب۔ حضرت مخدوم جہانیاں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب دہلوی۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی حضرت سید محمد صاحب جونپوری۔ اور اُنکے خلفائے عظام وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین +

وہ اپنے اوپر آپ تباہی لاتا ہے؛

فطرت کی یہی وہ ضرورت ہے۔ جس نے تمام مذاہب عالم کو اِس امر پر مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنی سشدید سے شدید بندشوں کو توڑ کر میدان تبلیغ واشاعت میں یکقلم نکل پڑیں۔

ہندو مذہب میں زندگی کے آثار

کون نہیں جانتا۔ کہ ہندو مذہب ہرگز تبلیغی مذہب نہیں تھا۔ بلکہ اگر کوئی شخص کسی بنا پر ایک مرتبہ اِس حلقہ سے نکل جاتا۔ تو اُس کا اُس میں دوبارہ داخل ہونا ممکن نہیں تھا۔ لیکن آج اِس ضرورت طبعی کی بنا پر وہ مجبور ہوئے ہیں۔ کہ ہندو مذہب کے دامنوں کو اچھوت اقوام سے لیکر عیسائیوں اور مسلمانوں تک پھیلا دیں۔ مہاراشٹر، صوبہ بمبئی، وسطی اور جنوبی ہند وغیرہ میں کئی مسلمان بچے ہیں۔ جو برہمو سماج کی چار دیواری میں ہندوانہ جوگ میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ جن میں سے کئی ایک بچشم خود دیکھے۔ یَا لَیْتَنِی مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ پھر وہ مسلمان جو پشتینی مسلمان ہیں۔ اور بوجہ مسلمانوں کی کامل بے اعتنائی وعلیحدگی کے اپنی تمام رسومات؛ (مثلاً خوشی وسوگ وغیرہ) میں کامل ہندو ہیں۔ یہانتک کہ اُن کے نام ہندوانہ (ڈگڑوہ بیرو۔ وغیرہ) اُن کے خیالات ہندوانہ (مشرکانہ دیوی دیوتاؤں کے متعلق)، اُن کی طرز معیشت (دھوتی پہننا۔ گرڈہی رکھنا) ہندوانہ۔ الاسف ثم الاسف کہ اُن کے طرز عبادت بھی ہندوانہ؛ نماز کے نام سے بالکل ناآشنا۔ ہاں جیبوں میں پتھر کی مورتیاں پرستش کے لئے موجود۔ اِن تمام کو ہندو مذہب

اپنے آغوش میں لینے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ یا لیت قومی یعلمون۔ ہندوستان سے گزر کر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں بھی ایسی سوسائٹیاں قائم ہیں جو ہندو مذہب کی تبلیغ زور شور سے کر رہی ہیں +

عیسائی مشنری

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے رسولوں کو وصیت کی تھی "غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

خود حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنے متعلق ایک اسی قسم کا اعتراف موجود ہے۔ کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے تشریف لائے ہیں۔ انجیل متی باب ۱۵۔ آیت ۲۴ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا۔ اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" اور عام دنیا سے۔ اُن کو کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ لیکن با ایں ہمہ مسیحی کوششوں کی تفصیل کے لئے ایک مبسوط کتاب بھی کافی نہیں ہو سکتی۔

موجودہ مسیحی تبلیغ کی تاریخ دراصل محاربات صلیبیہ سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ آخری میدان کارزار تھا۔ جس میں دُنیا کے اُس "با امن مذہب" (مسیحیت) نے اسلام کو تباہ کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ ان جنگوں کا جو نتیجہ ہوا۔ [illegible] عالم مسیحیت نے بالاتفاق فیصلہ کیا [illegible] عرب کے [illegible] واحد شاہراہ میدان تبلیغ و اشاعت ہے۔ نتیجہ اس کا جو ہوا وہ ظاہر ہے۔ دُنیا کی وہ عظیم الشان جماعت (مسلمان) جس کو توپوں کی گرج اور گولوں کی بارش مغلوب نہ کر سکی تھی آخر کار خاموش مسیحی وعظوں کے مقابلہ میں مسخر ہوگئی۔

عــہ۔ یہ لفظ ارادۃً استعمال کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان دنیا میں چاہے کہیں بھی رہتا ہو۔ اسکی نسبت عرب سے ظاہر ہے +

۱۱

شام۔ روم۔ طرابلس، مصر، ایران، ترکستان وغیرہ جملہ ممالک اسلامی یکے بعد دیگرے مسیحی وسائس کا شکار ہو گئے۔

اجمال کی تفصیل

(۱) ہندو مذہب

ہندو مذہب میں تبلیغی خیال کب اور کیونکہ پیدا ہوا۔ اور اسکی ارتقائی کی مختلف منازل، اور واقعات واعمال کی تفصیل ایک مستقل بحث ہے۔ اور یہ ایک طویل و مبسوط تصنیف کی محتاج ہے۔ یہاں صرف اسیقدر تبلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیحی مشن کی کامیابیوں نے گذشتہ صدی کے آخری سالوں میں ہندو قوم کے جذبات۔ اور خیالات میں ایک زبردست ہیجان پیدا کر دیا۔ پولیٹیکل خطرات کا سیلاب مذہبی معتقدات مسلمہ کو یکقلم بہا کرلے گیا۔ اور برہمنی دور کی پیدا کردہ رکاوٹیں اور بندشیں سیاسی مصالح کے مقابلہ میں کمزور تنکوں کیطرح اڑ گئیں۔ اور ایک عام ولولہ دعوت وتبلیغ کا ہندو قوم میں پیدا ہو گیا۔ اور اس کا رخ بالخصوص ان قوموں کی طرف پھرا۔ جن کو ہندو مذہب نے پورے طور پر انسانیت سے خارج کر رکھا تھا۔ کئی انجمنیں۔ کئی سوسائیٹیاں۔ اور کئی سبھائیں حشرات الارض کی طرح پیدا ہو گئیں۔ اور سب نے پوری تندہی سے کام شروع کر دیا۔

راقم سطور ہذا کا یہ مدعا نہیں کہ تمام کارکن ہندو جماعتوں کا شمار اُن کے وظائف اور۔ اُن کے نتائج کار بیان کرے۔ کیونکہ اُن کی تعداد بیشمار، اُن کے کارنامے ان گنت۔ اور اُن کا ذکر ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے یہاں صرف اُن چند جماعتوں کے ذکر پر اکتفا کی جائیگی۔ جو خالص تبلیغ واشاعت کے کام میں ایک عرصہ سے مصروف ہیں۔ اسوقت ہمارے سامنے جو اعداد و شمار ہیں وہ ۱۲ء و ۱۳ء کے ہیں۔ باوجود کوشش کے جدید اعداد دستیاب نہیں ہو سکے۔ اُن کو پڑھتے وقت ناظرین کو یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ گذشتہ دس سال میں

کچھ نہیں تو یہ کام کئی گنا ہو چکا ہے۔

ہندو مذہبی جماعتوں میں بہت زیادہ مشہور جماعتیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) آل انڈیا شدھی سبھا۔ یہ کانفرنس (سبھا) گذشتہ صدی کے آخری سالوں میں وجود میں آئی۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ اُن لوگوں کو، جو دوسرے مذاہب میں جا چکے ہیں۔ ہندو مذہب میں واپس لیا جائے۔ اور چونکہ کوئی ہندو جو کسی غیر مذہب میں چلا جائے۔ از روئے ہندو مذہب قطعاً ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے اُس کو دوبارہ پاک کرنے کیلئے بعض رسوم کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی ہے۔

یہ سبھا ایک عرصے سے کام کر رہی ہے۔ ہر سال اس کے سالانہ اجلاس مختلف مشہور مقامات پر ہوتے ہیں۔ رپورٹیں بھی شائع ہوتی ہیں۔ مگر کسی قریبی رپورٹ کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کے تازہ ترین اعداد کا پتہ نہیں چل سکا۔

(۲) برہمو سماج۔ اس کا بانی مشہور پنڈت رام موہن رائے ہے۔ جس کو اکثر ہندو قوم کی ہر قسم کی موجودہ بیداری (تعلیمی۔ مذہبی۔ تمدنی وغیرہ) کا اگر بانی کہا جائے تو یقیناً نازیبا نہ ہوگا۔ پنڈت موصوف صوبۂ بنگال میں ایک مسلمان ریاست کے اندر کونگر نامی گاؤں میں ۱۷۷۲ء کے قریب پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم اسلامی طریق پر ہوئی اور کتب تصوف کے مطالعہ کا آپکو ہمیشہ شوق رہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کی تمام تحریرات میں توحید کا رنگ ہمیشہ نمایاں رہا۔ اُن کا عقیدہ تھا۔ کہ ہندو مذہب بجز توحید کے اور کچھ نہیں تبلاتا۔ اوثان و اصنام پرستی بعد کی تحریفات کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ۱۸۰۳ء میں ایک کتاب بھی اسی موضوع پر لکھی۔ جس کا نام تحفۃ الموحدین ہے۔

۲۰۔ اگست ۱۸۲۸ء کو پنڈت موصوف نے فرینگی کمال بوس کے مکان واقع چیت پور روڈ کلکتہ کی بالائی منزل میں اس مشہور جماعت کا پہلا سنگ بنیاد رکھا جس کو آج برہمو سماج کہا جاتا ہے۔ ہر شخص بلا قید مذہب و ملت اس مجلس میں شامل ہو سکتا تھا۔ اور مقصود اس جماعت کا توحید کی ترویج۔ اور قدیم ہندو طرز عبادت کا قیام

دا جرا کفا۔ جو مرور زمانہ سے بالکل متروک ہو چکی تھی۔

۱۸۶۳ء میں پنڈت موصوف نے اس مجلس کے لئے ایک مستقل عمارت اسی بازار میں تیار کر لی۔ اور جو وقف نامہ اس کے لئے لکھا گیا۔ اُس کے یہ الفاظ خاص طور پر قابل ملاحظہ ہیں "دہات کا کوئی مجسمہ یا کوئی بُت پتھر کی کوئی مورتی یا کوئی وہ چیز جس پر کسی قسم کی تصویر یا نقش یا شبیہ بنائی گئی ہو۔ اس عمارت کی چار دیواری کے اندر لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی"

یہ صدا توحید کی ایک خالص دعوت تھی۔ اِس لئے یقیناً اسلام کی صدائے بازگشت تھی۔ اور اگر اپنی پوری اصلیت پر قائم رہتی تو حیرت انگیز نتائج پیدا کرتی مگر جیسا کہ ہر ایک اصلاحی تحریک کا حال ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک خالص ہندو تحریک بن گئی۔ لیکن اس کا تبلیغی جذبہ بدستور قائم ہے۔ ہندوستان کے مختلف مقامات پر اس کی شاخیں قائم ہیں۔ جن کے کام کا بڑا حصہ اچھوت قوموں کی اصلاح۔ اُن کی تعلیم و تربیت اور ان کو زندگی کی دوڑ میں چلنے کے قابل کرنا ہے۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے۔ کہ موجودہ برہمو سماج کی لغت میں "اصلاح" اور "تعلیم و تربیت عملاً خالص ہندو بنانے کا مترادف ہے بایں امتیاز کہ وہ بت پرستی نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ چیز اصلاً اُن کے مقاصد سے خارج تھی اور جہاں موقعہ ملے مسلمان بچوں کو بھی اپنی "صلح کل" پالیسی کی آڑ میں لاکر اپنی نگرانی میں لے لیتے ہیں۔ اور اُن کو پورا عملی ہندو بنا لیتے ہیں۔

برہمو سماج کی تمام رپورٹ کارگزاری ہمارے سامنے نہیں ہے۔ اور نہ شاید ایسی رپورٹ موجود ہی ہو۔ کیونکہ مختلف مقامات پر یہ جماعت مختلف لوگوں کی سرکردگی میں کام کر رہی ہے۔ اور کوئی آل انڈیا نظام اُس کا موجود نہیں لیکن پونا برانچ کو ہم نے خود دیکھا ہے۔ مسٹر سندھے کی نگرانی میں یہ کام ہو رہا ہے۔ مسٹر سندھے اکسفورڈ یونیورسٹی کے ایم۔اے ہیں۔ اور عرصہ قریباً بیس سال سے اس فیشن میں رہتے ہیں۔ جو گاندھی جی نے دو سال سے اختیار کیا ہے۔ اچھوت قوموں کے لئے کئی ایک مدارس صنعتی و تعلیمی جاری کر رکھے ہیں۔ جن کی تعداد ۲۰ سے متجاوز ہے۔ اور لڑکے لڑکیوں کی تعداد سینکڑوں

تک پہنچتی ہے۔ نجاری وغیرہ کا کام بھی لڑکوں کو سکھلایا جاتا ہے۔ اور یہ بوڑھا کارکن دن رات ۲۴ گھنٹے اسی دھن میں مگھن رہتا ہے۔ اسی برانچ کے ایک سکول میں بعض سید لڑکے بھی ہیں جو مسٹر سندھے کی محنت وجانفشانی اور ہماری بے اعتنائی اور بے توجہی کی بولتی ہوئی شہادت ہیں۔ احمد نگر میں ایک صاحب ماسٹر بود کر عرصہ ۱۲ یا ۱۴ سال سے کام کر رہے ہیں۔ اور بالکل مفت صرف کھانے پر کام کرتے ہیں۔ ۱۳ سال کی محنت کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ۱۲۔ ۱۴۔ آدمی ایسے موجود ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے صرف کھانے پر تمام عمر کام کرنے کا حلف لے لیا ہے۔

ان کے یتیم خانہ میں کئی مسلمان لڑکے موجود ہیں۔ جو اپنے تمام اعمال وافعال میں بالکل ہندو نظر آتے ہیں۔ میں نے خود ایسے لڑکوں کو دیکھا ہے جو میٹرک کی تیاری کر رہے ہیں۔ باہوش ہیں۔ باخبر ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ پر گوشت سے اسی درجہ پرہیز کرتے ہیں۔ جس درجہ کوئی پورے درجہ کا شدید جینی۔ اپنے کھانے کے جملہ آداب۔ چلنے پھرنے۔ بیٹھنے۔ اٹھنے، طرز لباس یہاں تک کہ طرق عبادت میں بالکل ہندو ہیں۔ بجلی کی روشنی میں اندھیر ہو رہا ہے۔ مسلمان اُن کو دیکھتے ہیں۔ اور ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔

(۳) آریہ سماج۔ آریہ سماج اور اسکے بانی کی معرفی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جماعت بھی ۱۸۷۵ء کے قریب وجود میں آئی۔ اس کی تبلیغی مساعی کا ذکر تحصیل حاصل ہے۔ کہ ہندوستان کا کوئی بچہ بھی اس امر سے بے خبر نہیں ہے۔ اس جماعت کی تبلیغی کوششوں اور سرگرمیوں کو دیکھنا منظور ہو۔ تو اُسکے لئے مالابار کے واقعات پر ایک نظر ڈال لینی کافی ہو گی۔ مالابار میں جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم تھا۔ لیکن آریہ سماج نے اس کے شیوع اور رنگ دیکر بیان کرنے کی ضرورت اس وقت تک محسوس نہیں کی۔ جب تک کہ جمعیت دعوت وتبلیغ اسلام نے اپنے مقاصد کو وہاں کے اخبارات میں شائع نہیں کیا لیکن اکثر بھائیوں پر یہ حقیقت ظاہر نہیں ہوئی۔

آریہ سماج کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے تمام ہندو قوم میں

تبلیغ و دعوت ہندومت کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ ہندو قوم میں اگرچہ دوسری جماعتوں نے بھی یہ کام کیا ہے۔ تاہم شمالی ہند میں جس زور کے ساتھ یہ آواز آریہ سماج نے اٹھائی۔ اور جس قوت عملی کے ساتھ وہ اس مقصد کے حصوں کی طرف بڑھے۔ اُس کی مثال دوسری ہندو جماعتوں میں کم ملتی ہے۔ اُنہوں نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں سب سے مؤثر طریق جو اختیار کیا۔ وہ ایک ہندو کالج کا اجرا تھا۔ جس نے اپنی گذشتہ تیس سالہ زندگی میں ہندو تعلیم یافتہ نوجوانوں کا سیلاب ملک میں بہا دیا ہے۔ اور اس طرح ایک زبردست جماعت اپنی قوم میں پیدا کر دی ہے۔ جو اگر ایک طرف بوجہ ملک کی سب سے بڑی تعلیم یافتہ جماعت ہونیکے تمام قوم کی سیاسی اور ملکی رہنمائی کر رہی ہے۔ تو دوسری جانب تمام اُن ہندو تعصبات کے خلاف جو مسئلہ شدھی کی راہ میں بڑے بڑے موانع ہیں۔ پوری قوت کے ساتھ جنگ کر رہی ہے۔ ہماری مراد پنجاب کے ڈی۔ اے۔ وی کالج سے ہے۔ جو گذشتہ تیس چالیس سال سے ہندو قوم کی تعلیمی آبیاری کر رہا ہے۔

آریہ سماج کی تبلیغی سرگرمیوں کو سمجھنے کے لئے اس مذہبی لٹریچر کو بھی بلحاظ کیفیت و مواد سامنے رکھنا چاہئے۔ جو گذشتہ ایک ثلث صدی میں آریہ سماج نے اپنے مذہب کی حمایت، اپنے نو اختیار کردہ اصولوں کی تائید اور دوسرے مذاہب کی مخالفت و تردید میں تیار کر دیا ہے۔

خود ان مناظروں سے جو آریہ سماج وقتاً فوقتاً دیگر مذاہب کے نمائندوں سے کرتی رہی ہے۔ گو ان مناظروں کے نتائج کچھ ہی کیوں نہ رہے ہوں۔ یہ امر بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس جماعت میں تبلیغی روح خوب سرایت کر چکی ہے۔

لیکن اس وقت تک آریہ سماج کا پروپیگنڈا بالعموم شمالی ہند تک محدود رہا ہے۔ ابھی ابھی بعض حالات نے انہیں یہ احساس بھی پیدا کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے پروپیگنڈا کو پنجاب کی حدود سے نکال ہندوستان کے دیگر حصص و اقطاع تک بھی ممتد کر دیں۔ چنانچہ بیرون پنجاب میں بھی بعض مقامات پر اُن کے مراکز

اشاعتِ مذہب کھل گئے ہیں۔ انہی مراکز میں سے ایک وہ مرکز بھی ہے جو مالابار میں کھولا گیا ہے۔ اور جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔

(۴) پرارتھنا سماج۔ لیکن ان سب سے زیادہ اہم بلحاظ اعمال و نتائج اعمال وہ سوسائٹی ہے۔ جس کا نام پرارتھنا سماج ہے۔ یہ سماج بھی ہمعصروہمقصد قالب دیدہ ام کا ایک نمونہ ہے۔ مگر اس کا موجودہ جنم ۱۸۶۷ء کا ہے۔ اچھوت اقوام میں اس جماعت کی مساعی نہایت ہی زبردست ہیں۔ اس کا صدر دفتر پریل (بمبئی) میں ہے۔ اور ۱۹۱۳ء میں اس کے پندرہ مرکز قائم ہو چکے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ بمبئی۔ پونا۔ ہبلی۔ ناگپور۔ بونمل۔ تھانہ۔ ستارا۔ مہالیشور۔ منوان۔ وایولی۔ اکولہ۔ امراوتی۔ کھاؤنگر۔ بنگلور۔ مدراس۔ ان میں سے پہلے پانچ مراکز تو براہ راست سوسائٹی مذکور کے ہیں۔ اور آخری دس اس سے ملحقہ ہیں۔

۱۹۱۳ء میں سوسائٹی مذکور تیس درسگاہیں قائم کر چکی تھی۔ جن میں سے ۵ تو اقامتی تھیں۔ ۴ صنعتی۔ ایک مڈل سکول اور باقی سب پرائمری۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۳ء کو طلباء کی تعداد ۱۲۳۱ ہو چکی تھی۔ اور کل اخراجات سالانہ بیس ہزار تین سو چار روپے گیارہ آنہ اور پانچ پائی رہا۔

(۵) ہندو مشن میسور:۔ یہ ایک مشن ہے۔ جس کا صدر مرکز میسور میں ہے۔ اور جس کا کام صرف اچھوت اقوام کو ہندو بنانا ہے۔ سوسائٹی کے کئی مدارس ہیں۔ اور تعداد طلباء بھی سینکڑوں سے متجاوز ہو چکی ہے۔

(۶) سنگھ سبھا (مذہبی سکھ) پنجاب کے سب سے زیادہ پرجوش سکھوں کی وہ جماعت جو اپنے مذہب کی اصلاح اور تبلیغ کے لئے نہایت قوت کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ پنجاب کے ہر حصہ میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو مذہبی سکھ کے لفظ سے آشنا ہے۔ سمجھ سکتا ہے۔ کہ کسقدر اچھوت اقوام مثلاً بھنگی وغیرہ پنجاب کے گاؤں گاؤں میں مذہبی سکھ بن کر پھیل رہے ہیں۔

حال ہی میں سکھوں کی طرف سے گرمکھی میں قرآن مجید کا ایک ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ جسقدر مزخرفات اور لغویات اس میں بھری گئی ہیں وہ عیسائیوں کی ایسی کوششوں کو پیچھے چھوڑتی ہیں۔ جو وہ اسلام کو غلط طور پر پیش کرنیکے لئے کرتے ہیں

یہ ایک نہایت ہی مختصر اور نہایت ہی نامکمل کیفیت ہے اُس تبلیغی کام کی جو ہندو قوم کر رہی ہے۔ یہ حال تو اُس جماعت کا ہے۔ جو آج سے چند سال قبل قطعاً ایک غیر تبلیغی جماعت تھی۔ پھر کیا دُنیا کی وہ قوم، جس کی غرض بعثت ہی صرف اشاعت وتبلیغ تھی، کوئی کام اِس سمت میں کر رہی ہے؟

اے کاش۔ کہ اِس کا جواب صرف نفی ہی میں ملتا؟ وا اسفا ثم یا اسفا! کہ یہاں تو کوششوں کا سلسلہ اس کے خلاف جاری ہے۔ دوسروں کو حق وصداقت کی طرف بلانا یکطرف یہاں اپنی ہی خبر نہیں ع

کو خویشتن گم است کرا رہبری کند

اور جو ہمت اس خستہ تنی کی حالت میں قوم میں باقی رہ گئی ہے۔ وہ سب ایک دوسرے کو اِسلام کے محبوب حلقہ سے خارج کرنے ہی پر لگی جارہی ہے۔

لیکن ہندو قوم کی سرگرمیاں تو اِس سے بہت بڑھ چکی ہیں۔ اور اب وہ ہندوستان کی سرزمین سے باہر مختلف دیارِ عالم میں بھی مذہبی تبلیغ واشاعت میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ اور عیسائی مشنریوں کی طرح اُنہوں نے بھی اپنی پہلی آماجگاہ تاراج شدہ اسلامی بستیوں اور ولایتوں کو بنایا ہے، چنانچہ بصرہ وبغداد وغیرہ میں اُنکے مراکزِ عمل قائم ہو چکے ہیں اور وہ اِسی کوشش میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ کہ وید پران اور دیگر ہندو مذہبی کتابوں کو عربیت کا جامہ پہنا دیں۔ ہم اُن کی اِن مساعی کو اپنے حق میں نہایت ہی میمون ومبارک یقین کرتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

اُن کی محنتوں کے نتائج جو بھی ہوں۔ اُن کا علم اللہ کو ہے۔ لیکن سوچنے کی چیز تو یہ ہے۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں! قرآن حکیم کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا تو ایک بڑا کام ہے۔ یہاں تو ابھی تک یہ امر تصفیہ طلب ہے۔ کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا یا پڑھانا مفید ہوگا۔ یا مضر؟

مسیحی جماعتوں کا کام

مسیحی جماعتوں کا کام اِس قدر وسیع ہو چکا ہے۔ کہ اُس کا مختصر سے مختصر حال لکھنے کے لئے بھی ایک ضخیم مجلد کی ضرورت ہے۔ انکے مدارس ابتدائی، ثانوی، انتہائی (یعنی کالجز) اُن کی صنعتی درسگاہیں، اُنکے یتیم خانے، ہسپتال۔ اور شفاخانے ایسی چیزیں ہیں۔ کہ اُنکے مختصر سے مختصر بیان کے لئے بھی کئی سو صفحوں کی مبسوط تحریر کی ضرورت ہے، جو صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مفصل تاریخ مسیحی پروپیگنڈا کی تحریر کی جائے۔ اس لئے یہاں ہم صرف چند نقشے اُن اعداد و شمار کے شائع کرنے پر کفایت کریں گے جن سے ایک مختصر سا خاکہ اُنکے عظیم الشان کام کا نظروں کے سامنے آجائے۔ یہ نقشے اور جدول جو ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں سنہ ۱۹۱۲ء کی ییربک (سالنامے) سے لئے گئے ہیں۔ جو مشن کیطرف سے شائع ہؤا تھا۔ اور یہ بھی واضح رہنا چاہئیے۔ کہ یہ اعداد و شمار صرف ہندوستان برہما، لنکا سے متعلق ہیں۔ نئے اعداد و شمار کے حصول کے لئے الہ آباد، مدراس، لاہور، بمبئی وغیرہ مقامات پر لکھا گیا۔ مگر جواب نفی میں ملا۔

سنہ ۱۹۱۲ء میں ہندوستان، سیلون (لنکا) اور برہما میں کل ۱۳۶ مسیحی جماعتیں تبلیغی کام کر رہی تھیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

		تعداد
۱	امریکہ اور کینڈا کی تبلیغی جماعتیں	۴۱
۲	اسٹریلیا کی تبلیغی جماعتیں	۸
۳	برطانوی یعنی انگریزی تبلیغی جماعتیں	۴۱
۴	لنکا کی تبلیغی جماعتیں	۳
۵	براعظم کی تبلیغی جماعتیں	۱۲
۶	ہندوستانی تبلیغی جماعتیں	۷
۷	بین الاقوامی تبلیغی جماعتیں	۳

		تعداد
۸	آزاد تبلیغی جماعتیں	۹
۹	ملکی تبلیغی جماعتیں	۱۲

میزان ۱۳۶

اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل امور کو قارئین کرام مدنظر رکھیں تاکہ مسیحی کام کی وسعت و عظمت اور اُن کے نتائج کا قدرے صحیح اندازہ کر سکیں۔

(۱) یہ تمام اعداد و شمار صرف پراٹسٹنٹ تبلیغی جماعتوں کے ہیں کیتھولک چرچ کا تفصیلی حال سر دست معلوم نہیں ہو سکا۔ اگر ولایت سے مطلوبہ کتابیں آگئیں تو شاید کسی آئندہ صحبت میں اُن کا کچھ تذکرہ بھی آجائے۔

(۲) یہ اعداد و شمار ۱۹۱۳ء تک کے ہیں۔ اَب کام کی وُسعت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو اُس کا مشاہدہ اور اُن کے رسائل و اخبارات کا مطالعہ کر رہا ہو۔

(۳) یہ اعداد و شمار صرف ہندوستان سے متعلق ہیں۔

(۴) اِن جماعتوں میں سے قریبًا ۹۰ فیصدی ایسی ہیں جو اپنے اخراجات کیلئے مرکز ملکی (یعنے انگلستان امریکہ وغیرہ) سے ایک حبہ بھی نہیں لیتیں۔ وہ اپنے سب اخراجات یہیں سے نکالتی ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں بچت بھی دکھلاتے ہیں۔ اُنکے ذرائع آمد بالعموم یہ ہیں۔ (۱) مدارس ابتدائی و ثانوی۔

(۲) مدارس انتہائی یا اعلےٰ۔ یعنی کالجز۔

(۳) صنعتی مدارس

(۴) یہاں کے نئے عیسائی جن میں کا ہر ایک کمانے والا فرد اپنے اپنے مشن کو ضرور کچھ نہ کچھ رقم ماہوار چندہ کی صورت میں ادا کرتا ہے۔

(۵) اخبارات، رسائل اور کتب مسیحیت کی فروخت۔

ذیل میں ۳ نقشے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں کچھ کیفیت مسیحی مشنری جماعتوں کے کام کی معلوم ہو سکیگی۔ ان نقشوں کو دیکھنے سے کچھ اندازہ اس امر کا بھی ہو سکیگا کہ اگر مسلمان چندے اس فریضۂ اشاعت و تبلیغ کی طرف سے اسی طرح غافل ہے

جس طرح کہ وہ آجتک رہے ہیں۔ تو آئندہ نصف صدی میں ہندوستان کی نہ صرف مذہبی حالت ہی بالکل بدل جائیگی۔ بلکہ ہندوستان کی سیاسیات کا عالم بھی بالکل دوسرا ہوجائیگا۔ اور سوراج کا حل بھی ایک نرالے انداز میں مسلمان اپنے سامنے پائینگے جس کا اس وقت شاید اُن کو بوجہ اپنی لاعلمی کے تصور و تخیل تک بھی نہیں ہے۔

نقشہ نمبر اول - اس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ جو مختلف جماعتیں مختلف مسیحی ممالک اور اقوام کی طرف سے ہندوستان میں تبلیغی کام کر رہی ہیں۔ اُن کے تبلیغی نتائج کیا ہیں۔ کس قدر عظیم الشان جماعت مبلغین مثل حشرات الارض کے انہوں نے خود ہندوستان میں تیار کر لی ہے۔ کس قدر لوگ ہیں، جو اس جنون میں بیس بیس اور تیس تیس سال سے ہندوستان میں مقیم اور اپنی مساعی میں محض برائے نام معاوضوں پر مصروف عمل ہیں۔

نقشہ ہذا پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۰ء اور سنہ ۱۹۱۱ء میں ہندوستان میں خود یہیں کے عیسائی کام کرنے والوں کی تعداد ۳۶۷۸۹ تک پہنچ چکی تھی۔ جن میں ۲۶۶۵۱ مرد تھے۔ اور ۱۰۱۳۸ عورتیں تھیں۔ اور سترہ لاکھ چونتیس ہزار تین سو اڑتیس روپیہ اُن مسیحی جماعتوں کے چلانے کے لئے خود ہندی عیسائیوں نے دیا۔ اب مبلغات (عورتیں جو تبلیغی کام کر رہی ہیں) کی تعداد اس سے ڈیوڑھی ہو چکی ہے۔ اور قریب بیس ہزار کے تبلیغی مراکز خود ہندوستان میں قائم ہو چکے ہیں۔ اور کل سالانہ خرچ اسوقت تیس کروڑ روپیہ یعنی ہندوستان کی پوری آبادی سے متجاوز ہو چکا ہے۔ اور یہ روپیہ جس طرح پر خرچ ہو رہا ہے اُسکی کیفیت اُس کی مقدار کی کثرت سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔ امریکہ اور انگلستان کی یونیورسٹیوں کے وہ گریجوایٹ جو اگر کسب معیشت کی بناء پر ہندوستان آتے تو سینکڑوں روپیہ ماہوار کی آمد اُن کے لئے معمولی چیز تھی۔ جب تبلیغی کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ تو بسا اوقات سو روپیہ ماہوار سے زیادہ کا معاوضہ نہیں مانگتے۔ اور پیرس اور برلن کی وہ فیشنیبل عورتیں، جو اگر گھر سے باہر نکلیں تو اُن کی پوشش کیلئے بعض صورتوں میں ہزاروں اور سینکڑوں روپیہ کا ایک ایک لباس ہوا کرتا ہے۔ جب مشن کے کام پر ہندوستان آتی ہیں۔ تو تعجب

ثم العجب یہ کہ خالص ہندوستانی خوراک کے علاوہ ایک پیسہ ماہوار کا مطالبہ نہیں
کرتیں۔ رامابائی کا نام یورپ و امریکہ کے تمام تبلیغی حلقوں میں جس احترام کے
کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ اس کا اندازہ فقط اسی ایک چیز سے ہو سکتا ہے۔ کہ پچھلے
دنوں جب وہ قریب سو سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ تو اس کا
فوٹو اور اس کی زندگی کے حالات تمام یورپ و امریکہ کے بڑے بڑے اخبارات میں
شائع ہوئے۔ اور اسکی فوت کی خبر بذریعہ تار یورپ و امریکہ بھیجی گئی۔ ہم نے اس کا کام
خود جاکر دیکھا ہے۔ کیڈگاؤں ایک اجڑی سی بستی پونا سے تیس میل کے فاصلے
پر واقع ہے۔ اس کا نام فقط رامابائی کی بدولت مسیحی حلقوں میں خود پونا و بنارس
سے بھی زیادہ مشہور ہے۔ رامابائی نے اپنے کام کے لئے اسی غیر معروف گاؤں
کو منتخب کیا۔ ہم نے جس وقت اس کو دیکھا ہے۔ تو اس میں ایک ہزار عیسائی
لڑکی موجود تھی۔ جو زیادہ تر اچھوت اقوام اور کچھ دوسری ہندو اقوام سے تعلق
رکھتی تھیں۔ ان لڑکیوں کی دیکھ بھال کے لئے چھ امریکی لیڈیاں مس رامابائی کے ماتحت
کام کرتی تھیں۔ جن میں سے بعض بیس بیس سال سے کام کر رہی تھیں۔ میری
حیرت کی فی الحقیقت کوئی انتہا نہ رہی جب مجھے ان سے گفتگو کرنے پر یہ معلوم ہوا
کہ وہ سوائے خوراک دو وقتہ کے۔ جو خالص ہندو طریق پہ تیار کی جاتی تھی اور اسی
طریق پر کھائی جاتی تھی کوئی نقد معاوضہ مس رامابائی سے نہیں لے رہی تھیں۔ انکے اپنے
الفاظ یہ تھے۔ کہ بدن کے کپڑے بھی بعض دوستوں کی دوستی اور مخیروں کی خیرات
کا نتیجہ تھا۔ ورنہ مس موصوفہ ان کو کپڑوں کی مرمت کے لئے بھی ایک پیسہ دینے
کی ذمہ دار نہیں ہیں۔ یہی حال ناسک وغیرہ اضلاع بمبئی میں مشن کے کام کی وسعت کا ہے۔

پھر گذشتہ جولائی یا اگست میں یہ خبر بعض اردو اخبارات میں شائع ہوئی
تھی۔ کہ آرک بشپ آف کنٹربری (کنٹربری کا اسقف اعظم یعنی سلطنت انگلشیہ
کا سب سے بڑا راہنما) جب پچھلی مرتبہ کیمرج میں آئے۔ تو ۲۵ ایسے نوجوان
وہاں سے مسیحی تبلیغی کام کے لئے نکال کر لے گئے۔ جو سول سروس کی پوری تیاری
کر چکے تھے۔ اور جن میں سے بہتوں کے متعلق انکے اساتذہ کی رائے تھی کہ وہ ضرور مقابلہ میں نکل آئینگے۔
انکے معاوضوں کے متعلق میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اسی نقشہ کو آپ پھر ایک نظر دیکھ جائیے آپکو نظر آئیگا کہ ۱۹۱۱ء میں ان

مُبلّغین کی تعداد جو امریکہ اور انگلستان کی بڑی بڑی نامور یونیورسٹیوں کے گریجوایٹ تھے۔ اور اپنی زندگیاں ہندوستان میں دینِ مسیحی کی تبلیغ واشاعت کے لئے وقف کر چکے تھے ۱۴۴۲ تھی۔ گذشتہ گیارہ سال کے عرصہ میں نہ معلوم اس میں کسقدر اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اِن مُبلّغین میں بیسیوں اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اور بعض صُورتوں میں بیس بیس سال تک وہ اپنے بچھڑے ہوئے والدین سے ملنے کے لئے واپس نہیں گئے۔

نقشہ نمبر ۲ - یہ نقشہ اِس تعلیمی کام کا آئینہ ہے۔ جو سن ۱۹۱۱ء میں ہندوستان میں کر رہا تھا۔ گیارہ سال کے امتداد نے اس میں جو حیرت انگیز اِضافہ کر دیا ہوگا۔ اُس کے لئے ناظرین کو ابھی انتظار کرنا ہوگا۔ اگرچہ نقشہ محض تعلیمی اعداد وشمار بتلاتا ہے اور اِس لئے ہمارے حیطۂ اندراج سے بظاہر باہر تھا۔ لیکن چونکہ یہ دراصل سب سے بڑا ذریعہ ہے دینِ مسیحی کی تبلیغ واشاعت کا اس لئے اس کا اِندراج بھی ضروری معلوم ہؤا۔

تعلیم کے اثرات جو قوم کے اَخلاق و عادات، جذبات و حسیات، اُس کے مقاصد و اعمال اجتماعیہ پر مرتب ہوتے ہیں۔ اُن کے متعلق یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں۔ کسی ترقی یافتہ ملک اور قوم کے لٹریچر کو اُٹھا کر دیکھئے ایک پورا ذخیرہ آپکو اس موضوع پر ملے گا۔ اور اب تو فنِ تعلیم کا اعلےٰ مفہوم ہی اس قدر رہ گیا ہے۔ کہ وہ کسی قوم کی نفسیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اُس کے دماغی اور ذہنی ارتقا کیلئے دستور العمل کا تیار کرنا ہے۔ اور علماء کی کاوش اِس بارہ میں بہت بڑھ گئی ہے۔ خود ہندوستان میں بھی مسئلہ تعلیم پر گذشتہ سال کے اِنہی دنوں میں مختلف پہلوئں پر بہت کچھ بحث ہو چکی ہے۔ جس کا احاطہ یہاں ناممکن ہے۔ لیکن ہمیں تو کسی کرسچین کالج کے پرنسپل کا مشہور جملہ نہیں بھولتا؛ جو اُس نے اپنے ایک نہایت قابل شاگرد کے کسی سوال کے جواب میں کہا تھا۔ اور ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس گرگِ باران دیدہ نے تمام فلسفۂ تعلیم گویا اس ایک جواب کے اندر بھر دیا ہے۔

سوال:- آپ اِس قدر روپیہ مشن سکولوں اور کالجوں پر کیوں ضائع کرتے ہیں؟

جب کہ کوئی اچھا اور معقول آدمی بلا کسی دوسرے محرک۔ یا خارجی اثر کے عیسائی نہیں ہوتا؛

جواب۔ یہ تو بالکل درست لیکن یہاں سے نکل کر کوئی مسلم مسلم اور کوئی ہندو ہندو بالکل نہیں رہتا؛

اور اگر موجودہ طریق تعلیم کو خیرو برکت سمجھا جائے جیسا کہ ہمارے بہت سے بھائی ابھی تک اسی خیال ورلائے کے ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کی بے حد بے حسی اور بے حمیتی اسی سے ظاہر ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں وہ لوگ ہیں کہ اُن کے سایوں سے بھی مسلمان اور ہندو بھاگتے ہیں۔ مگر وہ چند ہی سال مسیحی سکولوں اور کالجوں میں گزارنے کے بعد اس قابل ہو گئے ہیں؛ کہ اپنے ساتھ سے بھاگنے والے غیور ہندو اور مسلمانوں پر حکومت کریں۔ یہ تعلیم کیسی بھی تباہ کن کیوں نہ ہو۔ لیکن مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے مذہبیت سے الگ ہو کر خالص سیاسی پہلو سے بھی یہ مسئلہ پوری توجہ اور پوری غور و فکر کا محتاج ہے۔ کہ عیسائیت کا شیوع پھر اُس کے ساتھ تعلیم کی ترقی ہندوستانیوں کے لئے دراصل ہندوستان میں ایک دوسرا یورپ پیدا کر دینے کا مرادف ہے۔ اور اگر ہندوستان کے رہنے والوں کا تغافل اسی طرح رہا تو ہندوستان کا مستقبل اس سے بالکل جداگانہ ہوگا۔ جو وہ سمجھے ہوئے ہیں ولکن لا یعقلہا الا العالمون۔

نقشہ نمبر ۳۔ اِس نقشے سے تمام ان شفاخانوں کی اور جس قدر اقامتی؛ اور غیر اقامتی بیمار اِن شفاخانوں سے فیضیاب ہوئے اُنکی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ صرف ۱۹۱۱ء میں ان شفاخانوں میں (۶۹۸۹۸) اقامتی مریض داخل ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک علاج وغیرہ سے متمتع ہوئے۔ ان شفاخانوں کا دستور العمل یہ ہے۔ کہ ہر روز ہر بیمار کے سرہانہ پر دین عیسوی کا منادا اپنا وعظ کہے اور اُسے اِس سچائی کے قبول کرنے کی سچے دل سے دعوت دے۔ جس کی اشاعت کے لئے یہ سب کام ہو رہے ہیں۔ وہ حسن سلوک جن کا سرکاری ہسپتالوں میں پتہ بھی نہیں۔ اور جو خود ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے نہیں کر سکتا۔ یہاں ایک عیسائی ڈاکٹر اور ایک عیسائی نرس اس بیمار سے کرتے ہیں۔ جنکو بعض اوقات دیکھنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ پھر اس حسن سلوک کے بعد جو وعظ کیا جائیگا۔ وہ سچائی سے خواہ کتنا ہی دور

کیوں نہ ہو اُس کا اثر ظاہر ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص جسمانی صحت کے لئے اِس دارالشفا کی چاردیواری میں داخل ہوا تھا۔ وہ بظاہر صحتیاب لیکن در اصل پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو کر اور مسیحی مشنریوں کی مدح و ستائش کے راگ گاتا ہوا نکلتا ہے؛

جدول نمبر ۱:۔ مسیحیت کی تبلیغی مساعی کا ایک عام خاکہ۔

نام جماعت بلحاظ ممالک	تعداد	غیر ملکی مبلغین	غیر ملکی مبلغین: غیر ڈگری یافتہ – ذکور	غیر ملکی مبلغین: غیر ڈگری یافتہ – اناث	ہندی مبلغین	ہندی مبلغین: غیر ڈگری یافتہ – ذکور	ہندی مبلغین: غیر ڈگری یافتہ – اناث	انڈین چرچ: عام اعداد شمار – آبادی	انڈین چرچ: عام اعداد شمار – پروٹسٹنٹ عیسائی ممبر جماعت	انڈین چرچ: عام اعداد شمار – کل عیسائی آبادی	انڈین چرچ: خود امدادی	انڈین چرچ: امدادی	آبنواری مدارس: تعداد مدارس	آبنواری مدارس: تعداد معلمین	آبنواری مدارس: تعداد متعلمین	ہندوستان میں خرچ کی رقم
۱۔ امریکہ اور کینیڈا کی جماعتیں	۴۱	۵۵۶	۱۵۹	۱۱۵۴	۹۴۵	۱۰۱۳۳	۴۲۲۱	۴۵۸۹۶۲	۴۸۵۰۲۰	۸۱۶۱۵۰	۱۰۲۶	۱۳۸۴	۶۹۰۳	۱۳۲۶۲	۹۹۶۵۹	روپیہ ۸۲۵۴۴۹
۲۔ آسٹریلیا کی جماعتیں	۸	۲۶	۱	۱۲	۲۸	۸۵	۱۸	۱۰۶۴	۱۰۶۴	۳۶۱۱	۱	۱۶	۶۵	۶۹	۲۱۴۰	۲۵۸۴
۳۔ برطانوی جماعتیں	۴۱	۶۱۵	۳۱۴	۱۵۰۲	۵۲۰	۱۱۶۱۱	۵۲۸۳	۶۶۳۸۲	۴۶۴۲۲۴	۵۹۸۸۶۵	۱۸۱	۱۶۱۶	۴۴۵۱	۸۸۵۲	۱۸۹۰۸	۴۶۰۸۲۱
۴ سیلون کی جماعتیں	۳	۰	۰	۶	۳	۹	۴	۳۳	۴۵	۶۱	۰	۱	۹	۱۲	۲۵۰	۲۲۸۹
۵۔ براعظمی جماعتیں	۱۲	۲۲۲	۴۸	۲۴۴	۶۶	۲۱۵۲	۳۳۸	۵۴۳۸۱	۱۲۹۶۸	۱۵۶۲۵۱	۹۵	۴۳۵	۱۰۱۱	۱۱۵۶	۴۴۳۸	۹۸۱۳۴
۶۔ انڈیا (ہندی) جماعتیں	۶	۱۶	۲۲	۲۱	۲	۳۱۱	۲۵	۸۹۳	-	۳۱۰۶۶	۶۰	۴۸	۲۴	۳۸	۴۱۱	۲۹۵۸۲۸
۷۔ بین الاقوامی جماعتیں	۳	۹	۶۱	۹۳	-	۱۹۲۶	-	۶۱	۴۱	۳۴۲۶۵	۳۲	۸۴۵	۳۹۸	۸۹۶	۹۴۴	۲۱۵۳۹
۸ آزاد (انڈی پنڈنٹ) جماعتیں	۹	۲	۱۳	۴۶	۳۹	۱۶۱	۵۵	۵۲۸	۲۴	۱۴۰۶	۳	۱۲	۴۶	۴۹	۲۱۵۵	۳۵۶
۹ بلدی جماعتیں۔	۱۲	۱	۶	۲۵	۶	۱۴۳	۱۶۴	۱۶۰۱۵	۲۵۴۰	۴۹۲۱۴	۳	۶۸	۲۵	۱۱۶	۲۲۶۰	۲۶۳۰۰
میزان	۱۳۶	۱۴۴۲	۹۳۴	۳۱۲۴	۱۶۶۵	۲۶۶۵۱	۱۰۱۳۸	۵۶۸۰۸۴	۱۰۵۶۶۴	۱۹۱۶۱۷	۱۴۵۲	۳۵۵۴	۱۳۹۴۴	۲۵۲۶۳	۹۰۴۱۳	۱۶۳۴۳۳۸

جدول نمبر ۲ - مسیحیت کی تعلیمی مساعی کا ایک خاکہ

نام جماعت	یونیورسٹی کالجز			مذہبی درسگاہیں			ٹریننگ			ہائی - ثانوی			اقامتی			صنعتی			ابتدائی		
	تعداد کالج	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث	مدارس	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث	مدارس	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث	مدارس	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث	مدارس	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث	مدارس	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث	مدارس	تعداد طلبہ: مذکر	تعداد طلبہ: اناث
امریکہ و آسٹریلیا کی جماعتیں	۱۳	۱۳۹۰	۳۰	۳۵	۱۱۱۶	۱۱	۵۶	۶۸۶	۵۴۱	۱۰۹	۲۳۹۴۴	۲۸۳۵	۳۸۸	۹۵۴۵	۸۴۶۹	۳۸	۳۳۹۲	۸۱۳	۵۳۴۵	۸۶۵۵۸	۳۶۴۳۸
آسٹریلیا کی "	۰	۰	۰	۰	۴۸۱	۰	۰	۰	۰	۲	۲۹۰	۰	۵	۳۰	۸۹	۲	۳۲	۰	۶۲	۹۳۵	۵۳۶
برطانوی تبلیغی "	۲۵	۴۰۹۸	۳۱	۳۸	۰	۰	۵۷	۸۵۶	۴۴۰	۱۴۸	۳۳۴۳	۳۲۰۵	۳۳۲	۷۷۳۴	۶۶۴۶	۵۶	۹۴۳	۱۲۰۱	۶۴۰۹	۱۶۷۵۹۹	۹۸۸۱۳
سیلون کی "	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۱۶۷		۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۴	۵۷۹	۰
براعظم کی "	۰	۰	۰	۶	۱۱۵	۰	۱۰	۳۰۳	۴۰	۲۲	۵۳۳۶	۳۱۰	۱۲۸	۳۹۵۳	۱۳۸۳	۳۳	۲۵۰۰	۱۰۹۱	۸۳۶	۳۴۸۵۹	۵۶۲۴
[illegible] کی "	۰	۰	۰	۱	۸	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۴۰	۵۶۲	۰	۰	۰	۰	۳۵	۴۸۵	۴۴۹
ویسٹ انڈیز کی "	۰	۰	۰	۴	۹۸	۰	۳	۵۸	۰	۰	۰	۰	۱۲	۲۵۳۰	۳۴۳	۱۲	۳۴۳	۲۹۸	۳۰۵	۶۷۰۵	۱۶۹۹
[illegible] "	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۹	۰	۶۳	۱	۲۱۳۰	۰	۸	۷۴	۱۳۲	۶	۲۸	۶۷	۱۳۴	۷۰۶	۳۰۷۳
بلجیم کی "	۰	۰	۰	۳	۴۲	۰	۱	۰	۸۹		۰	۰	۶	۵۰	۲۳۳	۱۲	۸۴	۹۳۴	۲۷	۵۰۹	۴۸۳
میزان	۳۸	۵۴۸۸	۶۱	۸۶	۱۸۴۱	۱۱	۱۲۵	۱۹۰۴	۱۱۶۳	۲۸۳	۶۲۶۰۴	۲۸۰۰	۸۸۰	۲۳۵۹۳	۱۶۵۴۴	۱۶۰	۵۵۷۴	۳۴۶۳	۱۳۱۸۴	۲۹۸۹۳۶	۱۴۶۶۰۸

جدول نمبر ۳ مسیحی تبلیغ بصورت شفاخانجات کا ایک عام خاکہ

نام جماعت	سٹیشن	شفاخانے	عملہ: مسیحی ڈاکٹر ولایتی	عملہ: مسیحی ڈاکٹر ہندوستانی	عملہ: ولایتی نرسیں	عملہ: ہندوستانی نرسیں	مریضان (بیمار): اندرونی	مریضان (بیمار): بیرونی	مریضان (بیمار): میزان	فیس وغیرہ سے کل آمدنی روپیہ	تبلیغی جماعتوں سے امداد روپیہ
امریکہ و کنیڈا کی تبلیغی جماعتیں	۶۷	۱۴۳	۱۰۵	۷۴	۱۳۴	۱۹۲	۱۶۹۴۵	۹۶۸۱۸۴	۹۸۵۱۲۹	۲۱۶۶۱	۱۰۶۶۱۸
آسٹریلیائی "	۱	۳	۱	۱	۲	۳	۲۱۷	۳۱۴۳۲	۳۱۶۴۹	۲۷۷	۵۰
برطانوی "	۱۱۱	۲۱۹	۱۵۰	۳۸	۱۴۴	۱۵۰	۴۰۹۶۳	۱۶۰۸۲۷۷	۱۶۴۹۲۳۹	۷۲۸۹۵	۵۲۲۶۶
براعظمی "	۹	۲۱	۷	۵	۳	۱۱	۶۵۵	۱۷۸۸۸۸	۱۷۹۵۴۳	۱۳۹۵	۲۰۸
ہندی "	۱	۲	۰	۳	۱	۱	۸۷	۱۴۹۸۶	۱۵۰۷۳	۰	۱۰۴
بین الاقوامی "	۳	۶	۳	۳	۴	۲۸	۸۸۳	۲۵۱۶۱	۲۶۰۴۴	۹۹۰	۱۰۳۴۹
انڈیپنڈنٹ "	۲	۷	۸	۲	۵	۲	۱۴۰۲	۲۷۷۱۳	۲۹۰۱۵	۱۰۵۶	۶۰۰۰
ہندی "	۱	۴	۴	۰	۳	۲	۱۱۰۱۲۲	۲۸۸۸۳	۳۰۰۱۵	۷۶۸	۱۶۵
میزان	۳۰۴	۴۰۵	۲۷۸	۱۲۶	۲۹۴	۳۸۹	۶۹۸۹۸	۲۹۶۶۲۶۱	۳۰۳۶۱۹۴	۹۸۹۵۳	۱۸۵۶۹۰

اس کے ساتھ ہی ہندوستان کی مسیحی آبادی میں جو سالانہ ترقی اور اضافہ ہوتا رہا ہے وہ بھی دیدہ اعتبار کے لئے باعث صد ہزار بصیرت ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

نام مذہب	تعداد سنہ ۱۹۰۱ء میں	تعداد سنہ ۱۹۱۱ء میں	تبدیلی یا اضافہ بحساب فیصدی
ہندو	۲۰۷۱۴۷۰۲۶	۲۱۷۵۸۶۹۲۰	۵ فیصدی اضافہ
سکھ	۲۱۹۵۳۳۹	۳۰۱۴۴۶۳	۳۸ فیصدی اضافہ
جینی	۱۳۳۴۱۴۸	۱۲۴۸۱۴۲	۶ فیصدی کمی
بدھ کے پیروکار	۹۴۷۶۷۵۰	۱۰۷۲۱۴۵۳	۱۳ فیصدی اضافہ
زردشتی	۹۴۱۹۰	۱۰۰۰۹۶	۶ فیصدی اضافہ
مسلمان	۶۲۴۵۸۰۷۷	۶۶۶۲۳۴۲۱	۷ فیصدی اضافہ ×
عیسائی	۲۹۲۳۲۴۱	۳۸۷۶۲۰۳	۳۳ فیصدی اضافہ
یہودی	۱۸۲۲۸	۲۰۹۸۰	۱۵ فیصدی اضافہ
اینی مسٹک (بت پرست)	۸۵۸۴۱۴۸	۱۰۲۹۵۱۶۸	۲۰ فیصدی اضافہ
متفرق مذاہب	۱۲۹۹۰۰	۳۷۱۰۱	۷۱ فیصدی کمی ÷
میزان	۲۹۴۳۶۱۰۵۰	۳۱۳۳۲۳۹۸۱	۷ فیصدی اضافہ

÷ اسمیں شدھی شدہ اقوام داخل ہیں جنکا شمار متفرق مذاہب ہیں سے کسی ایک میں بھی نہیں کیا گیا ÷
× اضافہ تبلیغی نہیں ہے

مندرجہ بالا نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا تعداد ایک مسلمان کیلئے فی الحقیقت ایک ہوشربا چیز ہے۔ سب سے زیادہ ترقی سکھوں نے اور اس کے بعد عیسائیوں نے کی ہے۔ سکھوں کی ترقی کی وجوہ ہمارے دوست شاید ایک سے زیادہ پیش کریں۔ لیکن عیسائیوں کی تعداد میں اس قدر حیرت انگیز ترقی صرف انکا جذبہ تبلیغی ہے ہمارے بھائی شاید یہ سنکر حیران ہوں۔ کہ گذشتہ تیس سال کے عرصہ میں ۶۰ لاکھ جدید آدمی حضرت مسیح ؑ کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے۔ "الطالح لی،، اللہ کے سب سے آخری رسول دیا فی و امی۔ روحی فداہ صلعم ، کا ارشاد تھا۔ مگر اس پر عمل پیرا حضرت مسیح ؑ ہی کی امت نظر آ رہی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سکھوں کی سب سے بڑھی ہوئی ترقی اگر کلیتہً نہیں تو بالاکثر ضرور انکے جذبہ تبلیغی ہی کی بدولت ہے جینی مذہب اور متفرق مذاہب میں

جو سالہا سال کی نظر آرہا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ وہ بجائے اس کے کہ دوسروں کو اپنے اندر شامل کریں۔ خود ہی دوسروں میں جذب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ان کی آبادی میں جو اضافہ نظر آتا ہے وہ محض عمرانی ترقی کا نتیجہ ہے۔ یعنی شرح پیدائش کی زیادتی۔ ورنہ تبلیغی جذبہ و عمل کو اس میں ذرہ برابر بھی دخل نہیں۔ اب سرسری نظر سے عیسائیوں کی صوبہ وار عمرانی ترقی کو بھی دیکھ جائیے

وہو ہذا۔

صوبہ	مسیحی آبادی سنہ ۱۹۰۱ میں	مسیحی آبادی سنہ ۱۹۱۱ء میں	اضافہ یا تبدیلی بحساب فیصدی
برما	۱۳۳۶۱۹	۲۱۰۰۸۱	۵۷ فیصدی اضافہ
بنگال	۲۷۸۳۶۶	۳۵۷۹۱۴	۲۹ ″ ″
بمبئی	۲۲۰۰۸۷	۲۴۵۶۵۷	۱۲ ″ ″
صوبجات وسطی	۲۷۹۶۶	۳۴۶۹۷	۲۴ ″ ″
مشرقی بنگال و آسام	۳۵۹۹۶	۱۰۶۳۸۹	۱۹۶ ″ ″ انا للہ وانا الیہ راجعون
مدراس	۱۰۳۸۸۵۴	۲۳۴۵۴۷۵	۱۲۶ ″ ″
پنجاب	۷۱۸۶۴	۹۸۱۰۶	۱۷۶ ″ ″
صوبجات متحدہ	۱۰۲۹۵۵	۱۷۹۴۹	۷۳ ″ ″
میزان	۲۹۲۳۲۴۱	۳۸۷۶۲۰۳	۳۳ فیصدی اضافہ

مندرجہ بالا نقشہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشرقی بنگال، پنجاب اور مدراس میں عیسائیوں کی ترقی بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے مدراس کا تو ذکر لاحاصل ہے کہ مسلمانوں کی عدم توجہی سے وہاں عیسائیوں کی آبادی خود مسلمانوں کی آبادی سے کئی گنا بڑھ چکی ہے۔ اور باہر سے آنے والے کو سرسری نظر میں وہ صوبہ ایک مسیحی صوبہ معلوم ہوتا ہے۔ رہے مشرقی بنگال اور پنجاب۔ تو ان صوبوں میں عیسائی مشنریوں کی کامیابیاں خالصتاً مسلمانوں کی بے حسی بلکہ بے حمیتی کا نتیجہ ہیں۔ اور فی الحقیقت

ان لوگوں کے لئے جو اپنی کثرتِ آبادی پر ہمیشہ فخر کیا کرتے ہیں، یہ شے باعثِ صد ہزار ننگ و عار ہے۔ صوبہ متحدہ میں بھی عیسائیوں کی ترقی ۳۰ فیصدی کے حساب سے نظر آتی ہے۔ یہ وہ مبارک صوبہ ہے۔ جہاں دہلی (دہلی کو بلحاظ زبان و عادات و رسوم وغیرہ صوبہ متحدہ میں شمار کیا گیا ہے) فرنگی محل (لکھنؤ) دیوبند، سہارنپور، بدایوں وغیرہ ایسے مراکز علمیہ موجود ہیں۔ کہ جن پر ہم آج اپنے اس عہد تنزل و انحطاط علمی میں بھی جسقدر فخر کریں، بجا ہے۔ پھر جب ان زبردست علمی جماعتوں اور علمائے عظام کے ان قابلِ فخر طبقات کا خیال کیا جائے، جو قرنوں اور صدیوں سے اس صوبہ میں دینی اور ملی خدمات میں مصروف ہیں۔ تو یہ تعداد ۳۰ فیصدی نہیں بلکہ ۳۰۰ فیصدی دکھائی دینے لگتی ہے۔

حیدرآباد دکن میں مسیحیت کی تبلیغ اور اسکا خطرناک شیوع

لیکن حیدرآباد کی حالت اس لحاظ سے سب سے زیادہ قابلِ افسوس ہے باوجودیکہ ریاست مذکورہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست اور رقبہ وغیرہ میں انگلستان، فرانس، اور جرمنی تینوں سے فرداً فرداً بڑھی ہوئی ہے، اور اس کا تاجدار بھی نہایت ہی بیدار مغز، روشنضمیر، باتدبیر اور غیور و باحمیت مسلمان ہے۔ بایں ہمہ معلوم ہوا ہے۔ کہ صرف گذشتہ ایک سال یا اس سے بھی کمتر عرصہ میں بیس ہزار سے زاید آدمی حلقہ مسیحیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور اگر تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف اس ریاست میں کوئی عملی قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو آیندہ چند سالوں میں حیدرآباد کا نقشہ بالکل دوسرا ہو جائے گا۔

ہمارا یقین ہے۔ اور اس یقین کے لئے ہمارے پاس قوی وجوہ موجود ہیں۔ کہ اگر ریاست حیدرآباد میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام شروع کیا جائے۔ تو حیرت انگیز مفید نتائج پیدا ہوں

مسیحی مشنریوں کی دوگونہ مساعی

لیکن ان مسیحی جماعتوں نے صرف دینِ عیسوی کی تبلیغ و اشاعت اور اپنی جماعت

کے اضافہ و تکثیر میں کوشش نہیں کی۔ بلکہ ساتھ ہی ساتھ پرانے عیسائیوں کو دوسرے مذاہب بالخصوص اسلام کی طرف مائل ہونے سے بھی پوری قوت کے ساتھ روکا ہے اور اس غرض کے لیئے انہوں نے اپنے ممالک میں ایسے لٹریچر کے مدیا بہا دیئے جن میں اسلام (اور دیگر مذاہب کو بھی ایک حد تک) اور اسلام کے نبی پر نہایت ہی شرمناک اتہام لگانا اور نہایت ہی رذیلانہ حملے کرنا ایک مسیحی شعار ہوگیا ہے۔ اور ان تمام اتہامات مخترعہ۔ اکاذیب باطلہ اور مفتریات کاذبہ سے مقصود صرف اس قدر تھا۔ کہ کہیں مسیحی یورپ، جو عیسوی مذہب کی تثلیث و کفارہ سے بے اعتقاد ہو چکا ہے براہِ راست اسلام کے صحیح اور فطرت کے مطابق اصولوں کا مطالعہ کرنے نہ پائے۔ اس کی ایک مثال وہ ترجمہ قرآن ہے۔ جو بنگالی زبان میں کلکتہ کی کسی مسیحی جماعت کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس میں مترجم قرآن نے اس عجیب و غریب شرمناک شرارت سے کام لیا ہے۔ کہ تمام اسلامی تفاسیر قرآن سے جسقدر اعتراضات نکل سکے ہیں۔ وہ تو درج کر دیئے ہیں۔ لیکن ان کے جوابات جو مفسرین نے دیئے ہیں۔ ان کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور پڑھنے والوں پر اس امر کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ قرآن حمید پر بے شمار اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ اور خود مسلمانوں کو اعتراف ہے۔ پھر اس غرض سے جو جو تکالیف اور سختیاں یورپ کی اس مذہبی جماعت نے برداشت کی ہیں۔ انکا بیان کیا جائے۔ تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو جائے۔ اور بعض صورتوں میں تو یہ مصائب کی برداشت (بلا تشبیہ) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کی یاد تازہ کرتی ہیں۔

بڑے بڑے مستشرقین فرنگ نے علوم عربیہ اسلامیہ کی تحصیل میں عمریں صرف کر دیں۔ جن کا بیشتر مآل صرف اسلام کی تخریب تھا، بڑے بڑے سیاحوں نے اسلامی ممالک کے اسفار میں جو جو جانکاہیاں کیں۔ اور جو جو مصائب برداشت کیئے۔ اُن کو اگر لکھا جائے۔ تو بحر منجمد شمالی اور کوہ ہمالہ کے تحقیقاتی اور اکتشافی اسفار سے بھی زیادہ دلچسپ اور عبرت انگیز داستان بن جائے۔

ڈاکٹر منگانا۔ پروفیسر مارگولیتھ، ڈاکٹر زویمر وغیرہ پہلی قسم کے لوگ ہیں۔ اور کرنل لارنس وغیرہ دوسری قسم کے لوگ ہیں۔

یہ اور ان جیسی ہزاروں کوششوں سے مدعا صرف اسلام کا استیصال رہا ہے۔ علمی مساعی کے ضمن میں مندرجہ ذیل دو نقشے موجب کمال بصیرت ہونگے۔ جن سے صرف اُن موقت الشیوع (یعنی ہفتہ وار، ماہوار وغیرہ) رسالوں کی تعداد کا پتہ چلتا ہے، جو سنہ ۱۹۱۳ء میں صرف ہندوستان میں ان جماعتوں کی جانب سے چھاپ کر شایع کئے جاتے تھے، پہلا نقشہ صرف ان رسایل و اخبارات کی تعداد بتلاتا ہے۔ جو انگریزی زبانوں میں نکلتے تھے۔ اور دوسرا نقشہ اس تعداد کو دکھلاتا ہے۔ جو مختلف حصص و علاقجات ملک کی خاص خاص زبانوں میں شایع ہوتے تھے۔

جدول نمبر ۱۔ انگریزی رسائل

حصۂ ملک	اوقات طباعت	تعداد وغیرہ
مغربی ہندوستان	ہفتہ وار	۳
"	ماہوار	۵
"	سہ ماہی	۱
جنوبی ہندوستان	ہفتہ وار	۲
"	ماہوار	۱۰
"	دو ماہی	۱
"	سہ ماہی	۲
بنگال	ہفتہ وار	۳
"	ماہوار	۵
"	سہ ماہی	۲
برما اور سیلون	ماہوار	۱
"	سہ ماہی	۲
"	ہفتہ وار	۱
"	پندرہ روزہ	۱
صوبجات متحدہ	ہفتہ وار	۳

حصۂ ملک	اوقات طباعت	تعداد وغیرہ
صوبجات متحدہ	دوماہی	۱
"	سہ ماہی	۲
صوبجات متوسط	ہفتہ وار	۱
"	ماہوار	۱
پنجاب	ماہوار	۱
"	پندرہ روزہ	۱
"	سہ ماہی	۱
راجپوتانہ	ماہوار	۱
سنٹرل انڈیا	ماہوار	۱
"	سہ ماہی	۴
"	سال میں تین مرتبہ	۱
"	ماہوار	۴
	میزان	۶۵

جدول نمبر ۲ ہندوستان کی زبانوں میں جاری کردہ رسایل

زبان	اوقات طباعت	تعداد
تامل	پندرہ روزہ	۲
"	ماہوار	۲+۵ = ۷
"	ہفتہ وار	۱ = ۱۰
تلیگو	پندرہ روزہ	۱
"	ماہوار	۳
"	سہ ماہی	۱ = ۵

زبان	اوقات طباعت	تعداد	
کشمیری	ہفتہ وار	۳	
"	ماہوار	۲	
"	سہ ماہی	۱	= ۶
گجراتی	ماہوار	۲	
"	سہ ماہی	۲	= ۴
مرہٹی	ہفتہ وار	۱	
"	ماہوار	۴	= ۵
ہندی	ماہوار	۲	
"	سہ ماہی	۱	= ۳
رومن اردو	ہفتہ وار	۲	
"	پندرہ روزہ	۱	
"	ماہوار	۱	= ۴
اردو	ہفتہ وار	۱	
"	ماہوار	۲	
"	سہ ماہی	۱	= ۴
بنگالی	ماہوار	۴	
"	سہ ماہی	۱	= ۵
تبتی	ماہوار	۱	
خاصی	"	۱	
گیرو	"	۱	
آسامی	"	۱	
برمی	"	۲	
کیرن	"	۵	
سگوا کیرن	"	۱	
پاؤ کیرن	"	۱	
سنتھالی	ہفتہ وار	۱	
"	سہ ماہی	۲	
میزان		۶۴	۶۴

یہ تعداد آج سے نوے ۹۰ سال قبل کی ہے۔ ۱۹۲۰ء کی مطبوعہ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کا حال معلوم ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے۔ کہ کئی لاکھ اوراق کی سالانہ اوسط سے یہ ذخیرہ لوگوں میں چھاپ کر مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور ابھی مرکزی جماعتوں کیطرف سے صدائے ھل من مزید برابر بلند ہو رہی ہے۔

اِسکے مقابلہ میں اپنا اور اپنے بھائیوں کا نام لیتے ہوئے بھی طبیعت شرماتی ہے تنازعات باہمی، مناقشات داخلی، مسائل فروعی میں افراط و تفریط۔ اور پھر انہیں مسائل فرعیہ میں اختلاف کی بنا پر ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر پر جسقدر رسایل و صحف مطلوب ہوں لکھوا لیجیئے۔ لیکن نشر و اشاعت توحید، نصرت و حمایتِ دین، اور تخریب و استیصال کفر اور اہلِ کفر وغیرہ میں ہندوستان کی اس وسیع و عریض سطح ارضی پر کسی ایک بھی مفید و نافع کتاب یا رسالہ کا نام لینا دشوار بلکہ محال ہے۔ اِلّاماشاءاللہ وَالنّادر کالمعدوم

نشر و اشاعت توراۃ و انجیل بذریعہ تراجم وغیرہ

قرآنِ حکیم خدا کا اکمل اور آخری الہام ہے۔ اور (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور اے بنی نوع انسان تیر اپنی نعمت کو پورا کیا، اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند فرمایا) کے ربانی اعلان نے انسان کے گوشِ منتظر کو صاف صاف سُنا دیا۔ کہ اسکی فلاح و بہبود کی راہ میں جس قدر رکاوٹیں اور موانع حائل تھے دُور ہو کر غیر محدود ترقی کی راہ ان کے سامنے کھُل گئی ہے۔ اور خلعت خلیفۃ اللٰہی اپنے تمام زیب و آراستگی اور کمال حسن و جمال کے ساتھ اس کے زیبِ تن کر دی گئی ہے۔

ذٰلِکَ الکتابُ لاریب فیہ ھدی للمتقین
. . . .
. . . .
اولٰئک علٰی ھدی من ربھم و

یہ کتاب ہے۔ کہ اس کے منزل من اللہ ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں وہ پرہیزگاروں کیلئے ہدایت ہے۔ وہی تو ہیں جو اپنے اللہ کی طرف سے

اولئک ھم المفلحون (بقرہ) ...... | صحیح راہ پر ہیں اور وہی لوگ ہیں جو کامیابی وکامرانی سے ہم آغوش ہونگے۔

انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ | میں اس زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنیوالا ہوں۔

قرآنِ کریم انسان کی ہر قسم کی اخلاقی و روحانی اور انفرادی اجتماعی امراض کے لئے روح الحیات کا حکم رکھتا ہے۔ اور اس نے صاف اعلان کردیا ہے۔ کہ اگر نوع انسانی ان تمام امراض سے شفا حاصل کرنے کی خواہشمند ہے۔ جو اس نے اپنے ہاتھوں اپنے جسم قومی میں پیدا کرلی ہیں۔ تو اس کو اسی دار الشفا کی طرف آنا چاہیئے۔

وننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمۃ للمومنین ولا یزید الظلمین الاخسارا ...... | اور قرآن میں ہم وہ آتیں اُتارتے ہیں۔ جو مومنوں کے لئے (ہر قسم کے روگوں سے) باعث شفا و رحمت ہیں۔ اور ظالموں کو تو

اس سے سوائے نقصان اور خسران کی زیادتی کے اور کچھ نہیں ملتا۔

شفاءٌ لما فی الصدور ...... | وہ قلوب انسانی کی تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

آنحضرت سرورِ عالم (صلعم) کے وجود باجود کو جو رحمت للعالمین کے عظیم الشان لقب سے ملقب و مشرف فرمایا۔ تو وہ بھی اس لئے کہ آپ (علیہ السلام) قرآنِ کریم کے حامل اور لانے والے تھے۔ اور آپ نے اس کی تبلیغ و اشاعت سے خشک لب نوعِ انسانی پر خدا کی رحمتوں کا موسلادھار مینہ برسادیا۔ قرآنِ حکیم دنیا کی سب سے سنور اور سب سے آخری شمعِ ہدایت ہے۔ جو انسانوں کو گمراہی کی ظلمتوں سے نکالنے کے لئے روشن کی گئی۔

فاٰمنوا باللہِ ورسولہ والنور الذی انزلنا ...... | پس اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان لاؤ۔ اور اس نور (قرآن) پر بھی جو ہم نے اُتارا ہے۔

قرآنِ کریم نے انسان کو اس کے ابدی شرف و فضیلت سے جسے وہ بھول کر قعرِ ذلت کے اسفل السافلین گڑھے میں گرچکا تھا۔ روشناس کرایا۔ اور اسے

یہ بتلایا۔ کہ اس کا مرتبہ کائناتِ عالم میں کیا ہے؟

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم	بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ پر پیدا کیا۔

. . . .

قرآنِ حکیم نے اپنی ایک ہی صدائے زلزلہ انگیز میں نوعِ انسانی کو اس کی تمام اخلاقی، روحانی، تمدنی، اور جسمانی غلامیوں سے آزاد کر دیا۔ اور بتلا دیا۔ کہ انسان صرف ایک ہی غلامی کیلئے پیدا ہُوا ہے۔

یحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم	ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک اشیاء کو حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بارگراں کو اور ان زنجیروں کو جو ان پر چڑھی ہوئی تھیں دُور کرتا ہے۔

یہ قرآنِ حکیم کی ربانی آواز کا معجزانہ انقلاب تھا۔ جو عرب کے مقدس و برگزیدہ امی کے مُنہ سے بلند ہوئی۔ اور جس نے دُنیا کی سب سے زیادہ گمراہ اور ناشائستہ قوم کو سب سے زیادہ مہذب و متمدن قوم بنا دیا۔ اور اس کو دُنیا اور دُنیا والوں کی ہدایت و راہ نمائی کے لئے مامور فرما دیا۔

اسی انتخاب کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ملا تھا:۔

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ	اے اللہ کے رسول جو کچھ تجھ پر تیرے پروردگار کی طرف سے نازل فرمایا

گیا ہے۔ اُسے لوگوں تک پہنچا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو تو نے کچھ بھی نہیں پہنچایا۔

اسی طرح جو امانت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وارث چھوڑی۔ اسکو بھی صاف و واضح الفاظ میں حکم دیا۔

بلغوا عنی ولو آیتہ	میری طرف سے پہنچا دو۔ اگرچہ ایک

ہی آیت کیوں نہ ہو۔

پھر اس سے بھی زیادہ صاف الفاظ میں تبلیغ و تعلیم قرآنی کی وصیت فرمائی۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ . . . . | تم میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن کو پڑھے۔ اور آگے پڑھائے۔

چنانچہ انہوں نے جس عجیب و غریب طریق پر اس حکم کی تعمیل فرمائی۔ اسکی شہادت اُندلس سے لے کر چین و ہندوستان اور فرانس سے لے کر سوڈان تک خدا کی زمین کا چپہ چپہ اب تک دے رہا ہے۔

مگر افسوس وہی ہُوا جس کا خدشہ تھا۔ اور جس سے قومیں تباہ ہُوا کرتی ہیں۔

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا . . . . | پس ان کے جانشین ہوئے چند ناخلف، جنہوں نے نمازوں کو ترک کر دیا۔ اور خواہشات نفسانی

کے پیچھے لگ گئے۔ پس وہ عنقریب اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے مسلمانوں نے کتاب اللہ کی نہ صرف تبلیغ و اشاعت ہی چھوڑ دی۔ بلکہ خود بھی اس سے پوری طرح پر کنارہ کش ہو گئے۔ دوسری قوموں نے جہاں اپنی منسوخ و متروک کتابوں کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے اور شایع کرنے کا کام پوری مستعدی سے شروع کر رکھا ہے۔ اور ایک چھوڑ سینکڑوں زبانوں میں ان کو منتقل کر دیا ہے۔ وہاں مسلمان اس کے ترجمہ کرنے اور پڑھنے پڑھانے ہی کو وجہ تفسیق و تکفیر اور سبب اختلاف و تفریق اور ضلالت و گمراہی قرار دے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے جب قرآن حمید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ اور اس کی خبر علمائے دہلی کو ہوئی۔ تو شہر میں ایک کہرام مچ گیا۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل شامل حال نہ ہوتا۔ تو یہ علماء اور ان کے حواری و خدام تو حضرت شاہ صاحب کو مسجد فتحپوری میں نماز عصر کے بعد شہید کر ہی چکے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے زمانے کو تو کم و بیش ایک صدی گذر چکی ہے۔

ابھی کل کی بات ہے۔ کلکتہ میں ایک کانفرنس قدیم عربی مدارس کے نصاب میں اصلاح کرنے کے لیے قایم ہوئی تھی۔ اس میں جو سلوک اس تجویز کے ساتھ ہوا۔ کہ قرآن مجید کو داخلِ نصاب کیا جائے۔ وہ ہم خود مجوز تجویز ھذا کے الفاظ میں بلفظہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ قرآنِ حکیم کے متعلق جو ہماری مذہبی کتاب ہے۔ اور جس کو ہم منزل من اللہ مانتے ہیں مسلمانوں کے جو خیالات ہیں۔ اس کا صحیح پتہ چل سکے۔

مولوی حافظ محب الحق صاحب عظیم آبادی اپنی کتاب شرعۃ الحق کے صفحہ ۱۳۶-۱۳۷ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"دنیا بدل گئی اور بدل رہی ہے۔ اور ہر کوئی اپنی اصلاح کی جانب متوجہ اور سرگرم ہے۔ مگر افسوس۔ کہ مسلمانوں کا مواجہہ جدھر تھا ادھر ہی ہے۔ اور اب تک ویسی ہی اسلام سے چشم پوشی ہے۔ کئی دن کی بات ہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے مدرسہ ٹائیٹل کانفرنس میں میں بھی بلایا گیا تھا۔ نصاب کی اصلاح مقصود تھی۔ اولاً تو مدرسہ کا اُٹھان اس بنا پر قایم ہوا تھا۔ کہ حدیث کی تعلیم وہاں نہ دیجائے کیونکہ حدیث پڑھ پڑھ کر لوگ اہلِ حدیث ہو جائیں گے۔ اس دفعہ اس کی اصلاح تو ہوئی۔ اور حدیث کی تعلیم نصاب میں داخل کی گئی۔ میں نے پیش کیا قرآنِ مجید۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم شروع سے آخر تک ہونی چاہیے۔ وہ اس طرح کہ اول اول لڑکے کو قرآنِ مجید ناظرہ پڑھایا جائے۔ عبارت رواں ہو جانے کے بعد پارہ عم اور چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کرائی جائیں۔ اس وقت تک کہ صرف و نحو میں کافی مہارت ہو جائے۔ پھر قرآنِ مجید کا ترجمہ بلحاظ صرف و نحو پڑھایا جائے۔ جب ادب میں کچھ قابلیت ہو جائے۔ تو قرآن مجید کی تعلیم بلحاظ خوبی ادب اور بلحاظ فصاحت و بلاغت دی جائے۔ جب یہ تکمیل کو پہنچے۔ تو پھر مسائل قرآنی دیے جائیں۔ کہ طالب علم ان کو حل کرے۔ اور اس

میں مادہ پیدا ہو۔ کہ وہ قرآن مجید سے اپنی دوسروں کی اور دوسرے مذہب والوں کی تشفی کر سکے۔ اور تبلیغ کی خدمت بوجہ احسن انجام دے سکے اور یوں خدا کے اس فرمان کی تعمیل کی جائے جو اس نے فرمایا ہے :-

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون

غرض قرآن مجید تو بچپنے سے مرتے دم تک ہمارا نصب العین اور ہمارا طریقۂ زندگی رہنا چاہیئے۔ کہ یہی صراطِ مستقیم ہے۔

مسلمانو! رونے کا مقام اور ماتم کی جگہ ہے۔ کہ اس جلسہ میں جتنے علماء اور شمس العلماء موجود تھے۔ سب نے اس کی مخالفت کی۔ اور شدید مخالفت کی۔ مسٹر جیپ مین ایک عیسائی اس جلسہ کے صدر تھے۔ وہ اس اختلاف کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ کر علماء سے کہنے لگے۔ کہ میں تو مسلمان نہیں۔ اور نہ عربی داں ہوں۔ ہاں انگریزی میں میں نے قرآن کو پڑھا ہے۔ اس میں کوئی بری بات تو میں نے نہیں پائی۔ جس کی تعلیم سے آپ مزاحمت کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ اسلام اس حال کو پہنچ گیا ہے۔ کہ مدعیان وراثت انبیاء ہی اشاعتِ دین اور تبلیغ اسلام سے روکتے ہیں۔ جسکی اشاعت کے لئے خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کچھ مصیبتیں نہیں جھیلیں۔ آج اس تبلیغ کے دروازے میں دہرے تالے ڈالے جاتے ہیں۔ ووٹ میرے خلاف تھا۔ میں ناکام رہا۔ مگر ان کی دلیل کس قدر معقول تھی۔ جسکو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خیال نہ فرمایا تھا۔ وہ یہ کہ "قرآن مجید کی تبلیغ سے سینکڑوں مذاہب پیدا ہو جائیں گے"

ولقد قالوا کلمۃ الکفر۔ سبحان اللہ عما یقولون۔ یقولون ما لا یعلمون۔ ویفعلون ما لا یومرون۔ کبرت کلمۃ

تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا و قد قال اللہ فی کتابہ الکریم کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین و انزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ .

سبحان اللہ! قرآن حکیم تو اس لیے نازل ہو۔ کہ رفع اختلاف کرے۔ اور اللہ تعالے نے بطور احسان عظیم اس کا ذکر فرمایا کہ اس نے اس قرآن کے ذریعہ سے مسلمانوں کو واحد جماعت بنا دیا ہے۔ اور اس امر کا دعوے کرے کہ سوائے قرآن حکیم کے اور کوئی چیز مختلف الخیال جماعتوں کو متحد نہیں کر سکتی۔

والف بین قلوبهم لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبهم و لاکن اللہ الف بینهم

اور اس نے ان (مسلمانوں) کے دلوں میں محبت پیدا کر دی۔ اگر تو اے پیغمبر تمام زمین کے خزانے بھی صرف کر دیتا تو بھی ان میں اتفاق و آشتی پیدا نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ نے یہ محبت پیدا کی ہے۔

اور ہمارے علماء کرام خود کتاب اللہ ہی کو اختلاف پیدا کرنیوالی کتاب یقین کریں

بلادِ اسلامیہ کا حال اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ کہ اُن کے
نزدیک قرآن کا ترجمہ پڑھانے یا شائع کرنے کے برابر کوئی دوسرا گناہ نہیں ہو سکتا
افغانستان میں اس وقت تک قرآن حکیم کا کوئی ترجمہ رائج بلکہ موجود نہیں
اور نہ کسی سکول یا مکتب میں اُس کی تعلیم (ناظرہ پڑھائی کے بدون) داخل درس ہے
ترکی زبان میں آج سے چند سال قبل تک کوئی ترجمہ قرآن حکیم کا صرف وہاں کے
علماء کی مخالفت کی بنا پر شائع نہیں ہو سکا تھا۔ اور یہ فخر بھی حضرت المرحوم حضرت
شیخ الہند مولانا محمود الحسن ہی کو حاصل ہے۔ کہ انہوں نے دوران قید فرنگ (مالٹا)
میں نہ صرف خود قرآن کریم کا ترجمہ اُردو زبان میں کیا بلکہ اپنے رفیق قید ترکی عالم کو
مائل کر کے ترکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے پہ مجبور کیا۔ اور اگر وہاں کے
علماء مانع نہ ہوئے اور حالات نے اجازت دی تو یہ کام جو صدیوں تک ترکی سلطنت کے
اندر انجام نہ ہوا تھا۔ اس عہد انحطاط و تنزل میں ایک ہندی بزرگ کی تبلیغی مساعی
سے پورا ہوگا۔ سنا ہے کہ ایک ترجمہ پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن اس کی اشاعت کا عجیب
حال ہے۔ جو نمونے کے لئے درج ہے۔

سلطنت ترکی کا تو یہ حال تھا۔ کہ اخبار و جرائد میں اگر کبھی کسی آیت قرآنی
کے اندراج اور اس سے استشہاد و استدلال یا اخذ و تمسک کی ضرورت ہوتی
تو اُسے بلا ترجمہ ہی شائع کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا۔

اس کے خلاف اب ان مسیحی کوششوں کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے۔ جو
نشر و اشاعت تورات و انجیل میں کر رہے ہیں۔ اس وقت تک انجیل و تورات دنیا
کی ۷۰۰ زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ جس میں سے ۷۰ تو صرف ہندوستانی زبانیں
اور بولیاں ہیں۔ اس ضمن میں عیسائیوں کی کوششیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہیں۔
ایک شخص امریکہ سے نکلتا ہے۔ ہندوستان میں تبلیغ عیسویت کا ولولہ اس کے
سینہ میں موجزن ہے۔ برہما میں آکر وہ مقیم ہو جاتا ہے۔ کامل ۲۶ سال کی محنت
و جانفشانی کے بعد وہ انجیل کا برہمی زبان میں ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔
اس ۲۶ سالہ زمانہ کی مشکلات کا اگر تذکرہ کروں تو سننے والے محو حیرت ہو جائیں
اس سے بھی زیادہ حیرت و انفعال میں غرق کر دینے والی شے ایک مسلمان کیلئے

یہ ہے ۔ کہ مسیحی پادری ولایت سے چلتے ، اور یہاں ہندوستان کے بعض حصوں میں اگر مقیم ہوتے ہیں۔ علاقہ کی زبان کو سیکھتے ہیں۔ اور زبان کی حالت یہ ہے۔ کہ کوئی گرامر نہیں، کوئی رسم الخط نہیں، کوئی قواعد تکلّم و تحریر موجود نہیں۔ پادری ولایت سے آتے ہیں۔ زُبان کو سیکھتے ہیں۔ اِسکی گرامر بناتے اور اصول و قواعد تقریر و تحریر وضع کرتے ہیں، ایک خاص رسم الخط اختیار کرتے ہیں۔ تا آنکہ وہ بولی ہندوستانی زُبانوں میں ایک زُبان قرار پاتی ہے ۔ اور یہ سب کچھ اِس لئے کہ تورات و انجیل ترجمہ ہوکر اُن لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جاسکے ۔

لاہور میں چند سال ہوئے ایک نمائش ہوئی تھی جس میں سو زبانوں میں، کتاب مقدس کے ترجمہ شدہ نسخوں کو دیکھنے کا اتفاق تو ہمیں بھی ہوُا ہے۔ پس غیور و با حمیّت اِنسانوں کی وہ جماعت جو اپنے آپ کو خیرُ الاُمم کے لقب سے یاد کرتی۔ اللہ کی محبوب جماعت پکارتی اور دُنیا کی اِصلاح کی واحد ذمہ دار بنتی ہے ۔ سوچے اور غور کرے ، کہ کل کو جب انصاف کا دن ہوگا۔ اور خدائے واحد و قہار کا تخت انصاف بچھایا جائیگا۔ اور وہاں ایک مقدس و پاک وجود پکاریگا يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا اے پروردگار! میری قوم نے اِس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا" تو ان کے پاس اس صدائے داد طلب کا کیا جواب ہوگا؟

اب اگر اُن ترجموں کی اشاعت کا اضافہ بیان کیا جائے۔ تو یہ رپورٹ اِسی مضمون کی نذر ہو جائے۔ مختصر یہ ہے۔ کہ بائیبل کے نسخے مختلف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں مختلف اقطاع ارضی میں ہر سال مُفت تقسیم ہوتے ہیں۔ بسکٹوں کے ڈبّوں، کپڑوں کے پارسلوں، اور اخبارات کے فائلوں تک میں انجیل و تورات کے اوراق روانہ کیئے جاتے ہیں۔ شاید کوئی دیکھنے والا دیکھ لے ۔ اور پڑھنے والا پڑھے ۔

بیرون ہندوستان میں مسیحی تبلیغ اور اسکے نتائج

یہ ایک نہایت ہی نامکمل اور نہایت ہی مختصر سا خاکہ ہے۔ اُن تبلیغی کوششوں کا جو مسیحی دُنیا صرف ہندوستان میں کر رہی ہے۔ بیرون ہندوستان میں اُنکی دینی کوششوں کا ذکر ایسا نہیں ہے۔ کہ کسی مضمون میں ضمناً آجائے۔ لیکن دو ایک واقعات کا تذکرہ محض بر سبیل اشارات ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(۱) جاوا کے مسلمانوں کی ماتم انگیز حالت

جاوا سے حال ہی جو خبریں موصول ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں پچیس فیصدی مسلمان آبادی حلقہ محمدی علیہ التحیۃ والسلام سے نکلکر مسیحی غلامی میں جا چکی ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ وَیَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ اِس سے زیادہ ماتم انگیز اور جگر شگاف خبر ایک اُس شخص کے لئے اور کونسی ہو سکتی ہے۔ جو اپنے تئیں مسلمان کہتا ہو۔ اغراق و مُبالغہ اور مسیحی رنگ آمیزیوں کا ایک معقول حصہ اگر اس فیصدی سے خارج بھی کر دیا جائے۔ تو بھی اسقدر یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاوا کے بدبخت مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ علم ہلالی سے نکل کر صلیبی جھنڈوں کے سایہ میں پناہ گزین ہو رہا ہے۔

۲- ٹرینی ڈاڈ کے بدنصیب مسلمان

ٹرینی ڈاڈ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو جزائر غرب الہند کا ایک حصہ ہے۔ وہاں فرقہ احمدیہ کی لاہوری جماعت کی طرف سے کچھ عرصہ سے مولوی فضل کریم صاحب بی۔ اے تبلیغی کام کر رہے ہیں۔ اُن سے ہمیں شخصاً بھی نیاز حاصل ہے۔ ایک باہمت نوجوان ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کی حالت خود انہی کی زبانی سُن لیجئے۔ احمدیہ جماعت کی سال گذشتہ کی جو رو داد شائع ہوئی ہے۔ اس میں یہ الفاظ نظر پڑتے ہیں۔ "ٹرینی ڈاڈ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو جزائر غرب الہند میں واقع ہے۔ وہاں کی آبادی میں کئی ہزار مسلمان بھی ہیں۔ لیکن ہمارے دلوں کی

یہ خبر بالکل پاش پاش کر دیتی ہے۔ کہ وہ بالکل نام کے مسلمان ہیں۔ انکے بچے تمام مسیحی مدارس میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور نوبت باینجا رسید کہ انکی شادی و ماتم کے رسوم تک عیسائی پادریوں کے ہاتھوں طے پاتی ہیں۔ یعنی جو نکاح ہونا ہو تو مسیحی پادری آکر نکاح پڑھاتے۔ اور جو کسی بدنصیب کی تجہیز و تکفین کی ضرورت ہو تو وہ بھی پادری صاحب ہی کے تثلیث پرست ہاتھوں سے سرانجام پائے ان کی اسلامی معلومات بھی تمام اپنی مطلب پرست عیسائیوں سے ماخوذ ہوتی ہیں"

اس کے بعد تھوڑا سا ذکر مولوی فضل کریم صاحب بی۔اے۔ کے تبلیغی کام کا ہے۔ اور پھر یہ بیان اس فقرہ پر ختم ہوتا ہے۔ "انجمن (احمدیہ) نے اس امر کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ جزیرہ مذکور سے کچھ طالب علم اپنے ہاں (غالباً اپنے اخراجات پر سکریٹری) منگوائے اور اُن کو ایسے طور پر تعلیم دے کر تیار کرے۔ کہ وہ ان پادریوں کے خلاف کامیابی کے ساتھ مذہبی جنگ کر سکیں"

آج ہندوستان میں کس قدر مسلمان ہیں۔ جن کو ایسے واقعات کا علم بھی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو ایسے ہی واقعات کا جو بالکل اُن کے پڑوس میں وقوع پذیر ہو رہے ہیں علم نہ ہو اُن سے اتنی دور کے واقعات سے باخبر رہنے کی توقع رکھنا ہی دراصل نادانی ہے"

برٹش گنی (افریقہ) کے مسلمانوں کی حالت

برٹش گنی بّرِ اعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس کو بھی ٹرینی ڈاڈ ہی کا نقشہ سمجھ لیجئے۔ اسی رپورٹ میں اُن کے متعلق بھی مختصر سے دو چار جملے موجود ہیں۔ کوئی تفصیلی حالات تو ہم کو معلوم نہیں ہو سکے۔ اِن جملوں کا مفاد وہی ہے۔ جو ہم نے ایک جملہ میں ادا کر دیا ہے۔ کہ اُسے بھی ٹرینی ڈاڈ ہی کا نقشہ سمجھ لیجئے"

اگر مسلمان اس طرف متوجہ نہوئے تو چند سالوں میں پورا ملک عیسائی ہو جائیگا۔ احمدی جماعت (لاہوری) وہاں بھی مبلغین بھیجنے کی فکر کر رہی ہے"

عالمگیر مسیحی کانفرنس اور اس کا فیصلہ

اسلام کے خلاف ایک عظیم الشان اعلانِ جنگ

حال ہی میں تمام دنیا کی مسیحی تبلیغی جماعتوں کی ایک متحدہ کانفرنس بمقام [illegible] منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ قرار پایا کہ اب تمام عیسائی تبلیغی جماعتوں کو اپنے اندرونی اختلافات بالکل مٹا کر متفقہ طور پر تبلیغ و اشاعتِ مسیحیت میں لگ جانا چاہیئے اور اگر اب بھی وہ ایسا نہیں کریں گی تو ان کی تمام گذشتہ ڈیڑھ سو سالہ تبلیغی کوششیں خاک میں مل جائیں گی چنانچہ ایک عالمگیر تبلیغی مشن کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس کے لئے صرف اسی ایک مجلس میں ۹ لاکھ پونڈ چندہ کا اعلان ہوا۔ اور ابھی چندہ کی رقوم دھڑا دھڑ آ رہی ہیں۔ اس مشن کی طرف سے ایک لاکھ جدید مبلغین کو بھرتی ہونے کیلئے اپیل کیا گیا ہے۔ اور نئی اطلاعات کے مطابق جو امریکہ سے موصول ہوئی ہیں جدید مبلغین کی تعداد مطلوبہ ایک لاکھ نہیں بلکہ ایک کروڑ ہے۔ اس امر کے کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ یہ تمام کوششیں فقط ایک ہی حریف (اسلام) کے زیر کرنے کیلئے جاری ہیں۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ اگر مسیحی تبلیغی سرگرمیوں کا زور دیکھنا مقصود ہو۔ تو عراق عرب، شام، فلسطین وغیرہ میں جا کر دیکھو۔ دنیا کی کوئی مشن نہیں جس کی نمائندہ جماعت نے وہاں ڈیرے نہ ڈال رکھے ہوں۔ پندرہ پندرہ اور بیس بیس جوان عورتیں مل مل کر شام کو غریب بدوؤں کے گھروں میں جاتی اور تثلیث اور کفارہ کا دل کھول کر پرچار کرتی پھرتی ہیں۔

ادھر خدا کے اس نور (اسلام) کے حاملین کی جو حالت ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے کہ کانوں کان کسی کو خبر بھی نہیں ؎

سن تو سہی جہاں میں ہے ترا افسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

موعظت و عبرت

یہ حال اس قوم کا ہے جس کے مختلف فرقوں کے معتقدات و مسلمات مذہبی تک میں اس درجہ تضاد و تباین ہے کہ اگر ایک کا نام مسیحیت رکھا جاوے۔ تو دوسرے کو سوائے ایک مسیحی کے جو تثلیث و کفارہ جیسے دانشمندانہ مسائل کی گتھی کے سلجھانے ہی میں اپنی تمام عقل و خرد کھو چکا ہو۔ کوئی دوسرا شخص مسیحیت نہیں کہہ سکتا۔ برخلاف اس کے اس جماعت شریفہ اور اُمت عظیمہ کا جس کے اختلاف نہایت ہی ادنےٰ جزئیات سے آگے نہیں بڑھتے۔ یہ حال ہے کہ اُس کے کوئی دو حصے ایک آن واحد کے لئے یکجا نہیں ہو سکتے۔ اور نہ آج جبکہ اسلام نہایت ہی مہلک اور مہیب خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ اور جب کہ اُس کے بچانے کی صرف یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان اس خطرہ سے آگاہ ہو کر مرۃً واحدہ کھڑے ہو جائیں۔ کانّھم بنیانٌ مرصوص، مسلمانوں میں نہایت ہی ادنےٰ سے ادنےٰ اختلافات پر جوتی اُچھل رہی ہے۔

اس قوم کی بدبختی کا کہاں تک ماتم کیا جائے، جس کے خلاف ایک دنیا اعلان جنگ کر رہی ہو اور وہ آپس میں دست و گریباں ہو رہی ہو۔ قرآن حکیم دنیا میں تمام اختلافات باہمی کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔ (فھدی اللہ الذین اٰمنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ) بلکہ اُس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ ہر نبی کا یہ مشن رہا ہے۔ کہ وہ موجود الوقت اختلافات و مناقشات کا بہ کمال خوش اسلوبی فیصلہ فرما کر اپنی جماعت کو امن و صلح کی ایک بستی بنا دے۔ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ (تو اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جو نیک بندوں کو خوشخبری سناتے تھے۔ اور بدکاروں کو اُن کے نتائج اعمال سے ڈراتے بھی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اُن انبیاء کے ساتھ کتاب سچی بھی نازل فرمائی۔ کہ وہ لوگوں کے باہمی اختلافات میں درست فیصلہ بھی صادر فرما دے) لیکن وائے بر حال ما، کہ آج اُس کتاب مقدس کو کامل طور پر من وراء ظہور ہی پھینک نہیں دیا گیا، بلکہ اپنی چیرہ دستیوں کا

پورا اہتمام بھی بنا دیا گیا ہے؟

پس آج اس قوم کا جسے یہ چیلنج مل چکا ہو" اب وقت آگیا ہے۔ کہ اسلام کے سامنے تلوار اور مسیحیت کی دو راہیں، پیش کردی جائیں۔ اور اس کے نام لیوؤں کو پورا اختیار دیا جائے۔ کہ وہ دونوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں اور جس کی اندرونی حالت وہ ہو۔ جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ دنیا میں عزت و وقار کے ساتھ باقی رہنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے ؟ فی الحقیقت "وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ"¹ کی پیشگوئی من وعن پوری ہو چکی۔ اور یستبدل قوما غیرکم² کی وعید فقط باقی رہ گئی ہے +

مسیحی جماعتیں اور وسائس ابلیسیہ سیاسیہ

اور اس بربادی میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہو، تو چند سال کی مزید انتظار نتائج کو آشکار اور عواقب کو ہویدا کر دیگی۔ کیا مصر، الجزائر۔ مراکو، ٹیونس، سوڈان؛ غرضیکہ تمام افریقہ) ایشیائی روم، ایران، سنٹرل ایشیا، شام، فلسطین، عرب، سسلی، سارڈینا، جاوا، سماٹرا۔ غرضیکہ تمام اسلامی ممالک کی ہلاکت و بربادی کے اندر مسلمانوں کے لئے کوئی تازیانہ عبرت نہیں رہا۔ اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ تو کیا اس وقت آئیگا جبکہ آفتاب قیامت چمک اٹھے گا اور صور محشر پھونک دیا جائیگا!

ایک عام مسلمان کو ان ممالک کی تباہی ممکن ہے تلواروں کی چمک، توپوں کی گرج، گولوں کی آوازیں میں نظر آتی ہو۔ لیکن وہ لوگ جن کو خدا نے دیکھنے کے لئے آنکھیں۔ اور غور و فکر کیلئے دل دیا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ ممالک اسلامیہ کی تباہی کا اصلی سبب ان چیزوں سے بھی سوا اُن مساعی اور ان کوششوں کے اندر مستور ہے۔ جو مسیحی مشنریوں نے تبلیغی رنگ میں براہ راست یا بالواسطہ

۱؎ آپس میں جھگڑا مت کرو۔ کیونکہ آپس میں جھگڑے سے تم بزدل ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا وقار اور رعب جاتا رہے گا +

۲؎ اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیگا +

کی ہیں ؎

موضوع بحث اس امر کی اجازت نہیں دیتا ورنہ اگر صرف اُن اعمالِ مخفیہ کو واشگاف کیا جائے جو مسیحی تبلیغی جماعتوں نے اس عالمگیر جنگ میں اسلام کے کے خلاف کئے ہیں۔ اور اُن سازشوں کو آشکار کیا جائے جو ان مقدس مسیحیوں نے استیصال اسلام و مسلمین کے لئے کی ہیں تو دنیا محو حیرت رہ جائے ؛

آغازِ عمل

کتاب اور سنت کی وہی نصوص تھیں جو اوپر بیان ہو چکیں، یا واقعات و حالات حاضرہ کا مطالعہ و انکشاف جس نے تمام طرفوں سے قلب کو پھیر کر صرف اس طرف مائل کر دیا۔ اور یا وجود اپنی علمی بے بضاعتیوں اور عملی کمزوریوں کے خدا کے چند بندوں نے اِس اَمر کا آخری اور قطعی فیصلہ کر لیا۔ کہ تمام دوسرے میدانوں کو اپنے دوسرے کارکن بھائیوں کے لئے چھوڑ کر اپنے آپ کو فقط اس طرف لگا دیں ؎

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساھا

لیکن قبل اس کے کہ جمعیت ہذا کی تاسیس، اسکی عام تاریخ اس کے عام حالات اور علمی کارروائی کا کوئی تفصیلی تذکرہ شروع کیا جائے یہ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک مختصر سا تذکرہ اُن جماعتوں کا بھی کر دیا جائے۔ جو ہم سے پہلے اس میدان میں قدم رکھ چکیں۔ بلکہ سفر کی کئی منازل بھی طے کر چکی ہیں ؛

احمدی (مرزائی) تحریک

ہندوستان کے مسلمانوں میں جس جماعت نے بطور جماعت تبلیغ و اشاعت اسلام کی ضرورت کو محسوس کیا۔ اور ضرورت کے احساس سے متاثر ہو کر تبلیغ و اشاعت کیطرف عملی اقدام بھی کیا تو وہ وہی جماعت ہے! جس کے کفر و اسلام کا ابتک مسلمانوں سے فیصلہ نہ ہو سکا۔ مسلمان اگر اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور اس جماعت کے متعلق

کفر کا فیصلہ کرتے ہیں تو کہنا پڑتا ہے۔ ؎

کامل اِس فرقۂ زُہّاد سے اُٹھا نہ کوئی
کچھ ہُوئے بھی تو یہی رندِ قدح خوار ہوئے

اِس ضمن میں اُن کی مساعی محیر العقول اور اُن کے نتائج یقیناً عظیم الشّان ہیں۔ یہانتک کہ اُن کا نام اشاعت اِسلام کے ساتھ توام ہو گیا ہے۔ اور الاسف! ثمّ الاسف!! ثمّ الاسف!!! کہ جب مُسلمانوں کی کوئی جماعت فریضہ مقدسہ اشاعت کے لئے کمربستہ ہوتی ہے۔ اور اُس نے بھائیوں کو .... اُسے بدنام کرنا منظور ہوتا ہے۔ تو اُسے "مرزائی" "قادیانی" ہی کے اتہامات سے متہم کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی حربہ خود ہمارے خلاف ہمارے بھائی اِستعمال کر رہے ہیں۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ؏

ہم اپنے بھائیوں کی حسِ تبلیغی کا کہاں تک ماتم کریں کہ وہ نہ صرف کسی ایسے کام میں شامل ہونا ہی پسند نہیں کرتے۔ بلکہ اُلٹا ایسا کرنے والوں کی مُخالفت کرتے اور اُن کو متہم بھی کرتے ہیں۔ یہانتک کہ بعض حلقوں میں تو اشاعت اِسلام کا عمل مقدس خود ایک کافی اتہام بن گیا ہے۔ خدا کرے کہ ایسے اتہامات تو دُنیا کے چالیس کروڑ مُسلمانوں کے خلاف تراشے جائیں۔ ع

کیں گناہے است کہ بر تہمت آں ہم حد است

اور وہ سب کے سب اس اِتہام سے متاثر ہو کر دعوت و تبلیغ اِسلام کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے بیک وقت کھڑے ہو جائیں۔ ویَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ آمِینا۔

احمدی تحریک کے متعلق بجز اِس کے تبلیغی پہلو اور تبلیغی کام کے ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کا بچہ بچہ اِس سے بخوبی واقف ہے۔ البتہ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جہانتک ہمارا خیال ہے مرزا صاحب کی تحریک یقیناً بابی تحریک سے تاثر کا نتیجہ ہے؛ اور یہ بات اس وقت بخوبی کھلی جاتی ہے۔ جب کہ دونوں تحریکوں کے مسلمات اولیہ پر نظر ڈالی جاتی ہے؛

اِسلامی دُنیا میں علی محمد باب کا نام یقیناً سب سے پہلا ہے۔ جس نے توحید و رسالت وغیرہ تمام عقائد اِسلامی کو تسلیم کرتے ہوئے عقیدہ ختم رسالت سے قطعاً

انحراف کیا۔ اور صاف کہا کہ رسالت ختم نہیں ہوئی جس طرح پہلے ادیان اور پہلی کتب وشرائع نزول قرآنی وبعثت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام سے منسوخ ہوگئیں بعینہٖ قرآن حکیم اور شریعت محمدیہ کے نسخ کا وقت آچکا ہے۔ اور اُس کا ناسخ اپنے آپ کو ثابت کیا۔"

یہی خیال تھا۔ جو کئی ہزار میل کے فاصلہ اور چند سالوں کے فرق پر مرزا صاحب کو ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اگر اول الذکر نے "اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ" وغیرہ ایسی آیات سے یہ استدلال کیا کہ چونکہ قرآن کے نزول کو ایک ہزار سال گذر چکا ہے۔ لہٰذا اس کی عاملانہ ونافذانہ قوت جاچکی تو بعینہٖ اسی طرح ہندوستان میں مرزا صاحب نے "اسمہٗ احمد" وغیرہ ایسی آیات کی بیجا تاویل کرنے سے اپنی نبوت پر استشہاد و استدلال کیا۔ اس کے علاوہ دونوں جماعتوں میں تبلیغی روح پوری موجود ہے۔ اور جس قوت کے ساتھ ان دونوں جماعتوں نے مختلف اقطاع ارضی میں اپنے مقاصد کی تبلیغ کی ہے۔ وہ حیرت انگیز ہے۔ جس طرح بابی مذہب مرزا علی محمد باب کی وفات پر دو حصوں میں منقسم ہوگیا تھا۔ اور وجہ تقسیم مسئلہ امارت تھا بعینہٖ اسی طرح مرزائی تحریک بھی مرزا صاحب کی وفات کے بعد دو حصوں میں منقسم ہوگئی اور وجہ زیادہ تر مسئلہ امارت تھی۔ لیکن دونو تحریکوں میں جہاں بعض زبردست مشابہات ومماثلات موجود ہیں۔ وہاں بعض نہایت ہی اہم اختلافات بھی پائے جاتے۔ مرزا علی محمد باب قرآن حکیم اور نبوت محمدیہ کا قائل ہے۔ لیکن انکو ایک خاص وقت تک مثل شرائع سابقہ محدود تسلیم کرتا ہے برخلاف اس کے مرزا صاحب اُن دونوں چیزوں کو الیٰ یوم القرار زندہ وقائم اور نافذ وعامل مانتے ہیں۔"

ولولہ ایمانی، جوش مذہبی، توجیہ بالحق، وتوصیہ بالصبر، جبر واستبداد کی مخالفت، زبردست سیاسی روح مرزا علی محمد باب کی تحریک اور اس کی جماعت کا ایک نمایاں امتیاز ہے۔ برخلاف اس کے جماعت قادیانی کا نام روح حریت وعصبیت کیلئے ایک پیام موت ہے۔ کہ ایک کے آنے سے دوسرے کا فقدان لازمی ہے۔ یہ تفاوت دونوں کی تحریرات میں پوری طرح نمایاں ہے۔ اور دونوں صاحبوں کے

ادبی ذوق میں جو نمایاں فرق ہے۔ وہ ہمارے اسی دعوٰے پر شاہد صادق ہے۔

تبلیغی کام

مرزا صاحب نے اوّل روز ہی سے اپنے ہر معتقد کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ وہ ایک گونہ مبلغ بھی ہو۔ اور ایک خاص جماعت ایسی پیدا کی جائے۔ جس کا کام ہی محض تبلیغ مقاصد ہو۔ یہ فرض جس طرح انجام پاتا رہا۔ اور ان کے بعد سے مضاعف قوت کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ وہ ہر دیدۂ اعتبار کے لئے موجب صد ہزار عبرت ہے۔ اور یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ باوجودیکہ حکیم نور الدین صاحب کے بعد یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی اور اس لحاظ سے ظاہر قیاس یہ تھا کہ یہ روح قطعاً فوت ہو جاتی۔ لیکن جماعت کے دو حصوں میں تقسیم ہو جانے سے بجائے ایک نظام عمل کے دو نظام عمل قائم ہو گئے۔

لاہوری جماعت

یہ جماعت اقتصادی و عمرانی لحاظ سے نسبتاً کمزور ہے۔ کہ جمہور جو ہمیشہ گدی پرست ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو قادیان سے وابستہ رکھتے ہیں۔ تاہم اس کا تبلیغی کام اس قدر ہے۔ کہ بڑے بڑے غیور مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ انکی سال گذشتہ کی روداد ہمارے سامنے ہے۔

۱۹۳۱ء میں انجمن مذکور کی مجموعی آمدنی دو لاکھ، باون ہزار دو سو اکتیس، (۱۳۲۲۹۲) روپیہ رہی اور مجموعی خرچ ایک لاکھ ستسٹھ ہزار نو سو چھبیس (۱۶۷۹۲۶) روپیہ ہوا۔ آمد میں اٹھتیس ہزار روپیہ کی جائداد غیر منقولہ کی قیمت بھی شامل ہے۔ جو کسی صاحب نے انجمن مذکور کے نام ہبہ کی۔ اور پچپن ہزار پانسو نواسی (۵۵۵۷۹) کی چندہ کی رقوم بھی داخل ہیں۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب نے جاوا، اور رنگون وغیرہ سے حاصل کیں۔ اور جو ابھی تک انجمن کے خزانہ میں نہیں پہنچیں اور اس لحاظ سے انجمن مذکور نے بجا طور پر ۱۹ ہزار کی کمی دکھلائی ہے۔ جو سال گذشتہ کی آمد از صیغہ فروخت ترجمۃ القرآن پوری کی گئی۔

اخراجات کی میں تیئس ہزار سات سو (۲۳۷۰۰) روپیہ کی رقم جو قرآن حکیم کے انگریزی ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت پر صرف ہوئی تینتالیس ہزار نوسو بانوے (۴۳۹۹۲) کی رقم جو ہندوستان میں طباعت و اشاعت کتب پر خرچ ہوئی۔ اور اُنچاس ہزار دوسو اٹھاون (۴۹۲۵۸) روپیہ کی رقم جو ووکنگ مشن لندن پر خرچ ہوئی خاص توجہ کے قابل ہیں۔ اس انجمن کی طرف سے ۳ رسائل اس وقت شائع ہوتے ہیں۔

(۱) اسلامک ریویو جو لندن سے خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔بی کی زیر ادارت و سرپرستی شائع ہوتا ہے۔ اور جس کی پندرہ سو کاپیاں ماہوار ہندوستان میں فروخت ہوتی ہیں۔ اور سات سو کے قریب نسخے ولایت میں مفت تقسیم ہوتے ہیں اسکا اردو ایڈیشن ہندوستان میں طبع ہوتا ہے۔ لیکن اسکی تعداد اشاعت نہیں معلوم ہوسکی۔

(۲) دی لائٹ (النور) جو ایک نو جاری شدہ انگریزی پندرہ روزہ پرچہ (رسالہ) ہے۔ اور طلبہ کو ۸ر کی معمولی رعایتی قیمت پر ملتا ہے۔

(۳) "پیغام صلح" ایک پرانا ہفتہ وار ہے۔ پہلے یہ روزانہ تھا مگر اب بد قسمتی اس نے ہفتہ وار کی صورت اختیار کرلی ہے۔ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہفتہ وار تین ہزار روپیہ سالانہ کے نقصان پر چلایا جارہا ہے۔

صدر مقام (لاہور) کے علاوہ اندرون ہندوستان میں اس جماعت کے ۴ مراکز اشاعت صوبہ سرحدی بمبئی مدراس میں بھی ہیں۔ جہاں تبلیغ و اشاعت کا کام ہورہا ہے۔ مگر چونکہ ان کے کام کے متعلق کوئی تفصیل اس رپورٹ میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے ہم بھی تفصیلی طور پر کچھ لکھنے سے قاصر ہیں۔

بیرون ہندوستان میں

لیکن جماعت ہذا کا سب سے بڑا کارنامہ بیرون ہندوستان میں بالخصوص یورپ میں اشاعت اسلام کا کام ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے ع

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

کا یادگار مصرع کہ کر ہمکو ماضی کا فسانہ سُنایا تھا۔ مگر خوشا خواجہ کمال الدین کہ جس کی

مساعی جمیلہ کی بدولت قصۂ ماضی رود داد حاضرہ بن گئی ہے۔

(۱) بیرون ہندوستان میں اس جماعت کی طرف سے کئی ایک مراکز قائم ہوچکے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور و سرگرم مرکز ووکنگ (لنڈن) کا ہے۔ جو لندن سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس میں ایک قدیم مسجد بھی تھی۔ جو خواجہ صاحب کی مساعی جمیلہ کی بدولت اب مسلمانوں کی تحویل میں ہے۔ اور اس میں باقاعدہ جماعت اور جمعہ و عیدین کے خطبے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس مشن کے کام کی عظمت یہیں سے معلوم ہوجاتی ہے۔ کہ گذشتہ چند سالوں کے اندر اس کی بدولت کم و بیش چار سو عیسائی مذہب اسلام میں داخل ہوچکے ہیں۔ ہر وہ شخص جو انگریزوں کی قوم اور انگلستان کے حالات سے باخبر ہے یہ بھی جانتا ہے۔ کہ وہاں کام کی مشکلات کس قدر ہیں اور اس لئے یقیناً اس کے نزدیک یہ تعداد کوئی کم تعداد نہیں ہے؛

لیکن اس اشاعت سے بھی بڑھ کر ایک اخلاقی فائدہ جو انجمن مذکور سے حاصل ہورہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہندی، افغانی ترکی غرضیکہ تمام دنیا کے مسلمان طلبہ کے کانوں میں کبھی کبھی کلمۃ الحق کی کوئی نہ کوئی صدا ضرور پڑتی رہتی ہے؛ جو وہاں کئی کئی سال رہتے ہیں۔ اور جن کے تمام نواحی خدا فراموشانہ نغموں سے معمور ہوتی ہے۔ اس انجمن کی بدولت زیادہ نہیں تو عیدین کے موقعہ پر تو ضرور بہت سے مختلف الدیار مسلمان جمع ہوجاتے۔ اور ایک دوسرے سے مل لیتے۔ اور اپنے خدائے بندہ نواز کے آگے اپنی گردنوں کو جھکا لیتے ہیں۔ یہاں خواجہ کمال الدین، مولوی صدرالدین، مولوی غلام مصطفےٰ خان، وغیرہ حضرات کام کر رہے ہیں؛

(۲) دوسرا مرکز ٹرینی ڈاڈ میں ہے۔ جو جزائر غرب الھند میں ایک جزیرہ ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کی حالت خود اس رپورٹ کے الفاظ میں اوپر بیان ہوچکی ہے۔ یہاں مولوی فضل کریم صاحب۔ بی۔ اے تبلیغی سلسلہ کو چلا رہے ہیں؛

(۳) رپورٹ مذکور میں اس امر کا اشارہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ ہندوستانی

گے آنا (افریقہ) میں اپنا مرکز قائم کریں گے۔ اور اگر ہماری معلومات غلط نہیں تو افریقہ میں اُن کا تبلیغی سلسلہ قائم ہو چکا ہے۔ گو رپورٹ ہذا اس کے ذکر سے خاموش ہے"

(۴) حال ہی میں ایک خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب مع مولوی عبدالعزیز ایم۔ اے کے جرمنی پہنچ گئے ہیں۔ اور عنقریب وہاں تبلیغی کام شروع کر دیں گے۔ اس مرکز کا قیام لاہوری احمدیہ جماعت کو یورپ میں اور بھی زیادہ مقبول کر دیگا۔ اور امید ہے۔ کہ جرمنی اپنے حریف انگلستان سے قبول اسلام میں کسی طرح بھی پیچھے نہیں رہیگا"

اس جماعت کے ماتحت ایک ہائی سکول (مسلم ہائی سکول لاہور) ایک مڈل سکول (ہڈولی ضلع گجرات) میں نہایت عمدہ پیمانہ پر کام کر رہے ہیں۔ ان سکولوں کو دوسرے اسلامیہ سکولوں پر یہ امتیاز حاصل ہے۔ کہ انہیں مذہبی تعلیم کا خیال زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس قدر نہیں جتنا کہ چاہئے۔ اور اور اس قدر ہونا ایک الحاقی اور مسلمہ سکول میں ہے بھی ناممکن۔

سلسلۂ تصنیف و تالیف

انجمن ہذا کی سرگرمی اس جانب خاص ذکر کے قابل ہے۔ اور اس ضمن میں سب سے اہم و اقدم کام جو اس انجمن نے سرانجام دیا۔ وہ قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ ہے۔ ترجمہ کے خصوصیات، اس کے محاسن و معائب زبان و خیال کے لغزشوں۔ تغیر اور تفسیری نوٹس کی افسوسناک ٹھوکروں اور غلطیوں کا ذکر موضوع بحث سے خارج ہے۔ لیکن اس سے کس شخص کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب (ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل) امیر جماعت لاہوری کا یہ کام ایک عظیم الشان کام ہے۔ کام کی مشکلات ظاہر ہیں۔ وہ کام جس کو بلگرامی جیسا فاضل پورا نہ کر سکا؛ وہ کام جس کو علامہ شبلی مرحوم کی سرپرستی بھی اختتام تک نہ پہنچا سکی؛ وہ کام جو بڑی بڑی اسلامی علمی جماعتوں کے بلند آہنگ

اعلانوں اور پرجوش نگرانیوں اور سرگرمیوں کے باوجود انجام نہ پا سکا یقیناً ایک مردانہ عزم، غیر متزلزل استقامت و حوصلہ کا کام تھا۔ انگریزی ترجمہ کی طلب کا اس امر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ باوجود اختلاف خیالات، و آراء انگریزی خوان مسلمان اس کو خرید رہے ہیں۔ اور اچھی تعداد میں خرید رہے ہیں۔ گذشتہ سال یعنی ۱۹۲۲ء میں ہندوستان میں جس قدر نسخے اس ترجمہ کے فروخت ہوئے۔ اُن سے وصول شدہ رقم ۱۵۸۴۲ روپیہ بنتی ہے۔ اور امسال یعنی ۱۹۲۳ء اسکی مقدار ۱۰۹۴۰ روپیہ ہے۔ پھر اس میں بہت سے نسخے جو طلباء کو دیئے گئے ہیں۔ وہ نصف قیمت پر دیئے گئے ہیں۔"

اب حال ہی میں مولوی صاحب موصوف کی تفسیر القرآن مسمّٰی بہ بیان القرآن شائع ہونا شروع ہوئی ہے۔ اس کے ۳ حصے تو نکل چکے ہیں، باقی زیر ترتیب و تدوین ہیں؛

اس کے علاوہ انجمن ہٰذا کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کی تمام تصانیف کو شائع کیا گیا ہے؛ جن کا غالب حصہ خود مرزا صاحب کی زبان و قلم کا نتیجہ ہے؛ بعض رسائل مفت چھاپ کر بہ تعداد کثیر ملک میں شائع کئے گئے ہیں؛

جماعت مذکور کی تبلیغانہ سرگرمیوں کے اس مختصر ذکر سے مقصود اپنے اخوانِ ملت کی آگاہی ہے۔ تاکہ ان مخلص مگر بیکار مسلمانوں کیلئے ایک راہ عمل کھل جائے جو اسلام کا سچا درد اپنے سینوں میں رکھتے ہیں؛ مذہب کی خدمت کے ولولہ سے اپنے دلوں کو معمور پاتے ہیں۔ کوئی راہ عمل اپنے سامنے کھلی ہوئی نہیں دیکھتے؛

قادیانی جماعت

اس جماعت کی کوئی مطبوعہ رپورٹ پیش نظر نہ تھی۔ بنگلور کے دوران قیام میں وہاں کے قادیانی مبلغ صاحب سے ملاقات ہوئی تو اُن سے میں نے بعض ضروری حالات اور نوٹس مرتب کر دینے کی خواہش کی۔ اُنھوں نے ازراہ مہربانی جو تحریر مجھ کو بھیجی،

میں اسی کو بادنیٰ تغیرِ الفاظ یہاں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں وہ لکھتے ہیں:۔

اندرون قادیان میں کام

"آج کل امام جماعت احمدیہ (مرزا بشیر الدین صاحب محمود) ۷ بجے صبح سے لیکر ۱۲ بجے دوپہر اور پھر بعد نماز ظہر سے لیکر تا نماز مغرب روزانہ درس دیتے ہیں۔ اس سلسلہ و درس میں دور دور سے آئے ہوئے عربی اور انگریزی خوان حضرات شامل ہوتے ہیں۔ مقصد اُن دروس کا یہ ہے۔ کہ ہر احمدی بجز اُن لوگوں کے جنہوں نے اپنی زندگیاں تبلیغ محض کے لئے وقف کر دی ہیں کچھ نہ کچھ حصہ اپنے اوقات کا کاروبار تبلیغ میں صرف کرے؛ اور اس کے لئے قرآن کریم کا واجبی علم ضروری ہے۔ قادیان کے جملہ احمدیوں کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ روزانہ اُن دروس کے کسی نہ کسی حصہ میں بلاناغہ شامل ہوں۔

مساجد قادیان میں احمدیہ جماعت کی کئی ایک مسجدیں ہیں۔ مثلاً مسجد نور مسجد فضل، مسجد مبارک، مسجد اقصےٰ وغیرہ۔ اور ہر ایک احمدی کیلئے حکم ہے۔ کہ وہ پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرے۔ فَمَنْ شَاءَ فَالْيَتَدَبَّرْ
(سکرٹری) +

مطابع "اس وقت قادیاں میں چار مطابع احمدی جماعت کی طرف سے کام کر رہے ہیں۔ جن کا مقصد احمدی لٹریچر کا شائع کرنا اور لوگوں کو احمدیت کی طرف بلانا ہے۔"

اخبارات "سلسلہ کا مسلمہ گزٹ الفضل ہے۔ جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے؛ اُس کے علاوہ ریویو اوف ریلجنز (انگریزی و اردو) اخبار نور، اخبار فاروق، الحکم، البشریٰ (انگریزی)، ہفتہ وار قادیان سے شائع ہوتے ہیں۔"

ریویو اوف ریلیجنز کا انگریزی ایڈیشن اب بجائے قادیاں کے لندن سے شائع ہونا شروع ہوگا۔"

(خاکسار سیکرٹری جمعیّت)

انجمن احمدیہ اُس کا مرکز اور اُسکی شاخیں

اِس انجمن کا کام سرانجام دینے کے لئے دو کمیٹیاں مقرر ہیں: (۱) مجلس معتمدین (۲) مجلس ناظم۔ اور کام اٹھارہ صیغوں میں منقسم ہے مثلاً تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ دار الاقامت ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ عربی جس میں مولوی فاضل تک تعلیم ہوتی ہے دار الاقامت مدرسہ احمدیہ۔ مدرسہ جنبیات (یعنی گرلز سکول) احمدیہ ہوسٹل لاہور۔ درزی خانہ جسمیں بچوں کو خیاطی کا کام سکھلایا جاتا ہے۔ اشاعت اسلام جس کے ماتحت ریویو اردو اور انگریزی دونوں ہیں مہمانخانہ جس میں مہمانوں کے قیام و مہمانداری کا باقاعدہ انتظام ہے۔ محکمہ ڈاک بہشتی مقبرہ۔ محکمہ احتساب۔ شفاخانجات انگریزی و یونانی وغیرہ ذٰلک"۔ مسلمان پڑھیں اور غور کریں۔

بجٹ | سال گذشتہ کا بجٹ سوا دو لاکھ کے قریب تھا۔ آمد خاص ایک لاکھ اسی ہزار ہوئی۔ یہاں محرر مذکور نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ کمی کس طرح پہ پوری کی گئی (سکرٹری)

مختلف شاخیں | "صدر انجمن احمدیہ کی اڑھائی سو شاخیں ہیں۔ جو اس وقت مختلف بلاد و امصار میں تبلیغ و اشاعت (احمدیت) کا کام کر رہی ہیں۔

نظارت اُمور عامہ | اُس نظارت کے افسر ناظر خانصاحب ذو الفقار علیخان صاحب برادر اکبر مولانا شوکت علی محمد علی ہیں۔ جو کام اس محکمہ کے سپرد ہیں۔ اُسکے مختصر عنوان یہ ہیں۔ مصیبت زدوں کی امداد۔ رفع تنازعات باہمی۔ فیصلوں کا اجراء۔ بیکاروں کا انتظام۔ رشتوں ناطوں کا تصفیہ و اہتمام مخالفین کی شرارتوں کا سدباب۔ گورنمنٹ سے تعلقات جماعت کی سیاسی نگرانی احمدیہ سٹورز یعنی مشترکہ قومی دار التجارت کا اہتمام وغیرہ

نظارت بیت المال | تمام قسم کے چندے بیت المال میں بھیجے جاتے ہیں۔ آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب موجود رکھا رہتا۔ اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا ہے۔ سال گذشتہ کا بجٹ ایک لاکھ اکیاسی ہزار تھا۔ آمد ایک لاکھ اکیس ہزار رہی۔ مگر اسی سال جماعت نے لندن میں تعمیر مسجد کیلئے ایک لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ اور ڈیڑھ لاکھ کا بار خرید اراضی کا اُٹھایا۔ چندہ خاص ایک لاکھ کے علاوہ اور پچھتر ہزار روپیہ کے مزید مطالبہ کو جماعت نے پورا کر دیا۔ اس خاص چندہ میں دس ہزار روپیہ کی رقم خاص احمدی خواتین کی طرف سے پیش کی گئی۔ امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین احمد صاحب خود بھی ہر ایک چندہ میں عملی شرکت کرتے رہتے ہیں۔

نظارت تعلیم و تربیت | "اِس محکمہ کے ماتحت ۹۸ سکول ہیں۔ اُن میں ۹ خاص زنانہ۔ اور دس

ما۔ مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی مراد ہیں۔

تائیڈ سکول میں انہیں کے ماتحت بھی قادیان میں سلسلہ درس القرآن جاری ہے"
اس کے ماتحت ایک تعلیم خانہ بھی قائم ہے۔ (بچوں کی تعداد اور انتظام وغیرہ محرر مذکور نے نہیں بتلائی شاید بالتعیین اُن کو معلوم نہ ہو) سکرٹری۔

اسی جماعت کے ماتحت اسباق القرآن کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا ہے یعنی مختلف قصص قرآنی پر چھوٹے چھوٹے اسباق تیار کئے۔ اور چھاپ کر پڑھنے والوں کو بھیجے جاتے ہیں تاکہ جو لوگ قادیان پہنچکر دروس القرآن سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنے اپنے گھروں میں رہ کر بھی اس سے قطعاً محروم نہ رہیں"

نظارت تالیف و اشاعت اس محکمہ کا کام احمدیہ لٹریچر کا تیار کرانا۔ اور شائع کرنا ہے اس سلسلہ میں بہت سا لٹریچر ملک کی مختلف زبانوں (عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ اردو۔ گرمکھی وغیرہ) شائع ہو چکا ہے بہت سا تیار ہو رہا ہے۔ سب سے ضروری چیز اس سلسلہ میں جو زیر اہتمام ہے۔ وہ قرآن مجید کا گورمکھی میں ترجمہ ہے۔ شیخ محمد یوسف ایک عرصہ سے اس کام کو کر رہے ہیں۔ اس میں سکھوں کے شائع کردہ گورمکھی ترجمۃ القرآن کی بیہودگیاں بھی واضح ہو جائیں گی۔ اس محکمہ کے ماتحت ترسیل مبلغین کا کام بھی ہے۔ اور مبلغین دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو مختلف مراکز میں جم کر احمدیت کی اشاعت میں مصروف کار ہیں۔ اور دوسرے وہ جو ہمیشہ اس مقصد کے لئے دورہ کرتے رہتے ہیں۔

مبلغین کی جماعت ایک خاص جماعت جس میں عربی خواں حضرات قریب قریب مولوی فاضل کی قابلیت کے اور بعض دوسرے صاحبان علم شامل ہیں اس وقت خالص اس مقصد کیلئے تیار کی جا رہی ہے۔

واقفین یہ وہ جماعت نوجوانان ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں خدا کے دین کی خدمت و اشاعت کے لئے وقف کر دی ہیں جنہوں نے اپنے امام کے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کر لی ہے کہ وہ جب اور جہاں چاہیں۔ انہیں اسلام کی خدمت کیلئے بھیج سکتے ہیں۔ اور وہ کوئی معاوضہ اس خدمت کا بیت المال انجمن احمدیہ یا امیر جماعت وغیرہ سے نہیں لینگے۔ تمام اخراجات کے خود کفیل ہونگے۔ ایسے ۴۰ آدمی اس وقت موجود ہیں جن میں دو آدمی روانہ بھی کئے جا چکے ہیں۔ ایک صاحب شیخ محمود احمد ایڈیٹر الحکم قاہرہ پہنچکر کام میں لگ گئے ہیں اور دوسرے صاحب شیخ فضل الرحمٰن ذفریقہ میں ایک پوری بستی کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

لوکل مشن ہندوستان کے بعض مقامات پر احمدیہ جماعت کے ایسے مشن بھی ہیں۔ جو اپنے لوکل اخراجات پر اس کام کو چلا رہے ہیں۔ اور کسی خرچ کی اعانت صدر دفتر قادیان سے طلب نہیں کرتے"

سیلون (لنکا) کی جماعت پورے زور و شور سے تبلیغی مقاصد میں مصروف ہے۔ اسکی طرف سے غیر وقتی تشیع رسائل و اوراق مطبوعہ کے علاوہ مسیح نام کا ایک ہفتہ وار رسالہ انگریزی زبان میں اور اسی کا ایک ترجمہ تامل زبان میں شائع ہو رہا ہے۔

سکندرآباد (دکن) کی جماعت سے بہ مقدار کثیر انگریزی - اردو - گجراتی وغیرہ زبانوں میں لٹریچر شائع ہو رہا ہے
برہمن بڑیہ (بنگال) سے بنگلہ زبان میں رسالہ البشریٰ نکل رہا ہے۔ بنگلور میں درس قرآن اور انفرادی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے

بیرون ہندوستان میں تبلیغی کام

لندن | لاہوری جماعت کے علاوہ اس جماعت کا بھی ایک مرکز لندن میں قائم ہو چکا ہے۔ وہاں پر
انہوں نے ایک مسجد بھی بنائی ہے جس کا ذکر اوپر بضمن چندہ خاص آچکا ہے۔ جو رقم بچ رہی تھی وہ تجارت میں
لگا دی گئی ہے۔ کہ اس کے منافع سے مشن کا کام چلایا جائے۔

افریقیہ | مغربی افریقہ میں پروفیسر عبدالرحیم تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ انکے ہاتھ پر اب تک ۴ ہزار انسان
مسلمان ہو چکے ہیں۔ اُن میں عیسائی بننے والے مسلمان مسیحی اور بت پرست وغیرہ سب شامل ہیں۔

آسٹریلیا | ایک عرصہ سے یہاں بھی تبلیغ کا کام جاری ہے۔ اور ایک ماہوار رسالہ مسلم سن شائن (آفتاب اسلام کا طلوع) بھی نکل رہا ہے۔

امریکہ | یہاں کا کام تو معلوم خواص عوام ہے۔ مفتی محمد صادق کا پہلے یہاں کی حکومت نے امریکہ میں داخلہ
بند کر دیا تھا۔ لیکن چھ ماہ یا شاید اس سے زائد کوشش کے بعد وہ اندرون ملک میں جانے اور مقیم ہونے میں کامیاب
ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک سو تیرہ عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بعض مشہور
پادری اور اہل علم بھی ہیں۔

اسکے علاوہ ماریشس۔ زنجبار۔ وغیرہ میں تبلیغی مراکز قائم ہیں اور بڑے زور و شور سے کام ہو رہا ہے۔
اس جماعت کی کوششوں کا اندازہ کرنا مقصود ہو۔ تو اس سے سمجھ لیجیے۔ کہ خود مصر میں انکی
مشن کا باقاعدہ مرکز کھل چکا ہے۔ اور احمدیت کی اشاعت وہاں بھی شروع ہو چکی ہے۔ اسکے علاوہ
ہم نے یہ بھی سُنا ہے۔ کہ موجودہ امیر غازی امیر امان اللہ خان شاہ کابل کے اعلان مساوات
سے متاثر ہو کر احمدی جماعت اس امر پر بھی آمادہ ہے۔ کہ اپنا ایک مرکز خود دارالسلطنت کابل
میں کھول دیوے (سکرٹری)

یہ ایک نہایت ہی مختصر سی کیفیت ہے قادیانی مشن کے کام کی جو میں نے سوائے تصحیح مختصر
کے بادنے تغیر الفاظ خود مبلغ مذکور کے الفاظ میں دیدی ہے۔ تاکہ مسلمانوں کو اس کا پورا اندازہ ہو
سکے۔ اسی وجہ سے عبارات کو میں نے انورٹڈ کاموں میں ڈالدیا ہے۔ اور جو جملے کہ میں نے خود
اپنے قلم سے لکھے ہیں۔ عام خیال تو یہ تھا۔ کہ مولوی نورالدین کی وفات پر جماعت احمدیہ چونکہ دو حصوں میں
تقسیم ہو گئی ہے۔ اس واسطے اس کا تمام شیرازہ بالکل منتشر اور اسکی اجتماعی قوت بالکل برباد ہو جائیگی
اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جماعت مثل دوسری بے نام جماعتوں کے فنا ہو جائیگی۔ لیکن خلاف توقع
جو کام کو ترقی اور ہمتوں کو بڑھا دیوے۔ کاش کہ مسلمانوں میں جو تفریق ہے۔ اگر وہ بالکل دور
نہیں ہو سکتی تو کم از کم کوئی ایسی خوشگوار صورت ہی اختیار کر لیوے تا وہ اسلام کی کوئی حقیقی
خدمت اس دور تباہی و بربادی میں کر کے اپنے اللہ کے روبرو سرخرو ہو سکیں۔

بعض انفرادی مساعی

یہ تو جماعتی کوششوں کا حال ہے۔ لیکن مسلمانوں میں بعض انجمنیں ایک عرصہ سے تبلیغ و اشاعت کے مقدس کام میں مصروف ہیں۔ لیکن چونکہ انکی کوششیں یا تو ایک خاص شکل صورت کی ہی ہیں اور کسی خاص حصہ ملکی میں بالکل محدود رہی ہیں۔ اسلئے مسلمانان ہندوستان کو عام طور پر اُن کا علم نہیں ہے۔ ان میں سب سے زیادہ کارکن اور قابل ذکر وہ انجمن ہے۔ جو عرصہ بیس پچیس سال سے تبلیغی کام کررہی ہے۔ یہ انجمن پونانی میں قائم ہے۔ جو مالابار کا تعلقہ (تحصیل) ہے۔ اس کا ذکر مسٹر آرنلڈ نے اپنی مشہور کتاب پریچنگ آف اسلام (دعوت اسلام) میں بھی کیا ہے (دیکھو ص ۲۶۹ انگریزی ایڈیشن)

یہ انجمن اپنی گذشتہ مدت عمل میں کم وبیش بارہ چودہ ہزار مردوں اور عورتوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ اور چونکہ اس کا کام مالابار میں بلکہ مالابار کے بھی ایک خاص حصہ میں محدود رہا ہے۔ اس لئے یہ مشہور نہیں ہوئی۔ ورنہ نتائج تبلیغی کے لحاظ سے تو یہ ہندوستان کی کسی بڑی سے بڑی انجمن سے بھی پیچھے نہیں ہے۔ حال ہی میں یعنی چند سال پیشتر ایک انجمن بمبئی میں بھی قائم ہوئی تھی جس کا نام انجمن ترغیب و تعلیم اسلام ہے۔ یہ بھی تبلیغ اسلام کا کام کررہی ہے۔ لیکن اس کی مساعی بہت ہی محدود ہو گئی ہیں۔ اور اب تو ایک نو مسلموں اور ایک ماہوار رسالہ کے سوا جو گجراتی وغیرہ میں شائع ہوتا ہے۔ اس انجمن کا عملی وجود بہت کم نمایاں ہے۔ اس کے صدر ایک مشہور آدمی مولوی محمد یعقوب ہیں۔ جنہوں نے مرہٹی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ مجھے شخصاً مولوی صاحب سے نیاز حاصل ہے۔ آدمی ان تھک ہمت کے ہیں۔ مرہٹی گجراتی بہت اچھی جانتے ہیں۔ انگریزی، عربی، فارسی کا مطالعہ بھی ہے۔ اردو تو بولتے ہی ہیں۔ سب کاروبار چھوڑ کر اسی طرف لگ گئے ہیں۔

ان کے علاوہ بعض انجمنیں ایسی بھی ہیں۔ جو تبلیغ و دعوت کے مقصد عظیم کو لے کر اٹھیں مگر کسی ایک یا دوسرے سبب سے یکروزہ کیڑوں کی طرح ہمیشہ کی نیند سوئیں۔ لیکن با ایں ہمہ کچھ نہ کچھ کام انہوں نے ضرور کیا۔

محی الدین احمد بی۔ اے ناظم (سکرٹری)

جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونا۔ ایسٹ سٹریٹ ۱۴۱۰

گلزار ہند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ [illegible] چھپا

کشف المفہوم اردو شرح مثنوی مولانا روم پہلے اصل شعر جلی قلم سے نیچے اردو ترجمہ پھر معانی مشکل الفاظ وحل نکات اور شرح حصہ اول عہ دوم عہ سوم عہ ہر حصص وی پی ۱۲/ سے چہارم عہ

الہلال بک ایجنسی کی کتب نادرہ

الفرقان بین اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان:- دنیا میں دو مختلف قوتیں ہیں خیر و شر حق و باطل نور و ظلمت عوام کو اُنکی تمیز میں دھوکا ہوتا ہے؛ امام الہند حضرت مولنا ابو الکلام آزاد نے کتاب ہذا میں اِن دو متضاد قوتوں کے خصائص و اعمال اور ان اعمال کے نتائج و عواقب کی حقیقت پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے؛ اور خالص قرآنی نقطۂ خیال سے اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے؛ لیکن بحالات موجودہ اسکی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے؛ قیمت ۲/

تذکرہ:- مطبوعہ البلاغ پریس کلکتہ - مستقل تصنیف امام الاحرار قیمت بلا جلد سے؎ مجلد للعہ محصول ۸/

القول المتین فی تفسیر سورۃ والتین:- مصنفہ امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد قیمت ۸/

تاریخ آل عثمان:- سلطنت ٹرکی کے ۳۶ بادشاہوں کے مفصل حالات معہ آٹھ رنگین تصاویر قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

انوار القرآن:- کتاب ہذا میں مسلمانوں کے حالات حاضرہ کی تباہ حالی؛ اُفتادگی اور تمام گمراہیوں اور بربادیوں کی اصل بنیاد تعلیم قرآن کریم سے بے بہرہ ہونا بتلایا گیا ہے؛ اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے؛ کہ رُوحانیت - مساوات - حریت اخوت عدل اتحاد و ایثار کے جو بینظیر نمونے تعلیم قرآن کی وجہ تاریخ اسلام نے قرون اولیٰ میں پیش کئے ہیں اگر ہم اُنہیں اپنے لئے مشعل ہدایت بنالیں تو ہم بھی دُنیا کی بہترین قوم بن کر اُسی زمانہ کو تازہ کر سکتے ہیں؛ قیمت آٹھ آنہ

خزینۃ المیراث:- یہ تقسیم ترکہ وراثت کے متعلق ایک بینظیر و جامع کتاب ہے؛ ابتدا میں مسئلہ میراث کی مختصر تشریح کر دی گئی ہے؛ پھر مختلف جداول میں تمام ممکن الوقوع صورتوں کی تقسیم ترکہ مطابق قرآن و احادیث کر دی گئی ہے مسئلہ میراث کی ہر صورت کتاب ہذا سے اس طرح آسانی سے دیکھی جا سکتی ہے؛ جسطرح جنتری سے تاریخ بالخصوص ائمہ مساجد علماء اور وکلاء کو ریڈی ریفرنس کا کام دیگی قیمت اڑھائی روپیہ (عـہ) محصول ۸/

ملنے کا پتہ:- الہلال بک ایجنسی — حلقہ نمبر ۲۴ اندرون شیرانوالہ دروازہ — لاہور

ان الدین عند اللہ الاسلام

روداد عمل

جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونہ

حصہ دویم متعلق بہ

دعوت و تبلیغ بمبئی، مہاراشٹر و پنجاب

محررہ

محی الدین احمد بی۔ اے۔ قصوری۔ ناظم جمعیت

باہتمام سردار چرن سنگھ صاحب پرنٹر ہندوستانی پریس لاہور ریلوے روڈ سے چھپا

جمعیّت ہٰذا کی تاسیس

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ

کتاب وسنت کے مطالعہ اور حالات حاضرہ کا مشاہدہ سے جن کا ایک مختصر سا خاکہ اس رپورٹ کے پہلے حصّہ میں پیش کیا جا چکا ہے۔ طبیعت اس نتیجہ پر پہنچی کہ نصرانیت کا موجودہ استیلا ایک بہت بڑی حد تک ان کی تبلیغی کوششوں کا کرشمہ اور مسلمانوں کا تنزل جذبۂ تبلیغی کے کم بلکہ فنا ہو جانے کا نتیجہ ہے، پس طبیعت تمام چیزوں سے بیزار ہو کر صرف اس ایک امر پر جم گئی۔ کہ آئندہ زندگی کا نصب العین صرف دعوت و تبلیغ اسلام ہونا چاہیئے، لیکن اپنی بے بضاعتی بھی معلوم تھی۔ ہندوستان کے طول و عرض میں نظر دوڑائی تو اپنے ہاں کوئی ایسی جماعت نظر نہ پڑی جس کا نصب العین خالصتہً یہی مشغلہ دینی و ملّی ہو۔ پھر اس فکر میں چند دن صرف کیئے کہ اگر طبقہ علمائے عظام یا ہندوستان کا کوئی دوسرا نامور مسلمان اس امر پر کمربستہ ہو جائے تو اُس کے ساتھ مِلکر کام کرنے میں شاید اپنی دیرینہ آرزؤں کے پورا کرنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے لیکن یہ بھی نظر بحالات غیر ممکن معلوم ہُوا۔ بلکہ حالات میں ایسی تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہو گئیں، کہ اکثر اکابر اسلام اور اعاظم اُمّت تا طبیتہً بعض دوسرے مقاصد کے حصول کی جد و جہد میں جو بجائے خود اسی درجہ ضروری تھے مصروف ہو گئے، جس سے اس اُمید کے پورا ہونے کا خیال آئندہ بھی مدید مدّت تک کے لئے ایک امر غیر ممکن الحصول نظر آنے لگا۔ حضرت مولٰنا ابو الکلام آزاد وہ واحد بزرگ تھے، — جنہوں نے ہندوستان میں ۱۹۲۶ء میں اس کام کی بنیاد ڈالی تھی جو اُن کی نظربندی کے باعث اُس وقت رہ گیا تھا یہی وجہ ہے کہ جب اُن سے اس کام کے متعلق استصواب کیا گیا تو اُنہوں نے نہ صرف بخوشی اجازت ہی فرمائی۔ بلکہ اس امر پر اصرار فرمایا کہ بلا انتظار مزید اس کار خیر کو شروع کر دیا جائے اور کام کی عظمت کے مقابلہ میں اپنی ہمتوں کی کوتاہی اور قابلیتوں کی کمی کو کبھی بھی خاطر میں نہ لایا جائے۔ اور

باوجود اپنی شدید کوتاہ فرصتیوں کے ہرممکن مشورہ سے اعانت اور بصورت تبدیل حالات اس جماعت کی پوری راہنمائی قبول فرمانے کا پختہ عہد بھی فرمایا فجزاہ اللہ احسن الجزاعلیٰ ذلک۔

چنانچہ فروری سنہ ۵ تاریخ کو اللہ کے چند عاجز بندوں نے جن میں سے کوئی بھی نہ تو میدان علم میں کوئی ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور نہ اقلیم دولت و ثروت میں نمایاں و مشہور تھا، اسی کے نام پر اس کام کو شروع کر دیا۔

اوّلیّت وسبقت بالخیر

اس مبارک کام کی بنیاد محترم بزرگوار مولوی محمد عبداللہ صاحب کے مبارک ہاتھوں سے پڑی جنہوں نے اپنی ملازمت کو فوراً خیرباد کہہ کر اس کام کو شروع کر دیا۔ اور جلدی ہی لاہور میں ایک خاص سرعت کے ساتھ کام شروع ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں خدائے بندہ نواز نے رفقائے عمل کی ایک چھوٹی سی جماعت جمع فرما دی جس نے محض قوت لایموت پر اس مقدس کام کا بوجھ اٹھا لیا اور پنجاب کے چند اضلاع میں بیک وقت کام شروع ہو گیا۔

ایک تو ابتدائے کار دوسرے مخلص کارکنوں کا اپنے اپنے حلقوں اور علاقوں میں رہ کر محض برائے نام وظائف پر جمعیت کے مقاصد کی تکمیل و تحصیل کی ذمہ داری اٹھانا قدرۃً پہلے کچھ عرصہ تک کام میں ایک قسم کا تفرق و انتشار رہا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلدی کام میں بہت سی اصلاحات ہو گئیں۔

مجلس ہذا کے وظائف اصولاً دوگونہ ہیں۔ اصلاح اور دعوت وظائف اصلاحی کا تعلق خالصاً مسلمانوں سے تھا، کہ جس قدر آلودگیاں اور غلاظتیں مسلمانوں کے تمام حصص و شعب زندگی میں جمع ہو گئی ہیں۔ اُن سے اُن کو پاک کرنے کی کوشش کی جائے۔

وظیفہ دعوت کی غرض و غایت فقط یہ ہے کہ قرآن حکیم کی دعوت کو تا حد استطاعت تمام غیر مسلم دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، جو یا تو بوجہ جنبیت زبان یا بباعث مخالفانہ لٹریچر کے زبردست شیوع کے اسلام سے پوری نفرت حاصل کر چکی ہے۔ اور وہ اسلام کو معاذ اللہ ایک وحشیانہ دستور العمل سمجھنے لگ گئی ہے اور ہندوستان میں بالخصوص ان آٹھ کروڑ انسان نما حیوانوں کو بھی اسلام کی برکات۔ مساوات کاملہ، مسالمت تامہ، شرافت عالیہ اور فطرت انسانی کو جملہ ماسوی اللہ سے بلند و بے نیاز کر کے اُس کو اس کے اصلی ملکوتی رنگ میں لانے والی تعلیم حقہ سے

مستفید ہونے کا پورا موقعہ دیا جائے۔ جن کو ہندوستان کے ہندو مسلمانوں نے یکساں طور پر نہ صرف قطعاً ترک کر رکھا ہے، بلکہ اُن کو اس انسان نما حیوانی حالت میں رہنے پر مجبور بھی کر رکھا ہے۔ اور یہ دکھلا دیا جائے۔ کہ عزّت و شرف اصلی بات اخلاقی اور اعلےٰ زندگی کے ساتھ مشروط ہے۔ اور کسی حسب نسب اور ذات پات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

کام کو شروع کرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور پیش نظر رکھ لئے گئے جو گویا جمعیّت ہٰذا کے مقاصد سمجھنے چاہیں اور جو اصلاح یا دعوت کا کوئی نہ کوئی عظیم الشان پہلو لئے ہوئے ہیں۔

(۱) قرآن حکیم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا بلاقید مذہب و ملّت اور بلا شرط زبان و قومیّت اس سلسلہ میں قرآن مجید کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانا، اس کی تعلیمات پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالنا، مضامین قرآنی کی لکچروں اور تقریروں کے ذریعہ سے اشاعت اور مختلف دیار و امصار میں قرآن مجید کے دروس کا جاری کرنا یہ بڑے بڑے امور پیش نظر رکھ لئے گئے۔

(۲) مسلمانوں کی عملی اصلاح۔ ارکان اسلامی مثلاً نماز وغیرہ کو ان میں قائم کرنا اور شرک بدعات اور رسوم قبیحہ کو جو ان کے جسم قومی میں مثل خون کے دائر و ساری ہو چکی ہیں۔ دور کرنا۔

(۳) لاوارث یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کا تبلیغ و اشاعت کے لئے تیار کرنے کی غرض سے انتظام کرنا۔

(۴) صحیح اسلامی لٹریچر اور اسلامی تاریخ کا تیار کرنا اور مسلمانوں میں پھیلانا۔

(۵) غیر مسلم بھائیوں بالخصوص ہندوستان کی اچھوت اقوام کی اصلاح اور اسلام کی برکات دنیوی و اُخروی سے فیضیاب کرنے کی ہمہ تن کوشش کرنا۔

(۶) بشرط گنجائش و استطاعت مصیبت زدہ نوع انسانی کی بالعموم اور گرفتار بلا مسلمانوں کی بالخصوص امداد و اعانت۔

ابتداءً لاہور کو مرکز قرار دیکر مسلمانوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی گئی اور زیادہ توجہ خاص لاہور اور پنجاب کے شرقی اضلاع کی طرف رہی۔ لیکن بعد میں لاہور، گوجرانوالہ، ہوشیارپور، جالندھر، گجرات، لائلپور، فیروزپور، امرتسر، سیالکوٹ، گورداسپور، منٹگمری، گوڑگانواں، کرنال، کانگڑہ میں وقتاً فوقتاً اور لاہور، فیروزپور، گوجرانوالہ، ہوشیارپور، کانگڑہ، سیالکوٹ اور اب ریاست کشمیر و جمّوں میں بفضلہ مستقل طور پر کام ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔

اگرچہ بعض مقامات میں سخت مشکلات کا سامنا ہوا اور کئی مبلّغین نے اُن کے مقابلہ

ہیں ہمت ہار دی اور کام چھوڑ کر چلے گئے۔ تاہم ہر وقت کوشش رہی کہ جو آدمی اہل نظر آئے۔ اس کی خدمات سے فوراً فائدہ اُٹھایا جائے۔ عربی مدارس اور انگریزی کالجوں کے طلبا وغیرہ سے ملکر اس ضرورت کو اُن کے ذہن نشین کیا گیا۔ اور کام کو جاری رکھنے کے لئے کوشش کی گئی۔

کام کے ضروری ضروری پہلو یہ تھے۔

اضلاع مذکورہ میں مبلغین بھیجکر مواعظ و خطب کے ذریعے مسلمانوں کو اخذ و تمسک بالقرآن کی طرف پوری قوت کے ساتھ متوجہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں متعدد مقامات مثلاً مزنگ (لاہور) فیروزپور اسلامیہ کالج (لاہور) لائل پور، جلالپور جٹاں (ضلع گوجرانوالہ) جالندھر میں دروس قرآنی شروع کئے گئے اور اسلامیہ کالج لاہور، جالندھر، جلالپور جٹاں میں ابھی تک یہ سلسلہ بفضلہٖ جاری ہے۔

اسی سلسلہ میں اُن رسوم کی بیخکنی کی کوشش بھی برابر جاری رہی جو مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہیں مثلاً بیاہ شادی وغیرہ پر اسراف و تبذیر یعنی بلا ضرورت بے محل مصارف وغیرہ چنانچہ جن جن مقامات پر کام کرنے والی کمیٹیاں موجود ہیں وہاں پوری قوت کے ساتھ کوشاں ہیں۔

مختلف مقامات پر مسلمانوں میں جماعتی نظام پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی۔ چنانچہ بحمداللہ بہت سے دیہات میں مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں ایسی پیدا ہو گئیں جنہوں نے وہاں کے مسلمانوں کی اصلاح میں پوری کوشش کی۔ کئی ایک اشاعت اسلام کمیٹیاں بھی قائم ہو گئیں۔ جن میں اشاعت اسلام کمیٹی جالندھر، حافظ آباد، نصرۃ الاسلام مویاں ضلع ہوشیار پور۔ انجمن اشاعت اسلام شرقپور، دسوہہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں سے جالندھر کمیٹی بلحاظ کام کی سرگرمی کے ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی دو جداگانہ رپورٹیں بھی چھپ کر شایع ہو چکی ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے بوجہ مولوی عبدالحق صاحب عباسی جالندھری کے الگ ہو جانے کے اس کی عملی حالت بہت کچھ کمزور ہو گئی ہے۔ لیکن موریاں ضلع ہوشیارپور، دسوہہ ضلع ہوشیارپور، شیرانوالہ دروازہ لاہور کے محلہ کی اور شرقپور کی کمیٹیاں بفضلہ تعالےٰ بدستور سرگرم عمل ہیں۔

ایسی ہی جماعتوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو جملہ ارکان اسلامی مثل نماز، روزہ وغیرہ کی بہ پابندی ادائیگی کی تحریض و ترغیب بھی دلائی جاتی رہی اور ان مقامات کے علاوہ جہاں

انجمن اشاعت اسلام کی شاخیں قائم ہوئیں۔ متعدد مقامات پر جمعیۃ الصلوٰۃ نام کی کمیٹیاں بھی قائم کی گئیں۔ چنانچہ خانپور ضلع ہوشیار پور، دھرم سالہ ضلع کانگڑہ، بلووال، رینان کوٹلی موولہ ضلع سیالکوٹ میں ایسی جماعتیں پوری سرگرمی کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔

علاوہ پنجاب کے ان پندرہ اضلاع میں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے مواعظ کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے بعض طول طویل سفر بھی بغرض اشاعت اسلام کئے گئے۔ ان طول طویل اسفار کی غرض یہ تھی۔ کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے حالات کا مشاہدہ و مطالعہ کیا جائے اور آئندہ کے کام کے لئے میدان پیدا کیا جائے۔ چنانچہ کانگڑہ، شملہ اور اخنور (ریاست کشمیر) کا پورا چکر ایک مرتبہ خود عم مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے لگایا اور شملہ کا دوسرا چکر مولوی محمد علی مبلغ جمعیت نے لگایا۔ اگر سخت سردی اور موسمی بارشیں مانع نہ آتیں تو شاید اس امر کا سلسلہ بہت طویل ہو جاتا۔ اور نتائج بھی بہت خوشگوار ظاہر ہوتے۔ لیکن انہی دو موانع کی بناء پر اس سلسلہ سفر کو آئندہ پر ملتوی کرنا پڑا۔ شملہ اور شملہ کی ملحقہ پہاڑیوں میں مشہور مسٹر سٹوکس کئی مرتبہ چکر لگا چکے ہیں اور پہاڑی وحشی اقوام میں سے سینکڑوں اور ہزاروں لوگ مذہب عیسوی میں داخل ہو چکے ہیں۔

ضلع کانگڑہ کا دوسرا چکر مولوی عبد الجلیل صاحب نے لگایا۔ جو بلحاظ نتائج نہایت ہی کامیاب رہا اس علاقہ میں بہت سی ایسی قومیں آباد ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں لیکن اسلام کے معتقدات بلکہ کلمہ تک سے بے خبر ہیں۔ بعض اچھوت اقوام بھی موجود ہیں۔ جن کو نگلنے کی کوشش بہت سی جماعتیں کر چکی ہیں۔ خود آریہ سماج اپنا پورا زور ان اقوام کو لینے پر صرف کر چکی ہے۔ مگر کامیاب نہیں ہوئی۔ اب جمعیّت ہذا کی طرف سے دو مستقل مبلغ اس ضلع میں کام کر رہے ہیں۔ امید ہے عنقریب نہایت ہی نمایاں نتائج پیدا ہونگے۔

ان کے علاوہ اضلاع گورداسپور، کرنال، گوڑگانواں، لائل پور، اور ہوشیار پور کے ملحقہ کوہ دہات کے چکر وسیع پیمانہ پر ہمارے مبلغین نے لگائے۔ اور علاوہ متذکرۃ الصدر امور کے مختلف اصلاحی امور میں کوشش کی۔ جس میں سے بعض زیادہ اہم کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

پنجاب کے صاحب ثروت مسلمانوں خصوصاً زمینداروں میں بدقسمتی سے ہندوں کی دیکھا دیکھی یہ رسم جڑ پکڑ چکی ہے کہ وہ لڑکیوں کو وراثت سے محروم رکھتے ہیں گویا کہ لڑکی کا لڑکی ہونا ہی اُس کی بدقسمتی کے لئے کافی ہے۔ جمعیت کے مبلغین جس جس گاؤں میں گئے

اُنہوں نے لوگوں کو اپنی جایداد کو شرعی طور پر تقسیم کرنے پر آمادہ کیا۔

ہمارے مبلغین نے قرآنی ہدایت کے بموجب تمام اسلامی وہیات میں "ما انزل اللہ" کے مطابق اپنے تمام تنازعات کو تصفیہ کرنے یا کرانے کی آواز بلند کی۔ غیر اسلامی عدالتوں کی مضرتیں لوگوں کے ذہن نشین کیں اور اُن کو بتلایا کہ دینی اور دنیوی دونو بربادیوں سے بچنے اور فوز و فلاح کی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے یہ امر ازبس ضروری ہے کہ مسلمان اپنے کسی جھگڑے کو کسی دنیوی عدالت میں نہ لے جائیں۔ گو وہ بظاہر کیسی ہی دلفریب اور خوشنما نظر آتی ہو۔ جمعیت کے پروگرام میں یہ چیز روز اوّل سے داخل ہے۔ اور اس کے کارکنوں نے ہمیشہ اسے نہایت ہی اہم سمجھا ہے کیونکہ "ما انزل اللہ" کے مطابق فیصلہ کرنے یا کرانے سے گریز باصطلاح قرآنی صریح کفر ہے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ۔

اس کے علاوہ ایک بہت ہی بڑا کام جو پنجاب میں ہوا ہے وہ بعض مقامات پر پرائمری اور دینی مدارس کا قیام ہے مسیحی مشن کا جو زبردست جال ہمارے ملک میں پھیلا ہوا ہے اس کا اجمالی تذکرہ رپورٹ ہذا کے پہلے حصّہ میں آ چکا ہے۔ ان کے پروپیگنڈا کا ایک زبردست ذریعہ مشن سکول ہیں۔ جو لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جداگانہ مختلف مقامات پر حسب اقتضائے مقام کھولے جاتے ہیں۔ ان سکولوں کے جو نقص اور خراب اثرات قوم میں پیدا ہو رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن اُن کے بدترین نتائج وہیں دیکھے جا سکتے ہیں۔ جہاں کوئی کامیاب مشن گرل سکول چل رہا ہے۔ پس ایسے مقامات پر جہاں زنانہ مشن سکول چل رہے ہیں ہمارا یہ ناگریز فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہاں کے لوگوں کو ان سکولوں کے خطرناک مہالک کی طرف متوجہ کریں لیکن تعلیم کا جو زبردست احساس اور ضرورت لوگوں کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ اپنی لڑکیاں مسیحی اساتذہ کے حوالہ کر دیں جب تک اس کا کوئی خاص انتظام جمعیت کی طرف سے نہ کیا جائے اس سمت میں کامیابی مشکل ہے۔ اس لئے کبھی بعض مقامات پر مدارس کا جمعیت کی طرف سے افتتاح ناگزیر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ کئی ایک مدارس کا افتتاح صوبہ پنجاب میں جمعیت کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے۔ کئی مبلغ کام کی مشکلات سے خائف و ہراساں ہو کر کام کو چھوڑ گئے۔ تمام ایسے سکول جاری نہ رہ سکے۔ جاری کردہ سکولوں میں اس امر کا لحاظ رکھا جاتا تھا کہ عربی تعلیم اور علوم رسمیہ دونو ساتھ ساتھ جاری رہ سکیں۔ صرف ان جاری کردہ سکولوں

ہیں سے جن کی تعداد قریباً دس بارہ تک جا پہنچی تھی۔ اس وقت صرف پانچ سکول چل رہے ہیں۔ اور ایسی اچھی حالت میں چل رہے ہیں۔ کہ اُن کے آئندہ چند سالوں میں خاص ترقی کر جانے کی قوی امید ہے وَالْاَمْرُ بِیَدِ اللّٰہِ۔

ان پانچ سکولوں میں دو زنانہ سکول ہیں اور باقی ماندہ تین لڑکوں کے۔

زنانہ مدارس:- ایک زنانہ مدرسہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ یہاں مسیحی مشن نے ایک گرل سکول کھول رکھا تھا۔ اور چونکہ اور کوئی انتظام لڑکیوں کی تعلیم کا وہاں پر نہیں تھا اس لئے تمام مسلمان اپنی لڑکیوں کو اُسی مشن سکول میں بغرض تعلیم بھجواتے تھے جمعیت کے سکول کے کھُل جانے سے لوگ اس طرف رجوع ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں مشن سکول جہانتک مسلمان لڑکیوں کا تعلق تھا بالکل خالی ہو گیا۔ چنانچہ جلدی ہی مشن کو یہ سکول بالکل بند کر دینا پڑا۔

دوسرا اسکول خانپور ضلع ہوشیارپور میں پوری کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ یہ مکیریاں ریلوے سٹیشن سے ۶ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے یہاں ایک بچوں کا سکول مقامی انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے جاری ہے۔ جس میں پرائمری کے بعد متداول عربی کتب دینیات بالخصوص حدیث و تفسیر پڑھائی جاتی ہیں۔ زنانہ مدرسہ کی سخت ضرورت تھی اس ضرورت کو جمعیت ہذا نے پورا کر دیا۔ جو معلمہ اس مدرسہ میں کام کر رہی ہے۔ وہ علاوہ دینیات وغیرہ سے بخوبی واقف ہونے کے ترجمۃ القرآن جانتی اور قرآن مجید کی حافظہ بھی ہے۔

لڑکوں کے سکول:- (۱) جلالپور بھٹیاں ضلع گجرات میں یہ مدرسہ جمعیت کی طرف سے جاری ہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ نہایت ہی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

(۲) پنڈوری کلاں ضلع گوجرانوالہ میں جمعیت کا دوسرا اسکول پوری کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ ایک ادنے اثر اس مدرسہ کا یہ ہوا کہ مقامی مشن سکول جو کئی سالوں سے کامیابی کیساتھ چل رہا تھا بالکل بند ہو گیا ہے۔

(۳) تیسرا اسکول موریاں ضلع ہوشیارپور میں قائم ہے۔ یہاں کے لوگ بہت باہمت ہیں سکول بھی بفضلہ پوری رونق پر ہے گذشتہ سال یہاں کے بھائیوں نے ۱۲۰ روپیہ کا غلہ بھی فراہم کر کے جمعیت ہذا کی امداد کے لئے لاہور روانہ کیا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

یہ سب سکول سردست پرائمری تک ہیں لیکن تعلیم القرآن ان کا ایک لازمی جزء ہے۔ پرائمری کے بعد یہ مدارس تبلیغی مدارس کی شکل اختیار کرلینگے۔ اور طلبہ اس طور پر تیار کئے جائینگے کہ وہ مبلّغ بن سکیں۔ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ۔

پونا کی طرف صدر مرکز کا انتقال

اور

وسطی وجنوبی ہند میں کام کا اجراء

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ابتداءً صرف اصلاحی امور کی طرف توجہ کی گئی اور نظر بہ حالات یہ ضروری بھی تھا۔ کہ دعوتی امور میں جب تک اپنے بھائیوں کا تعاون اور اشتراک عمل نہ حاصل کیا جاتا، کامیابی محال تھی۔ اور بھائیوں کے اشتراک وتعاون کیلئے ضروری تھا اُن سے تعارف اور اُن کی اصلاح۔ لیکن مختلف مسیحی جماعتوں کی مطبوعہ روداد کے مطالعہ سے جو اس ملک میں کام کر رہی ہیں اور اضلاع کانگڑہ کے دورہ سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ جمعیت کو دعوتی امور کی طرف بہت جلد متوجہ ہونا چاہیے۔ اس غرض کیلئے چونکہ وسطی اور جنوبی ہندوستان کا میدان بہت ہی زیادہ ضروری اور وسیع نظر آیا۔

اس واسطے مئی جون ۱۹۲۱ء میں بمبئی میں نقل مکانی کی گئی۔

وسطی اور جنوبی ہندوستان کی حالت

دعوتی کام کی ضرورت اور اہمیت

گو پنجاب میں بھی ایسے مسلمان بکثرت موجود ہیں۔ جو مبادیات اور معتقدات اسلام تک سے ناآشنا ہیں۔ مثال کے طور پر ضلع کانگڑہ اور ضلع ہوشیارپور کا کوہستانی علاقہ پیش کئے جا سکتے ہیں۔ خود ضلع شیخوپورہ میں ہمارے مبلّغین کو بعض ایسی اقوام سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو اپنے آپ کو شافعی سمجھتے ہیں لیکن اپنا مذہب اسلام نہیں بتلاتے اور کلمہ تک سے بے خبر ہیں ان کے علاوہ اچھوت اقوام بھی بہ تعداد کثیر پائی جاتی ہیں لیکن جنوبی اور وسطی ہندوستان تو اس قسم کے مسلمانوں اور

اچھوت اقوام کا گویا اصلی گھر ہے۔

اچھوت اقوام کی تعداد اس وقت ہندوستان میں چھ اور آٹھ کروڑ کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔ ان میں سینکڑوں ہزاروں اور بطور ندرت لاکھوں کی تعداد تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں نظر آتی ہیں۔ لیکن کروڑوں کی تعداد دیکھنی مطلوب ہو تو وسطی اور جنوبی حصص ملکی کی طرف ہی جانا پڑتا ہے۔ پس اس سمت میں کام کرنے کے لئے محولہ حصص ملکی ہی کی طرف توجہ کرنا ضروری اور نتیجہ بخش معلوم ہوا۔

اسلامی لحاظ سے بھی یہ حصے مسلمانوں کی عظیم الشّان کوشش اور زبردست توجہ کے لائق ہیں جنوبی ہندوستان بالخصوص مہاراشٹر کے مسلمانوں کی زبون حالی اور پریشانی بقیہ ہندوستانی مسلمانوں سے اس لئے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ کہ جہاں دوسرے مسلمانوں کی محکومی اور غلامی کا دور انگریزی حکومت کے ابتداء کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ وہاں مہاراشٹر اور بعض جنوبی حصوں کے مسلمان اس سے سالہا سال پہلے سے مرہٹوں اور پیشواؤں کی حشر انگیزیوں اور ظلم آرائیوں کا تختہ مشق بنے رہے ہیں پس اُن کی اخلاقی اور مذہبی حالت ناقابلِ بیان ہے۔

اس وقت بھی جبکہ انگریزی حکومت کی مساوات کی لن ترانیاں ہانکی جا رہی ہیں غریب و مظلوم مسلمانوں کے لئے ایک گونہ پیشوائی حکومت ہی قائم ہے۔ مہاراشٹر کے برہمن تعصّب اور مذہبی جنون کا بدترین نمونہ ہیں۔ فی الحقیقت جو قوم ناجائز قومی پاسداری کے روگ میں اس درجہ مبتلا ہو کہ وہ دوسری ہندو اقوام (مثلاً مرہٹہ قوم) کو کوئی قومی سٹیٹس دینا پسند نہ کرتی ہو اس سے مسلمانوں کے لئے کس خیر اور کس بھلائی کی امید ہو سکتی ہے۔

بہر حال نتیجہ اس تسلط کا یہ ہوا ہے کہ مسلمان قوم مہاراشٹر میں دماغی طور سے بھی قریباً بالکل فنا ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ دماغی اصلاح اور ذہنی ارتقاء کے لئے بھی سالہا سال کی محنت اور لاکھوں روپیہ کی ضرورت ہو گی۔

مذہبی حالت اس سے زبون تر ہے۔ شرک و بدعات اور رسوم قبیحہ کا تو ذکر ہی کیا کہ یہ چیزیں اس دور انحطاط اسلامی میں اب کسی دیکھنے والے کی حیرت کو برانگیختہ نہیں کر سکتیں اور اس میں مہاراشٹر و بمبئی اور پنجاب و یوپی سب برابر کے شریک ہیں۔ الّا ماشاء اللہ و قلیل ماہم مہاراشٹر، بمبئی کے بعض حصص اور مدراس میں تو وہ مسلمان آباد دکھائی دیتے ہیں۔ جن کو سوائے اس کے کہ وہ "لفظاً" مسلمان جانتے ہوں اور کسی چیز کی خبر نہیں۔ بمبئی اور گجرات کے بعض حصص میں

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں۔ لیکن اُن کو یہ خبر نہیں کہ حنبلی مسلمان ہوتے ہیں۔ اُن کے نام تک ہندوانہ ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے ایک شخص کا ہندوانہ نام بدلکر جب عبداللہ نام رکھا گیا۔ تو اُس کی تمام برادری نے اُس سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرلیا۔

مہاراشٹر کی حالت

ستارہ کے ضلع میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے مسلمان بس رہے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ پر اُن کو مطلقاً اسلام کی کچھ خبر نہیں یہانتک کہ اُن میں سے ایک شخص سے جب یہ سوال کیا گیا۔ کہ وہ کون ہے اور اُس نے اس کے جواب میں "مسلمان" کہا تو اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا۔ بجائے اسکے کہ وہ کلمہ شریف پڑھ دیتا وہ اندر چلا گیا اور اندر سے روئی دھننے کی دھنی اُٹھا لایا اور کہنے لگا کہ "اگر میں مسلمان نہیں تو میرے گھر میں یہ کیوں پڑی ہے"

اس طرح سینکڑوں لوگوں کے پاس بت اور پتھر کی مورتیاں ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ اور جب عبادت کا جذبہ اُن پر غالب ہوتا ہے۔ تو وہ اُن مورتیوں کو نکالکر پوج لیتے اور اُن کی طرف سجدے بھی کر لیتے ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اُن کی طرف عدم توجہی اور بے اعتنائی برتی اور توجہ کرتا بھی کون ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند +

اور یہ لوگ روز بروز اپنی بت پرستی میں بڑھتے بڑھتے گیا ماکہ اپنی ہمسایہ قوم میں مدغم ہوتے گئے۔

تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پرتاب گڈھ کے مشہور قلعہ میں (یہ موضع ضلع ستارہ ہی میں واقع ہے) سیواجی نے افضل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ کا محاصرہ کرلیا اور اُن کو اُس مشہور فریب کاری سے جس کو تاریخ ہندوستان کا ہر پڑھنے والا جانتا ہے۔ شہید کیا اور خان شہیدؒ کی فوجوں کو بے دریغ و بلا امتیاز خوردو کلاں اور زن و فرزند قتل کرنا شروع کیا تو اُن میں سے بعض نے بھاگ کر گردو نواح کے دیہات میں پناہ لی اور جان بچائی۔ حالات نے مجبور کیا اور وہ انہیں کوہستانی دیہات میں رہ گئے۔ یہاں بہت سی اچھوت اور ہندو اقوام آباد تھیں۔ ان پناہ گزینوں نے انہی اقوام میں بیاہ شادیاں کرلیں اور اُن کے بیوی بچّے اُن کے اثرات سے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اُن لوگوں کے وفات پا جانے کے ساتھ اُن نو مسلم عورتوں اور نو ولد بچّوں پہ اسلامی اثرات کا بھی خاتمہ ہو گیا اور یہ آدھے تیتر آدھے بٹیر نیم ہندو نیم مسلمان رہ گئے خان شہید کا مزار اب تک اُن لوگوں کا عام مرجع اور پرستشگاہ ہے۔

یہ اسلام کے اس عظیم الشان اور دائم الحیات معجزہ کا ایک حیرت انگیز ثبوت ہے کہ
اسلام اپنے ضعیف ترین سیاسی قوت کے زمانہ میں سب سے زیادہ پھیلا ہے جس کا اعتراف
مسٹر آرنلڈ نے پریچنگ آف اسلام میں بھی کیا ہے۔

احمد نگر کی حالت:۔ احمد نگر مہاراشٹر کا ایک دوسرا ضلع ہے اور قدیم تاریخی شہر ہے چاند بی بی مشہور اسلامی ملکہ کا پایۂ تخت اور اکبر اعظم کا آماجگاہ رہا ہے۔ اس میں تین سو ساٹھ مساجد ہیں۔ جن میں سے بعض نہایت قابل دید اور مسلمانوں کے عظیم الشان فن تعمیر کی قابل قدر یادگار ہیں۔ کسی وقت میں یہ جملہ مساجد ضرور آباد ہونگی، لیکن اب حالت یہ ہے۔ کہ سو کے قریب تو غیر اسلامی قبضہ میں ہیں ڈسٹرکٹ، پولیس سٹیشن، سول ہسپتال، پبلک لائبریری، ضلع کی کچہری، کلکٹر کا مکان، سرکاری اصطبل، عیسائی مشن کے گرجے، یتیم خانوں کے لئے جو جگہیں منتخب کی گئی ہیں وہ سب اسلامی مساجد ہیں اور مسلمانوں کی بے حسی اور دین سے تغافل پر ماتم کر رہی ہیں۔ کوئی ٹس سے مس تک نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ بیسیوں ایسی مسجدیں ہیں جہاں پرندوں نے بسیرا کر رکھا ہے۔ اور کئی ایسی بھی ہیں کہ اُن کی رونق بندروں اور دیگر صحرائی جانوروں سے ہے ان کا پیشاب پاخانہ وغیرہ انہی مساجد میں ہوتا ہے۔

قریب قریب یہی حالت مہاراشٹر کے تمام اضلاع کی ہے۔

مدراس کی حالت

صوبہ مدراس میں کل بیس لاکھ مسلمان آباد ہیں جن میں سے دس لاکھ کے قریب صرف ملیبار میں ہیں۔ اور باقی تمام صوبہ میں بکھرے ہوئے ہیں۔ حالت غربت و ناداری کی ناقابل بیان ہے اچھوت اقوام لاکھوں کی تعداد میں عیسائی ہو چکی ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ بڑھتی ہوئی قوت کے ساتھ جاری ہے۔ ہندوؤں میں تعلیم بہت زیادہ اس کے بالعکس مسلمان دینی و دنیوی تعلیمات دونو سے قطعاً بے بہرہ۔

حیدر آباد: گو اسلامی ریاست ہے لیکن صرف اس لئے کہ اس کا تاجدار ایک مسلمان ہے۔ ورنہ تعلیمی، اقتصادی، عمرانی ہر لحاظ سے ایک ہندو ریاست ہے۔ ملک میں لاکھوں اچھوت بستے ہیں، جن کو مسیحی کارکن جماعتیں بسرعت برق نگل رہی ہیں گذشتہ چند ماہ ہی میں قریب قریب بیس ہزار آدمی حلقۂ مسیحیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

میسور ٹرانکور کورگ وغیرہ کا حال اُس سے بھی زبون تر ہے۔ اور میسور کے متعلق تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ابھی اخبار صحیفوں کی سیاہی بھی اُن کی بدنصیبی اور تباہ حالی کے ذکر سے خشک نہیں ہوئی۔

یہ ایک عام اور نہایت ہی مجمل خاکہ جنوبی وسطی ہندوستان کی حالت کا ہے اور گو یہ مشتے نمونہ از خروارے سے زیادہ نہیں تاہم اس سے یہ بات کافی روشن ہو جاتی ہے کہ جنوبی ہندوستان میں کام کرنا کس قدر شدید ضروری ہے۔

کام کا آغاز اور اُس کی مشکلات

یہی وجوہ تھے جنہوں نے پونہ میں جم جانے کا فیصلہ کر دیا لیکن یہ کام جیسا ضروری اور اہم تھا اُسی قدر مشکلات اور مصائب سے گھرا ہوا بھی تھا۔ اولاً تو ایک ایسا صوبہ جو ہر طرح سے اجنبی تھا رسوم و عادات جدا گانہ اخلاق و اطوار مختلف آداب مجالس، محافل بالکل الگ اور ان سب سے زیادہ تکلیف دہ مشکل یہ کہ زبان بالکل اجنبی اور اس پر طرہ یہ ہے کہ سو سو میل پر زبان بالکل بدل جاتی ہے۔ ستارا میں جو ہمارا مبلغ کام کر رہا ہے اُس کا مرکز چونکہ خود ستارہ تھا۔ جہاں مرہٹی زبان بولی جاتی ہے۔ لہٰذا اُس نے مرہٹی زبان سیکھنا شروع کر دی لیکن مرج سے تین میل کے فاصلہ پر جو ستارہ کا ایک مشہور گاؤں ہے۔ یکدم زبان بالکل بدل جاتی ہے اور لوگ مرہٹی کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ بمبئی کی عام زبان گجراتی ہے لیکن گجراتی مسلمان آپس میں کچھی بولتے ہیں اور ایک پچاس میل کے فاصلہ پر علاقہ کوکن شروع ہو جاتا ہے جہاں کی زبان کوکنی ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر دقت جو ہمارے راہ میں ہر ہر مقام پر پیدا ہے وہ مسیحی جماعتوں کا زبردست کامیاب اور دیرینہ پروپیگنڈا ہے۔ روپیہ کی فراوانی، کارکنوں کی کثرت سالہا سال کا میل جول اور سب سے بڑھ کر حکومت کی اعانت و حوصلہ افزائی ایسے مقابلہ کے ہوتے ہوئے ظاہر ہے۔ کہ کام کس قدر مشکل ہے۔ تاہم متوکلاً علی اللہ شروع کر دیا گیا۔ اور حالات و موانع کے لحاظ سے بفضلہ تعالےٰ کوئی کم کامیاب نہیں رہے۔

ترجمۃ القرآن کے لئے جدوجہد

اور

قابل مسلمانوں کا فقدان

جنوبی ہندوستان میں قابل مسلمان کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے اور جو معدودے چند ہیں اور جن کی تعداد یقیناً انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے وہ سب انگریزی ملازمت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور اس لئے اُن سے کوئی مفید توقع رکھنا یقیناً بے سود ہے یہی وجہ کہ جنوبی ہندوستان کی بے شمار زبانوں میں سے کسی ایک میں بھی کوئی ذخیرہ اسلامی لٹریچر کا موجود نہیں جس کو استعمال کیا جا سکے۔ یا طالبین حق کے سامنے پیش کیا جا سکے پس سب سے پہلے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ قرآن مجید کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔ چنانچہ ہندوستان کی تمام نامور اخبارات میں ایسے مترجمین کیلئے اشتہار دیا گیا۔ قریب دوسو کے درخواستیں موصول ہوئیں جن میں پانچ سے زائد مسلمانوں کی نہ تھیں اور اُن پانچ میں سے ایک بھی ایسی نہ تھی جو دوسری درخواستوں کے مقابلہ میں رکھی جا سکے۔ ناچار برادر عزیز مولوی محمد علی ایم اے کنٹرکٹ سوداگر چرم نے تنہا انگریزی زبان میں قرآن کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اور باقی زبانوں میں اُس کے ترجمہ کو اچھے آدمیوں کے ملنے تک ملتوی کر دینا پڑا۔

بمبئی میں مسلم دار الاقامت کا قیام

اسی سلسلہ میں بمبئی ہوسٹل کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے بمبئی میں رہائش اور خوراک کی مشکلات کا کچھ اُنہی لوگوں کو علم ہو سکتا ہے، جن کو وہاں جانے اور رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ غرباء کا تو کوئی حال ہی نہیں خود سرکاری رپورٹس کے مطابق ۳ لاکھ نفوس ایسے ہیں جن کو رہنے کے لئے کوئی مکان نہیں ملتا۔ ہزاروں ہیں کہ بڑی بڑی دکانوں کے برآمدوں اور بڑھے ہوئے چھجوں کے سایہ میں لیٹ کر رات گذارتے ہیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ایسے بھی ہیں جو سڑک ہی پر پیدا ہوتے سڑک ہی پر بڑھتے اور بوڑھے ہوتے اور پھر سڑکوں ہی پر مر جاتے ہیں۔

یہ بات شاید مبالغہ واغراق سے خالی ہو کہ غرباء مزدور پیشہ لوگوں کے بعد رہائش

اور خوراک کی تکلیف کا بدترین شکار وہ نوجوان ہوتے ہیں جو تعلیمی اغراض کے لئے بمبئی آتے ہیں۔ ان لوگوں کی مصائب کا فسانہ طویل ہے۔ مختصر یوں سمجھنا چاہیئے کہ ان میں سے جو لوگ خوشحال ہیں وہ بھی وائی ایم سی اے وغیرہ میں ان کی تمام عائد کردہ پابندیوں کو قبول کرکے قیام اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ مشن اور ایسی ہی اور سوسائٹیوں کی جانب سے شہر کے مختلف حصص میں ایسے انتظام مکانات وغیرہ کے ہیں۔ جہاں طلباء اخراجات ادا کرکے ٹھیر سکتے ہیں۔ مسلم طلباء کی ان مشکلات سے متاثر ہوکر جمعیّت نے یہ فیصلہ کیا کہ بمبئی میں ایک دارالاقامۃ کھولا جاوے جہاں بیرونجات کے طلبہ قیام کر سکیں اور ان کی مذہبی آگاہی کے لئے ایک مختصر سا درس اس دارالاقامۃ میں ہوا کرے۔

اشتہارات دئے گئے، مختلف طلبہ سے ملاقات کی گئی۔ ان کے پیش کردہ اعتراضات کے جوابات دئے گئے اور شبہات کو دور کیا گیا۔ ان کو یقین دلایا گیا کہ کسی قسم کی پابندیاں متعلق بہ فرقِ مذہبی ان پر عائد نہیں کی جائینگی، ان کے پوچھنے پر ان کو مطمئن کیا گیا کہ کسی قسم کی مداخلت ان کی فیشن پرستی وغیرہ میں نہیں کی جائیگی۔ البتہ جمعیّت ان سے فقط اس امر کا مطالبہ کریگی کہ وہ پوری پابندی کے ساتھ روزانہ کسی ایسے وقت میں جس کو وہ اپنی سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کریں۔ صرف نصف گھنٹہ تک قرآن مجید کا درس سن لیا کریں۔ اور اپنے اپنے طریق پر باقاعدہ نماز ادا کر لیا کریں۔

ایک ہزار روپیہ ماہوار پر بائی کلا کے سب سے زیادہ صاف و فیشنیبل حصہ میں ایک دو منزلہ بنگلہ کرایہ پر لیا گیا۔ ہر قسم کی کوشش طلبہ کو اس ہوسٹل میں لانے کی گئی اور صرف بارہ روپیہ ماہوار کرایہ جس میں مکان کے علاوہ ان کو کھانا پکانے کے تمام ظروف، ملازمین باورچی اور سامان مثل میز کرسی، چارپائی وغیرہ کا مہیّا کرکے دینا بھی شامل تھا طلبہ کو داخل ہونے کی ترغیب دی گئی۔ یہ کرایہ وائی ایم سی اے کے مقرر کردہ کرایہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن صرف درس و صلوٰۃ کی پابندیوں کی بنا پر لڑکوں نے آنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ کہہ کر انکار کیا۔ کہ نماز کی یہ پابندی ادائیگی اور درس کی باقاعدہ حاضری طالبعلمانہ مشاغل کے خلاف ہے۔ تین ماہ کے تلخ تجربہ اور پانچ ہزار سے زائد رقم کے خرچ کرنے کے بعد آخر کار ہوسٹل کو بند کر دینا پڑا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ

یہ اخراجات فی الحقیقت اس قدر گراں تھے۔ کہ اس کا بوجھ جمعیّت اپنی اس ابتدائی حصّہ

میں کسی طرح بھی اُٹھا نہیں سکتی تھی لیکن اللہ تعالٰے نے بمبئی کے ایک فیاض شخص کا سینہ کھول دیا جس نے بغیر اظہار نام اور بغیر خواہش نمود ہوسٹل کے جملہ ماہانہ اخراجات اُٹھا لئے۔

بمبئی کے قیام نے جنوبی ہندوستان بالخصوص مہاراشٹر کے حالات سے زیادہ قریب کر دیا۔ تو اس صوبہ میں مسلمانوں کی حالت خود اس قابل نظر آئی کہ یہاں مسلمانوں کو بچانے کی فوری تدابیر اختیار کی جائیں۔ اس واسطے کسی قریبی مقام پر جو اشاعتی و دعوتی امور کے لئے ایک مرکزی حیثیت اختیار کرنے کی اہلیت رکھتا ہو مستقل مرکز کھولنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس امر کے لئے کوشش شروع ہوئی۔

اسی عرصہ میں جبکہ زمین وغیرہ کی دیکھ بھال پوری سرگرمی سے شروع تھی اور ناسک و پونا وغیرہ مقامات کو دیکھا بھی جا رہا تھا۔ آنریبل ابراہیم ہارون جعفر کی طرف سے عزیز مولوی محمد علی کو ایک چٹھی موصول ہوئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر ہم جیسا کہ ہمارا ارادہ ہے مہاراشٹر میں کام کرنے کا فیصلہ کریں تو پونا کا ایک یتیم خانہ ہماری تحویل میں آ سکتا ہے۔ جو عرصہ کئی سال سے قائم ہے جس کے ماہانہ مصارف ایک ہزار سے کچھ زائد ہیں اور جس کی حالت غیر ذمہ دار اور نا اہل اشخاص کے ہاتھوں اب یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اُن کے نیک دل مینیجنگ ڈائرکٹر اور متولی یتیم خانہ کو مع اس کی تمام جائداد موقوفہ کے مکمل طور پر ہاتھوں میں دے دینے کے لئے تیار رہیں۔

مسلمانوں کی بدبختی اور تنزل کا اندازہ لگانے کے لئے یہ امر بس کرتا ہے کہ یتیم خانہ کے مینیجنگ ڈائرکٹر حاجی علیبی حاجی عثمان کی طرف سے صوبہ کی واحد تعلیمی جماعت بمبئی پراونشل محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی خدمت میں اپیل کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس یتیم خانہ کو اپنے چارج میں لے لیکن یا للاسف و یا للعار کہ وہاں سے بھی یہی جواب ملتا ہے کہ موجودہ حالات کے ہوتے ہوئے کارفرمایان یتیم خانہ کے لئے بہترین راہ عمل یہی ہو سکتی ہے کہ وہ اس کی عنان انتظام خداوندان حکومت کے ہاتھوں میں دے دیں۔ یُقَلِّبُهٗ کَیْفَ یَشَاءُ۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ان حالات کو سنکر طبیعت بے قابو ہو گئی۔ اور گو یتیم خانہ کے حالات جو نہایت درجہ حوصلہ شکن تھے۔ تاہم ایک نیک مسلمان کی ایک رقم کو اس طرح ضائع اور اس سے بھی بڑھ کر ان لاوارث اور یتیم بچوں کو یوں برباد ہوتا ہوا دیکھنا گوارا نہ ہوا جو بڑے ہو کر در اصل قوم کے بہترین افراد بن سکنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

چنانچہ بتوسط آنریبل سیٹھ ابراہیم ہارون حاجی علیبی حاجی عثمان سے گفتگو ہو کر جو اس یتیم خانہ

کے مینجنگ ڈائرکٹر و ناظر انتظامی تھے۔ یہ یتیم خانہ آٹھ جولائی ۲۱ء کو جمعیت کی تحویل میں آگیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی زبردست اور فیصلہ فرما مشیت نے پونا میں جم جانے کا فیصلہ فرما دیا۔

حاجی صاحب موصوف نے نہ صرف یتیم خانہ کی موقوفہ جائیداد ہی جس کی آمدنیہ قریبا ۵۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ (اگرچہ افسوس ہے کہ پچھلے پانچ سال کی جائیداد کا ایک ثلث آمد قریباً ہر سال مجبوراً جائیداد پر خرچ کرنا پڑتا ہے) جمعیت کے حوالہ کر دی بلکہ اپنی جیب خاص سے تین سو روپیہ ماہوار کی مستقل اعانت یتیم خانہ کو عنایت فرمائی یہ وعدہ آج پورے ڈیڑھ سال سے پوری باقاعدگی اور فراخ دلی کے ساتھ پورا کیا جا رہا ہے۔ اور یہ وہ شئے ہے۔ جو آج امراء میں مفقود ہے اور جس کا حاجی صاحب موصوف ایک عدیم المثال نمونہ ہیں۔

جاری کردہ ترجمۃ القرآن

بمبئی سے پونا منتقل ہو جانے اور کچھ خانگی مصائب و تردداث کی بنا پر جاری شدہ ترجمۃ القرآن وہیں رک گیا۔ سورۃ البقرہ قریب الاختتام تھی۔ لیکن اب یقین ہے کہ یہ سلسلہ دوبارہ جاری ہو جائیگا۔ اور کم از کم سورہ بقرہ تو بہت جلد اختتام کو پہنچکر طباعت کے لئے بھیجدی جائیگی۔ اس سے کم از کم ناظرین ترجمہ کو یہ ضرور معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو ترجمہ جمعیت ہذا مسلم اور غیر مسلم پبلک کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے۔ اس کا طرز ادائے مطالب اسلوب شرح و تفصیل طریق حل مشکلات اور انداز تفسیر کیا ہوگا؟

پونا میں جم جانے کے بعد سب سے پہلے مبلغین کو قریبی اضلاع میں بھیجکر وہاں کی عام حالت کا ایک خاکہ اور مختلف قسم کے اعداد و شمار تیار کروائے گئے۔ جو کام کرنے والوں کے لئے ایک نہایت ہی مفید گائیڈ کا کام دے رہے ہیں۔

ایک نقشہ اس رپورٹ کے اختتام پر منسلک ہے جس میں علاقہ مہاراشٹر کے مبلغین کے اسفار کا تخمینی اندازہ دیا گیا ہے۔ اس میں سکرٹری (راقم الحروف) جمعیت کے سفر بالکل داخل نہیں ہیں۔ میرے اسفار کا زیادہ حصہ بذریعہ ریل طے ہوا ہے۔ لیکن علاقہ ملیبار میں بہت حصہ پیدل بھی ہوا اور کشتیوں پر بھی۔ اگر ان سفروں اور مبلغین کے سفروں کو بھی اس نقشہ میں شامل کر لیا جائے۔ جو علاقہ ملیبار میں کام کرتے تھے۔ تو کم از کم یہ تعداد پچاس ساٹھ ہزار میل تک جا پہنچتی ہے۔

پنجاب کے سفروں کے متعلق چند سطور میں اوپر ذکر آچکا ہے۔ پنجاب کے پندرہ اضلاع

اور ریاست کشمیر وغیرہ کا متعدد بار چکر خود ہزاروں میل بنتا ہے۔ لیکن یہاں امیال شماری مقصد نہیں بلکہ خیال صرف یہ ہے۔ کہ ناظرین رپورٹ کو ایک کمزور سا اندازہ اس بارہ میں ہو جائے۔

مختلف مراکز کا قیام

انہی حالات کی بناء پر یہ ضروری معلوم ہوا کہ پونا کے ضلع میں پونا کے علاوہ ایک اور تبلیغی مرکز بمقام سرور (جو پونا کی ایک تحصیل ہے) کھول دیا جائے۔ ان کے علاوہ احمد نگر اور ستارہ میں بھی ایک ایک مرکز کا افتتاح ناگزیر معلوم ہوا۔ ان دونو مقامات کی حالت اوپر بیان ہو چکی ہے۔

ستارہ میں ایک مزید ضرورت مرکز کے افتتاح کی یہ معلوم ہوئی کہ وہاں اکثر دیہات میں بکثرت ایسے مہنر آباد ہیں۔ جن کے مردوں اور عورتوں کے نام بالکل اسلامی ہیں۔ مثلاً عبداللہ، عبدالرحمن محمد، احمد، یوسف، خدیجہ، عائشہ، فاطمہ وغیرہ۔ ان کے رسوم و عادات تک اسلامی ہیں۔ بلکہ اکثر ان میں کے نماز گذار ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں اور مردار اور حرام اشیاء سے قطعاً پرہیز کرتے ہیں۔ بعض گلستان بوستان شیخ سعدی رحمۃ اللہ کی اور یوسف زلیخا مولوی جامی کی پڑھے ہوئے ہیں۔ اور اسلامی مسائل سے بھی خاصی آگاہی رکھتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جو خود وہاں کے مسلمانوں میں کمیاب ہے۔

باوجود ان حالات کے یہ لوگ بوجہ مسلمانوں کی جہالت اور ان سے سخت نفرت کے عیسائیت میں مدغم ہو رہے ہیں۔

احمد نگر میں بھی عیسائیت کا بہت زور ہے۔ اور اچھوت اقوام ایک خاصی تعداد مسیحی دین اختیار کر چکی ہیں۔

ان تمام حالات کی بناء پر ستارہ اور احمد نگر میں تبلیغی مراکز کھول دئے گئے ہیں۔

مسلمانوں کی جو حالت ان اضلاع میں اوپر بیان ہوئی ہے اس سے بخوبی معلوم ہو رہا ہے، کہ خود اس علاقہ کے مسلمانوں کی اصلاح کی کس قدر ضرورت ہے۔ یہ اصلاح اس لئے بھی بہت زیادہ ضروری ہے۔ کہ مسلمان سخت فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نہ اس قدر وسعت ہے کہ تعلیم حاصل کریں۔ اور نہ دنیوی مجبوریوں کے ہاتھوں اتنی فرصت۔ بالکل صغر سنی میں بچے مزدوری میں لگائے جاتے ہیں۔ تاکہ پیٹ پالنے میں ماں باپ کے معاون بن سکیں اور اس سے بڑھ کر ان کی اصلاح کی اس لئے بھی ضرورت ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے نومسلموں کو اپنے

ساتھ ملاتے ہیں وہ جز بز ہوتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ اصلاحی امور میں ہمارے مبلغین کو باوجود ان کے تعصب کے اس قدر وقت پیش نہیں آئی جس قدر ان کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کہ وہ اچھوت اقوام کے نومسلموں کو اپنے ساتھ ملالیں اور اگر اچھوت اقوام کے نومسلم اپنے پہلے پیشوں کو جاری رکھیں۔ تو وہ یعنی مسلمان اُن سے معترض نہ ہوں لیکن اس سمت میں آج تک کامیابی نہیں ہوئی۔

پس ضروری معلوم ہوا۔ کہ پونہ کے یتیم خانہ کی اصلاح کی جاوے اور اس کو جس قدر ممکن ہو وسعت دی جائے۔ اور احمد نگر اور دوسرے مقامات پر حسب ضرورت بعض مزید یتیم خانے یا خیراتی مدارس جاری کئے جائیں۔ چنانچہ پونہ کے یتیم خانہ کو وسیع کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکیوں کا یتیم خانہ جاری کر دیا گیا۔ احمد نگر میں ایک دوسرا یتیم خانہ بچوں کا کھول دیا گیا اور کئی ایک مقامات جنکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے۔ لوئر پرائمری مدارس جاری کر دیئے گئے۔ جن کی اصلی غرض تو تعلیم القرآن ہے لیکن ساتھ ساتھ علوم رسمیہ کی تعلیم بھی ایک عمدہ نہج اور اصلاح یافتہ طریق پر شروع کر دی پس ان یتیم خانوں اور مدرسوں کے متعلق ذرا تفصیل کے ساتھ یہاں لکھنا چاہتے ہیں۔

پونا کے یتیم خانہ کی پہلی حالت اور جمعیت کے چارج لینے کے بعد اس میں انقلاب

پونہ کے یتیم خانہ کی پہلی حالت

اس وقت یتیم خانہ میں کل ۲۶ لڑکے زیر تربیت تھے۔ اور جیسا کہ کاغذات سے پتہ چلتا ہے کم و بیش ایک ہزار روپیہ کا مستقل خرچ تھا۔

یتیم خانہ کے ساتھ ایک لوئر پرائمری مدرسہ بھی تھا جس میں تین استاذ مقرر تھے۔ اُن کی کل تنخواہ قریباً پون سو روپیہ ۷۵/ تھی۔ جماعت چہارم کے بعد لڑکے میونسپل سکولوں میں بھیجدیئے جاتے تھے۔ اور بعض گورنمنٹ اردو سکول میں بھی تعلیم پا رہے تھے۔ اُن کے کل تعلیمی مصارف بھی یتیم خانہ سے ادا ہوتے تھے۔ اور اس ایک ہزار روپیہ میں شامل سمجھنے چاہئیں۔ گورنمنٹ اردو سکول کی تعلیم مثل پنجاب کے اینگلو ورنیکلر سکولوں کے ہے۔ جہاں ملک کی ورنیکلر (مرہٹی) بالکل نہیں پڑھائی جاتی۔ اور اسی

واسطے صرف مسلمان طلبا یہاں تعلیم پاتے ہیں۔ میونسپل سکولوں میں انگریزی تعلیم بالکل نہیں ہے اور اُن کو ہمارے ورنیکولر مدارس کی طرح سمجھنا چاہیئے۔ بایں تفاوت کہ وہاں فارسی کی بجائے صوبہ کی زبان بھی پڑھائی جاتی ہے۔

مذہبی تعلیم کا فقدان

لیکن جو چیز مسلمانوں کے لئے بمنزلہ روح حیات کے ہے۔ اُس کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ سرکاری سکول اور میونسپل مدارس میں تو کیا انتظام ہوتا خود یتیم خانہ کے اندر بھی اس کے لئے کوئی جداگانہ کوشش بھی نہیں ہوتی تھی۔

بلا مقصد تربیت اطفال

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بچوں کو محض حیوانوں اور پالتو جانوروں کی طرح رکھا جاتا تھا۔ کوئی مقصد اس پرورش سے مہتمم یتیم خانہ ہی کے پیش نظر نہ تھا۔ یتیم خانہ ایک خالی خیراتی پرورشگاہ تھی۔ جہاں مسلمانوں کے بچوں کو ایک مدت تک جس کی میعاد نو دس سال سے بھی بعض اوقات متجاوز ہو جاتی تھی رکھا اور پھر اُن کو بلا کسی خاص کام کے قابل کئے نکال بھی دیا جاتا تھا۔ اعلےٰ شریفانہ مشاغل کی تو توقع ہی فضول ہے یہاں تو کوئی ایسا انتظام ہی نہ تھا۔ کہ لڑکے شکم پروری ہی کے قابل ہو جائیں۔ پچھلا ریکارڈ کہیں مل جائے۔ تو شاید اُس سے اتنا معلوم ہو سکے کہ اتنے لڑکے مڈل پاس کرکے دیہاتی مدارس میں استاذ ہو گئے اور کچھ میٹرک پاس کرکے نکل گئے اور چند جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ کالجوں تک بھی پہنچے۔ اس سے زائد ہیچ۔

لڑکوں کی کیفیت

یتیم خانہ کے ۷۶ لڑکوں میں سے دس یا بارہ تو فی الواقع یتیم تھے۔ باقی لڑکوں میں سے کچھ تو ایسے تھے، جن کے والدین یا قریبی رشتہ دار اُن کے جملہ اخراجات بسہولت ادا کر سکتے تھے۔ اور بعض دوسرے ایسے تھے۔ جن کی عمر اٹھارہ سال سے بڑھ چکی تھی اس لئے ان کا یتیم خانہ ...... میں بطور یتیم کے رکھ کر پرورش کرنا ہر لحاظ سے قابل اعتراض تھا۔

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ اُس کیفیت و حالت کا جس میں یتیم خانہ مذکور جمعیت کے سپرد

کیا گیا۔ ۸ جولائی ۱۹۲۱ء کو اس کا چارج لیکر متوکلاً علی اللہ کام شروع کیا گیا۔

سوا سالہ انقلاب

یتیم خانوں کے قیام کا اصلی مقصد

سب سے ضروری شئے تمام ایسی درسگاہوں کے لئے صحت مقاصد اور دینگی اغراض ہوتی ہے۔ کیونکہ اعمال کی عمارت مقاصد کی نیو ہی پر کھڑی ہوتی ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اور نتائج کا پودا بیج ہی کے کندھوں پر کھڑا ہوتا ہے۔ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔

پس جمعیت ہذا نے یتیم خانہ کا جائزہ لیتے ہی اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ وہ یتیموں کی پرورش صرف اس غرض سے کریگی کہ اس معدن یتیمی میں سے تبلیغ و دعوت کے درشاہوار پیدا ہوں۔ چنانچہ سکرٹری جمعیت راقم سطور ہذا نے تمام یتیموں کے دور و نزدیک کے ورثاء کو بلوا کر صاف یہ امر اُن کے ذہن نشین کر دیا کہ اُن کے بچے آئندہ اسی شرط پر یتیم خانہ میں تعلیم و تربیت پا سکتے ہیں کہ اُن کے ولی تحریری طور پر اُن بچوں کو جمعیت کے سپرد کر دیں کہ وہ جس طور پر چاہے اُن کی تعلیم کا انتظام کرے۔ اور بالغ ہونے یا کام سیکھ جانے پر جس کام پر چاہے اُن کو لگا دے۔ چنانچہ وہی یتیم بچے یتیم خانہ میں رکھے گئے جن کے شرعی یا قانونی ولی ایسا مذکرہ الصدر اقرار تحریر کر دینے پر راضی ہو گئے۔

موجودہ حالت

اس وقت سوا سال کی محنت کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ یتیم خانہ میں ۳۴ لڑکوں کی بجائے (جو در اصل نالائق اور ناحقدار لڑکوں کو نکالنے کے بعد کل ۲۴ رہ گئے تھے) ایک سو بیس بچے حیطہ یتیم خانہ میں کھیلتے کودتے نظر آتے ہیں۔ اور اگر بوجہ عدم گنجائش مکانی داخلہ بند نہ کیا جاتا۔ تو اس وقت یہ تعداد کم از کم اڑھائی سو تک جا پہنچتی۔ خوراک اور عام خرد و نوش میں خاص اصلاح کی گئی۔ ایک ڈاکٹر کا انتظام کیا گیا جو روزانہ آکر بچوں کی صحت اور عام سینٹری حالت کو بچشم خود دیکھے۔

دینیات کی تعلیم اور بچوں کی دینی و اخلاقی نگہداشت کے لئے ایک خاص شخص مامور کیا گیا۔ جو پنجاب یونیورسٹی کا انڈر گریجوایٹ ہونے کے علاوہ وہاں کا منشی فاضل اور پوری دینی تحصیل سے بھی بہرہ ور ہے محکمہ تعلیم میں کئی سال تک تعلیمی کام کر چکا ہے ترجمۃ القرآن کے پڑھانے میں ملکہ خاص اور وجدان صحیح رکھنے کے علاوہ شخصاً نہایت متدین اور با اخلاق ہے۔

صنعتی جماعت

دار الیتامیٰ کے بیان کردہ مقاصد کے لحاظ سے یہ ازبس ضروری ہے کہ اُن کے نصاب میں وقت و حالات کے لحاظ سے کوئی مفید صنعتی تعلیم بھی داخل ہو۔ تاکہ جو طلبہ دماغی طور پر کمزور ہوں۔ اُن پر ثانوی تعلیم کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ بلکہ انہیں کم سے کم وقت میں کوئی نہ کوئی صنعت یا پیشہ سکھا کر اس قابل کر دیا جائے۔ کہ وہ اپنا بوجھ خود اٹھائیں اور اگر کام سیکھ جانے کے بعد بھی وہ جمعیت کے ساتھ منسلک رہنا چاہیں تو رہ سکیں اور جمعیت کیلئے موجب اعانت و امداد ہوں نہ باعث تکلیف و رنج اور بار خاطر۔

اس خیال سے درزی کلاس پیشہ شروع کر دی گئی ہے۔ چار لڑکے یہ کام سیکھ رہے ہیں ابتداءً خود یتیم خانہ کا ایک لڑکا دوسرے بچوں کو کام سکھانے کو لگایا گیا لیکن اب ایک عرصہ سے ایک قابل اعتماد صاحب فن ٹیلر ماسٹر کا انتظام کر لیا گیا ہے جو اس وقت نہایت حسن و خوبی کے ساتھ درزی خانہ کو چلا رہا ہے۔ اور چاروں لڑکے بھی پوری سرعت کے ساتھ کام میں ترقی کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ نجاری اور کفش دوزی کا کام زیر تجویز ہے لیکن مستعد اور قابل وثوق کام کرنے والوں کے نہ مل سکنے کی بناء پر اس طرف کوئی عملی اقدام نہیں ہو سکا لیکن قابل اعتماد دیانتدار کاریگروں کے میسر آ جانے پر انشاء اللہ یہ کام فی الفور شروع کر دیا جائیگا۔

تبلیغی جماعت

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے یتیم خانوں کے اجراء و قیام سے جمعیت ہذا کی اصلی غرض صرف یہ ہے کہ اس علاقہ میں ایک ایسی جماعت اسی علاقہ کی تیار کر دی جائے جو علاقہ کے تمام دعوتی کاموں پر چھا جائے۔ اور باہر سے مبلغین منگانے کی ضرورت نہ رہے جو بوجہ

علاقہ کی زبان، وہاں کے باشندوں کے رسم و رواج وغیرہ سے قطعی طور پر ناواقف ہونے کے پوری کامیابی کے ساتھ تبلیغی کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے سب سے پہلا کام جو راقم سطور ہذا نے اس ضمن میں کیا وہ یہی تھا کہ ایک تبلیغی جماعت قائم کرے۔ اور اس جماعت کی دینی تعلیم و تربیت میں خاص کوشش کی جائے۔ چنانچہ سات لڑکوں کی ایک جماعت جو باہر کے سکولوں میں یا توبی جماعت میں تعلیم پاتے تھے۔ اس غرض سے قائم کی گئی۔ اور ان کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا اور سیرت نبوی کا درس دینا شروع کیا گیا لیکن جو جماعت صبح کے نو بجے سے شام تک سکول میں رہے اور اس کو اپنے بچے ہوئے اوقات میں سکول کا بہت سا کام کرنا ہو اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ دروس القرآن اور سیرت نبوی کے لیکچروں وغیرہ کے سننے اور سن کر یاد رکھنے اور ان پر غور و فکر کرنے کے لئے کوئی وقت نکال سکیگی غلطی تھی۔ چنانچہ ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو ان کے موجودہ سکولوں میں سے نکال لیا جائے۔ اور علوم رسمیہ میں ان کی تعلیم کا بندوبست بھی یتیم خانہ ہی میں کیا جائے۔ اس غرض سے ایک قابل استاد جو بی اے ہونے کے علاوہ ٹرینڈ، سند یافتہ اور کئی سال کا تعلیمی تجربہ بھی رکھتا تھا۔ رکھ لیا گیا۔ وہ ان بچوں کو کم از کم ۳ گھنٹہ روزانہ یتیم خانہ میں آکر پڑھایا کرے۔

جمعیت کے جاری کردہ مدارس کا ایک اجمالی تذکرہ

پونا میں مدارس جمعیت

اس ضمن میں سب سے پہلے تو وہ مدرسہ قابل ذکر ہے جو یتیم خانہ پونا کے ساتھ ملحق تھا۔ اور یتیم خانہ کے طلباء ہی کی تعلیم کے لئے تھا ظاہر ہے کہ ۲۰ طلباء کی تعلیم کے لئے ایک ایسا مدرسہ جس کا خرچ ۸۰ روپیہ ماہوار سے بھی بڑھا ہوا ہو اور جس میں علوم رسمیہ کے سوا ایک حرف بھی دین کا نہ پڑھایا جاتا ہو جمعیت کے لئے کیسے مفید ہو سکتا تھا۔ مدرسہ کے حالات میں جو نمایاں ترقی گذشتہ گیارہ مہینوں میں باوجود حالات کے نامساعد ہونے اور ارباب کار کی کمی کے رونما ہوئی ہے۔ وہ ذیل کے اعداد و شمار اور واقعات سے بخوبی واضح ہو جائیگی

۱۔ دینیات کی تعلیم کے لئے ایک قابل مولوی مقرر کیا گیا۔ جو علاوہ مولوی ہونے کے

تعلیم چونکہ بالکل الگ ہوگا۔ اور صرف انہی بچوں کو اس تعلیم کے حصول کا موقعہ دیا جائیگا جو ذہنی اور دماغی طور پر اس قابل ہوں کہ وہ بہ اسلوب مخصوص دینی تعلیم حاصل کر کے مبلغ بن سکیں اسلئے یہاں یہ جماعت تبلیغی سلسلہ کی پہلی کڑی شمار ہوگی۔

(۶) اس جماعت سے عربی بطور جزو دینیات۔ ہر بچہ کو شروع کرائی جائیگی۔ اور کوشش کی جائیگی کہ ۳ اور زیادہ سے زیادہ چار سال میں بچہ اس قدر عربی ضرور جان لے۔ کہ وہ تقریر و تحریر کے ذریعہ عربی میں کچھ نہ کچھ اظہار خیالات کر سکے۔

(۷) درزی کلاس کا ذکر اس سے پیشتر آچکا ہے۔ جو لڑکے دماغی طور پر پرائمری کے بعد تعلیم حاصل کرنے کے قابل نہیں سمجھے جائینگے اُن کو پرائمری جماعت چہارم کے بعد کسی نہ کسی صنعت کے سیکھنے پر لگا دیا جائیگا۔ الحال چونکہ درزی کلاس کا انتظام ہوگیا ہے اور خود یتیم خانہ کی ضرورت بھی اسی امر کی مقتضی تھی۔ اس لئے یہی کام شروع ہوسکا ہے۔

(۸) بعض ہندو لڑکے اس سکول میں تعلیم پانے کے لئے آتے ہیں اور یہ وہ مقبولیت ہے۔ جو اسلامی سکولوں میں سے بہت کم کو حاصل ہوتی ہے۔

(۹) یتیم خانہ میں چونکہ اچھوت اقوام کے لڑکے بھی موجود ہیں۔ جو اُن کے وارث خود آکر بہ رضا و رغبت چھوڑ گئے ہیں۔ اور وہ عام مسلمان بچوں کے ساتھ خورد و نوش وغیرہ سب چیزوں میں شامل ہیں۔ اس لئے تعلیم میں بھی وہ مسلمان یتامیٰ کے دوش بدوش بیٹھتے ہیں۔

(۱۰) اردو کا پہلو مہاراشٹر میں بلکہ تمام صوبہ بمبئی میں نہایت ہی کمزور ہے۔ یوپی یا پنجاب سے جب کوئی اجنبی پہلی مرتبہ بمبئی سٹیشن کے پلیٹ فارم پر قدم رکھتا اور وہ مسلمانوں کو اردو زبان میں گفتگو کرتے دیکھتا ہے۔ تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کوئی اور ہی بولی ہے جمعیت نے اس امر کی کوشش کی ہے کہ لڑکوں کی زبان درست ہوجائے۔ اس کے لئے سب سے بڑا موثر قدم تو خود جمعیت کے کارکنوں کا ہے جو بالجملہ پنجاب و یوپی سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن علاوہ ازیں بچوں کو اردو میں مضامین لکھنے اور تقریر کرنے کے لئے خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے اس غرض سے ایک ہفتہ وار مجلس قائم کی گئی ہے جس میں دس سال کی عمر اور پر کے تمام بچے حصہ لیتے ہیں۔ اور مضامین لکھ کر پڑھنے یا زبانی تقریریں کرنے کے علاوہ اردو نظمیں اور مفید نتیجہ خیز حکایات بھی یاد کر کے سناتے ہیں۔

پونا اور ضلع پونا کے دوسرے سکول

کمپ (پونا) سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر گل ٹیکڑی نام ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو مانگ قوم کی (اچھوت اقوام میں سے ایک مشہور قوم ہے) ایک بستی ہے۔ وہاں کے لوگوں کی خواہش پر جمعیت نے انہی کی زمین پر ایک عمارت بغرض تعلیم بنوا دی ہے جس پر قریب قریب چار صد روپیہ خرچ ہوا ہے۔ ایک مدرس بھی وہاں بھشا ہو عنہ مقرر کر دیا ہے، جو ان کے بچوں کو چار گھنٹہ روز تعلیم دیتا ہے۔ بچوں کی تعداد وغیرہ ان نقشوں سے معلوم ہو گی۔ جو اس رپورٹ کے خاتمہ پر منسلک کر دئیے گئے ہیں۔

ہڈپسر سکول

(۲) پونا کمپ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہڈپسر نام کا ایک موضع ہے جس میں اچھوت اقوام کی کافی تعداد بستی ہے۔ وہاں مسلمانوں کے بھی بہت سے گھر موجود ہیں، جو تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ عیسائی مشن نے وہاں کئی سال سے ایک مڈل سکول جاری کر رکھا ہے۔ وہاں کی مسلمان آبادی کی خواہش پر ہم نے ایک سکول جاری کر دیا ہے۔ اور کوشش جاری ہے کہ اچھوت اقوام کے بچے بھی اُس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ چند بچے اچھوت اقوام کے داخل ہو چکے ہیں۔

نگوج کا مدرسہ

پونا کے تعلقوں (تحصیلوں) میں سے سرور ایک مشہور تعلقہ ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اس تعلقہ میں مولوی مقبول احمد عرصہ آٹھ نو ماہ سے کام کر رہے ہیں اس کام کے سلسلہ میں اُنہوں نے ایک سکول موضع نگوج میں کھول رکھا ہے جہاں ایک استاذ اور ایک استانی کام کرتے ہیں۔ یہ موضع سرور سے قریب دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

ضلع احمد نگر میں سکول۔

اس ضلع میں سردست ایک ہی سکول جاری ہوا ہے۔ جو خاص احمد نگر میں چوہدری عبد الستار کی زیر نگرانی شروع ہوا۔ اور اب چوہدری سردار محمد کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ اس میں سردست وہی یتیم بچے تعلیم پا رہے ہیں جو خود اپنے یتیم خانہ میں ہیں لیکن شہر میں چوہدری صاحب کا رسوخ یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے اور لوگوں کی توجہ بھی اُن کے کام کی طرف مبذول ہو رہی ہے وللّٰہ الحمد۔ جس سے قوی امید اس امر کی پڑتی ہے کہ عنقریب یہ سکول بہت ترقی کر جائیگا۔

احمد نگر میں یتیم خانہ

مقامی ضروریات کی بناء پر ایک یتیم خانہ احمد نگر میں قائم کیا گیا۔ اس یتیم خانہ میں قریب ۳۰ کے لڑکے ہو گئے ہیں۔ جن میں سے بعض اچھوت اقوام کے بھی ہیں۔ مزید لڑکوں کے حاصل کرنے کی کوشش جاری ہے۔ امید ہے عنقریب تعداد بڑھ جائیگی۔

(کالی کٹ) مليبار میں سکول

اس سکول کا ذکر مليبار ریلیف کے ذیل میں ملیگا۔

پنجاب میں جمعیت کے مدارس

پنجاب میں جو مدارس جمعیت ہذا کی طرف سے چل رہے ہیں۔ اُن کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔

سلسلہ دروس القرآن

یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

قرآن حکیم ہماری دینی درس گاہوں سے قریب قریب مفقود ہو چکا ہے چنانچہ جہاں ہمارے عربی مدارس میں جہاں علوم آلیہ کی تحصیل میں عمریں صرف کر دی جاتی ہیں۔ وہاں قرآن حکیم کے درس مطالعہ اور غور و تدبر (ریسرچ) کے لئے زندگی کا تھوڑے سے تھوڑا حصہ صرف کرنا بھی غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اور جن بعض مدارس میں قرآن مجید کا درس وغیرہ جاری بھی ہوا ہے۔ تو وہ نہایت ہی سرسری اور سطحی ہوتا ہے اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ۔

ہمارے نزدیک چونکہ مسلمانوں کے تنزّل کا اصلی سبب صرف ترک کتاب اللہ ہے اس لئے جمعیّت کے اراکین اور کارکنوں کا یہ سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید کی تعلیم کو عام کریں اور اس سلسلہ میں جس قدر دروس القرآن بھی ممکن ہوں۔ جاری کریں پنجاب میں جاری کردہ دروس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔

بمبئی کا درس قرآن

بمبئی میں جو دارالاقامۃ مسلمان طلبہ کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ اس میں طلبہ سے سوائے اس کے اور کوئی جوابی مطالبہ طلب نہیں کیا گیا تھا۔ کہ وہ جمعیت کے جاری کردہ درس میں باقاعدہ حاضر ہوں۔ چنانچہ تین ماہ تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ قریباً ڈیڑھ ماہ تک تو درس قرآن کے لئے معلم قرآن کو روزانہ دادر سے بائی کلا جانا پڑتا تھا۔ اور اس میں کم و بیش ۳ گھنٹہ روزانہ صرف ہوتے تھے۔ بعد میں جب ہوسٹل کے لئے ایسا سپرنٹنڈنٹ دستیاب ہو گیا۔ جو ہوسٹل کا انتظام بھی کر سکے اور وقت مقررہ پر درس قرآن بھی دے سکے۔ تو یہ دقّت رفع ہو گئی۔

جامعہ ملّیہ علیگڈھ میں سلسلہ درس القرآن

جب جامعہ ملّیہ علیگڈھ کا افتتاح ہُوا تو اُس میں سلسلہ دروس القرآن کا بھی اہتمام ہُوا۔ لیکن ایک سال سے زائد عرصہ تک اس سلسلہ کے مصارف جمعیت اپنے خزانہ سے ادا کرتی رہی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہُوا جب اراکین جامعہ نے جمعیت کو اُس کے ان مصارف کی طرف سے سبکدوش کیا۔

پونہ میں سلسلہ دروس القرآن

(۱)

پونہ اور پونہ کے علاوہ بھی کئی سلسلے دروس قرآنی کے شروع ہیں جن میں سے سب سے زیادہ ضروری اور اہم تو وہ ہے جو تبلیغی جماعت میں جاری ہے۔ بلکہ اس کی بھی اب دو شاخیں کر دی گئی ہیں:۔ ادنےٰ اور اعلےٰ:۔ اعلیٰ جماعت کو علاوہ دروس قرآنیہ کے بلوغ المرام اور ادب عربی بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ ادنےٰ جماعت صرف تحت اللفظ ترجمہ پڑھتی ہے۔

گورنمنٹ اردو سکول پونہ میں دروس قرآنیہ کا سلسلہ

کچھ عرصہ ہُوا گورنمنٹ بمبئی کی جانب سے ایک گشتی چٹھی شائع ہوئی تھی کہ سرکاری مدارس میں خاص خاص جماعتوں کے طرف سے خارج از اوقات مدرسہ اپنے مصارف پر مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

راقم الحروف نے ہیڈ ماسٹر اردو سکول سے مل کر مسلمانوں بچّوں کیلئے بلا معاوضہ تعلیم القرآن کا سلسلہ جاری کرنے کا انتظام کر لیا۔ چنانچہ یہ سلسلہ بفضلہ تعالےٰ کئی مہینوں سے جاری ہے سکول کے اوقات سے قبل ۴۰ منٹ اس کام کے لئے مقرر کیئے گئے لیکن اس میں دقّت یہ تھی کہ سات جماعتیں جن کی قابلیتیں قدرتی طور پر بالکل مختلف اور چالیس منٹ یومیہ کا وقت اس پر دو مضامین قرآن اور سیرت نبویؐ بچوں کی حالت یہ کہ تین چوتھائی ناظرہ قرآن سے ناواقف اور اسلام کی معمولی اور مشہور باتوں تک سے ناآشنا۔ ان تمام دقتوں کے باوجود اس سلسلہ کو جاری رکھا گیا۔ جو ناظرہ قرآن نہیں جانتے تھے۔ ان کو ناظرہ قرآن شروع کرایا گیا۔ جو نماز وغیرہ کی ادعیہ و احکام سے بے خبر تھے۔ اُن کو یہ چیزیں بتلائی گئیں۔ باقی ماندہ کو قرآن مجید کا ترجمہ شروع کرایا گیا۔ لیکن سیرت پر لکچر سب کو بلا استثناء دیا جاتا تھا۔

چھ ماہ کے تجربہ کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ مذکور کو اس سلسلہ دروس کے مفید ہونے کا یہانتک یقین ہوا کہ اُنہوں نے باجازت صاحب ڈائرکٹر اُن لیکچروں کو نہ صرف ساعات مدرسہ میں شامل کر لیا بلکہ اُن متعینہ ساعات کو بھی ہمارے سپرد کر دیا۔ جو ہمیشہ سکول ٹائم ٹیبل میں تعلیم اخلاقی کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بحیثیت کارکنان جمعیت ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر قسم اور ہر طبقہ، ہر مذہب اور ہر قومیّت کے لوگوں سے ملکر اُن تک قرآن مجید کو پہنچائیں اس لئے اگر کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو (جیسا کہ پونا میں بعض خوش فہم حضرات کو پیدا ہُوا) کہ گورنمنٹ سکول میں ایسا سلسلہ کسی خاص سیاسی تحریک کے منافی ہے۔ تو یہ اُن کی غلطی ہے۔ اور قرآن مجید کی غرض و غایت اور فریضہ دعوتِ تبلیغ کی اہمیّت اور وسعت سے بے خبری۔ کیونکہ ہمارے مبلغ سٹاف مدرسہ کے ممبر نہیں ہیں نہ مدرسہ سے کوئی معاوضہ لیتے ہیں۔

ٹریننگ کالج پونا میں دروس قرآنیہ کا سلسلہ

اردو ٹریننگ کالج مثل اردو ہائی سکول، کے مسلمان طلبہ کے لئے مخصوص ہے۔ یہاں میٹرک پاس طلبہ دو سال تک تعلیم حاصل کرتے اور مختلف مدارس سرکاری میں بطور معلّم ملازم کر دیئے جاتے ہیں۔ گویا یہ وہ لوگ ہیں جو آیندہ نسل کی اصلاح و تخریب کے مالک ہونگے مہاراشٹر کے مسلمانوں کی مذہبی حالت جو کچھ بھی ہے۔ اُس کا ایک مختصر سا تذکرہ اوپر آ چکا ہے۔ مسلمان طلبہ مذہبیات سے اسی درجہ۔ بے خبر و بے بہرہ ہیں جس درجہ عوام کالانعام پس ٹریننگ کالج پہنچکر وہاں کے مسلمان طلبہ کو تعلیم قرآنی کی ضرورت سمجھائی گئی۔ الحمد للہ کہ اُنہوں نے اس صدا پر لبیک کہی۔ چنانچہ دروس قرآنیہ کا سلسلہ وہاں جاری کر دیا گیا۔ جو لفضلہ تعالےٰ فروری گذشتہ سے ہفتہ میں باقاعدہ دو مرتبہ ہو رہا ہے۔

پونا کی جامع مسجد میں ایک مڈل سکول میونسپل کمیٹی کی طرف سے چل رہا ہے اُس میں ایک معقول تعداد مسلمان بچوں کی تعلیم پا رہی ہے۔ ایک سلسلہ دروس اُس سکول میں بھی باجازت ہیڈ ماسٹر صاحب سکول جاری ہے۔ سردست نماز وغیرہ کے اسباق ہوتے ہیں رفتہ رفتہ یہ سلسلہ

سلسلۂ ترجمۃ القرآن وسیرت نبوی کی شکل اختیار کرلیگا۔ انشاء اللہ۔

پونا شہر میں دروس قرآنیہ کا سلسلہ

گذشتہ جنوری میں صدر کی ایک مسجد (مسجد قمر الدین خان) میں بعض لوگوں کی خواہش پر ایک سلسلہ دروس قرآنیہ کا جاری کیا گیا لیکن خدا بھلا کرے ہمارے بعض خوش فہم مسلمان بھائیوں کا جنہوں نے طرح طرح کے ظنون واہیہ پھیلاکر اُسے بند کرنا چاہا اور جب ایسی مفتریات سے کام نہ نکلا تو علانیہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف لکچر دینا شروع کر دیئے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا۔ اگرچہ بعض لوگ مصر تھے کہ جاری شدہ سلسلہ تعلیم القرآن بند نہ کیا جائے۔ لیکن بھائیوں کے افساد سے بچنے کیلئے اس کو اُس وقت بند کر دیا گیا۔

اب دوبارہ یہ خیال بعض تعلیم یافتہ حضرات کے دل میں پیدا ہوا تو اُن کی تحریک و اصرار پر سلسلہ دروس قرآن از سرنو شروع کردیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت ہی مفید و ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں بعض گریجوایٹس اور بعض مدارس کے اساتذہ اور بعض دیگر تعلیم یافتہ اور باشعور مسلمان بھائی بھی شامل ہوتے ہیں۔

سرور دروس قرآنیہ کا اجراء

سرور پونہ کا ایک تعلقہ (تحصیل) ہے۔ ایک بہت قدیم اسلامی آبادی ہے۔ زیادہ تر پٹھان آباد ہیں۔ جن کا پیشہ ہمیشہ سرکاری فوجی ملازمت رہا ہے۔ اس ملازمت کا اثر اخلاق و مذہب پر جو پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اُس کے دفعیہ کے لئے وہاں کے مقامی مبلغ نے وہاں ایک سلسلہ درس جاری کردیا۔

پونا مسجد میں سلسلہ تعلیم القرآن

صدر میں مسجد عثمانیہ سب سے زیادہ بارونق مسجد ہے۔ اس میں مولوی عبد الغفور صاحب امام مسجد نے سلسلہ تعلیم القرآن جاری کر رکھا ہے جو عنقریب ایک نہایت کامیاب سلسلہ بن جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مساجد کی آبادی

مساجد کے متعلق ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے　　یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

پرانی مسجدیں غیر آباد ہو رہی ہیں لیکن نئی روز بروز تعمیر بھی ہو رہی ہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں سمجھتا۔ کہ نئی مساجد بنوانے کی بجائے یہ بہتر ہے۔ کہ جو بن چکی ہے۔ اُن کو آباد کیا جائے۔ یہ حالت عام طور سے ملک کی ہو رہی ہے اور جہاں آبادی کا خیال ہوا بھی ہے وہاں ان کی ظاہری زیب و زینت پر تمام قوت صرف کر دی جاتی ہے۔ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی کہ اُن میں قابل اور صحیح الخیال خطیب مقرر کئے جائیں۔ یہ حالت عام طور سے بمبئی میں نمایاں ہے بجلی کے پنکھے بجلی کی روشنی، پانی کا نل، جھاڑ، فانوس، قالین، ہر ایک چیز موجود ہے لیکن اگر مفقود ہے تو وہی قابل امام و خطیب جو مسجد کی اصلی رونق، حقیقی زینت اور ان تمام چیزوں سے زیادہ ضروری ہوتا ہے۔

جمعیت ہذا کے مبلغین نے ہمیشہ اس طرف کوشش کی ہے۔ کہ وہ مسجدوں کو آباد کریں۔ لوگوں کو جماعت کی طرف متوجہ کریں۔ اور جمعہ کے روز لوگوں میں اُن کی ضروریات کے لحاظ سے وعظ وغیرہ بھی کہیں۔

پونا کی مسجد عثمانیہ۔ اس ضمن میں سب سے پہلے صدر پونا کی مسجد عثمانیہ قابل ذکر ہے جو صدر کی دراصل سب سے زیادہ بارونق مسجد ہے جس وقت سے جمعیت نے اس مسجد کا چارج لیا ہے اور اس میں جمعیت کے ایک دوامی رکن مولوی عبد الغفور خانصاحب پشاوری نے اُس کے وظائف امامت کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ مسجد کی ظاہری و باطنی خوبیوں میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا ہے۔ ظاہری خوبیوں میں تو یہ قابل ذکر ہے۔ کہ مسجد میں بجلی کی روشنی وغیرہ کا مکمل انتظام ہوگیا ہے اور باطنی خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مولنا عبد الغفور صاحب جیسا قابل خطیب منصب امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ جن کی تقریروں اور لکچروں کی مقبولیت شہر میں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے۔ اور اس بناء پر نمازیوں کی تعداد میں ایک زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔

احمد نگر:۔ احمد نگر کی حالت کا ایک مختصر سا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ وہاں پر ایک غیر آباد مسجد کو جمعیت کے مبلغ چوہدری عبد الستار صاحب نے یوں آباد کیا کہ وہاں پر خود جمعہ کی نماز پڑھائی

اور خطبہ دینا شروع کر دیا۔ اب مولوی مقبول احمد وہاں یہ فرض ادا کرتے ہیں جو ایک خوش الحان قاری ہیں۔ اور جامعہ ملیہ علیگڑھ میں قرأت میں اوّل انعام بھی حاصل کر چکے ہیں اس کے بعد دوسری مساجد کی طرف بھی توجہ کی جائیگی۔ وباللہ التوفیق۔ اس غرض کے لئے ائمہ مساجد اور شہر کے شرفا سے ملاقات اور تبادلہ خیالات جاری بھی ہے۔

ستارہ:۔ ستارہ میں پہلے چوہدری نور حسین صاحب مقرر تھے۔ لیکن ان کو بہت جلد ملیبا جانا پڑا۔ اس وقت سے مولوی سردار محمد صاحب انکی جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب جس وقت وہاں پہنچے ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ آچکا تھا۔ مولوی صاحب نے اپنی زبردست تقاریر سے لوگوں کو نماز و روزہ کی پابندی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جس کا اثر یہ ہوا کہ تین ثلث شہر کے مسلمان نمازی بن گئے۔ جو مسجدیں سونی پڑی تھیں وہ آباد ہونے لگیں جو آباد تھیں وہ بھرپور ہو گئیں جو بھرپور تھیں ان کی توسیع کے خیال پیدا ہونے لگے۔

رمضان کا احترام اس درجہ کیا گیا کہ کل کھانے اور پینے کی اسلامی دکانیں دن بھر بند رہتیں۔ اور مسافر کو اگر کھانا کھانا بھی ہوتا تھا۔ تو چھپ چھپا کر۔

پنجاب۔ پنجاب کے جن چودہ یا پندرہ اضلاع میں کام ہوا اور جن میں اب ہو رہا ہے ان سب میں جمعیت کے مبلغین نے لوگوں کو نماز وغیرہ کی طرف رجوع کرانے میں خاص حصہ لیا چنانچہ بحمد للہ جن جن مقامات پر جمعیت کے ممبر کام کر رہے ہیں۔ وہاں پر ابھی تک مسجدوں کی رونق اور نمازیوں کی تعداد میں ایک نمایاں امتیاز نظر آتا ہے۔

حادثہ فاجعہ ملیبار

ہمارا اشتر میں کام شروع کئے ہوئے ابھی چند ہفتے ہی گذرے تھے کہ ملیبار کا حادثہ پیش آیا۔ ۸ جولائی کو پونا پہنچا تھا۔ اور بیس اگست کو یہ سانحہ ہوشربا شروع ہوا۔ اور چند ہی دنوں میں یہ واقعات نہایت ہی ہولناک صورت میں ہندوستان کی افق سیاسی پر چھا گئے۔ ہندو اخبارات کے یک طرفہ بیانات، اینگلو انڈین صحافت کے خلاف حقیقت اعلانات اور غیر ذمہ وار آدمیوں کی مبالغہ آمیز تحریرات سے حقیقت حال مستور ہو گئی۔ اور تمام اسلامی جماعتوں نے بلا لحاظ نتائج و عواقب موپلاؤں کو کوسنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملیبار کی سرزمین کلمہ گویوں کے لئے پورا جہنم بن گئی۔

فوج و پولیس نے ذکور آبادی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا، موپلا نفوس بلا امتیاز موت کی گھاٹ اتارے گئے۔ جو باقی بچے اُن کو قید خانوں میں بھیجدیا گیا۔ اور بچے اور عورتیں فاقوں مرنے لگے۔

پس کارکنانِ جمعیت نے اپنا فرض سمجھا کہ دعوت کے کام کو چھوڑ کر وہ ملیبار پہنچکر کم از کم اس مظلوم و معصوم اور بے بس و بے کس آبادی کو جس کی تعداد لاکھوں تک بیان ہوتی تھی۔ نہ صرف فاقہ کشی اور گرسنگی کی ہولناک موت سے بلکہ غیر مسلم ہاتھوں میں پڑ کر دین و ایمان کی دولت کے کھو بیٹھنے کے خطرناک نقصان سے بھی بچالیں۔ چنانچہ ۲۵ فروری ۲۲ء کو سکرٹری جمعیت ہذا مع اپنے دو رفقائے عمل کے متوکلاً علی اللہ کالی کٹ پہنچ گیا۔ یہ سفر محض اللہ کے بھروسے پر ہوا۔

جمعیت چند سو یا بغایت چند ہزار روپوں سے زائد خرچ نہیں کرسکتی تھی لیکن کارکنان قضاء قدر کی نظر میں اس کام کی حیثیت بالکل دوسری تھی۔ چنانچہ یہ سفر، اس کے نتائج ملیبار میں رلیف کام کا مفصل خاکہ، چاولوں کپڑوں وغیرہ کی تقسیم شکستہ مکانوں کی مرمت و تعمیر یہ سب چیزیں اس روداد کے تیسرے حصہ میں بالتفصیل بیان کردی گئی ہیں۔ یہاں اس قدر کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ قریباً پچپن ہزار روپیہ کے حقیر صرف سے کم و بیش ۲۵ ہزار نفوس فاقہ وغیرہ کی تکلیف سے بچکر نہ صرف موت سے محفوظ رہے بلکہ اغیار کے پھیلائے ہوئے ایمان ربا

کھندوں سے بھی بچ رہے۔ اس طرح گو اگست کے اخیر تک مہاراشٹر میں دعوت کا کام نہیں ہوا تاہم یہ کام خود ایسا اہم ہے کہ ہر لحاظ سے مہاراشٹر کے کام کا نعم البدل قرار پا سکتا ہے۔

ستمبر کے بعد اگرچہ عارضی ریلیف یعنی چاول اور کپڑوں وغیرہ کی تقسیم بوجہ روپیہ کے ختم ہو جانے کے بند کر دیا گیا ہے۔ تاہم مستقل ریلیف کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ سوت کاتنے کا ایک ہوم (مکان) جاری کر دیا گیا ہے جس میں قریباً ۶۰ مستحق اعانت عورتیں کام کرتی اور روزانہ مزدوری حاصل کرتی ہیں۔ دو مختلف مقامات پر مسلمان عورتوں کے لئے مستقل کارگاہیں کھولنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ کام شروع ہونے پر ان کی مستقل رپورٹ جداگانہ شائع کر دی جائیگی۔

ایک یتیم خانہ بچوں کا اور ایک دوسرا یتیم خانہ لڑکیوں کا کھول دیا گیا ہے۔ ان میں مجموعی تعداد لڑکے اور لڑکیوں کی ڈیڑھ سو تک پہنچ چکی ہے۔ اور بخوف ازدیاد مصارف اور بوجہ قلت گنجائش مکان مزید داخلہ بند کر دیا گیا ہے ورنہ ضرورت ہے کہ ان ہزارہا یتیم بچوں کو جو ملیبار میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ لیکر ان کی تعلیم و تربیت کی جائے۔ اور ان کو عمرانی اخلاقی، تمدنی، مذہبی، ہر قسم کی تباہی سے بچایا جائے۔

وظیفہ دعوت و اشاعت اسلام

اور

غیر مسلم برادران وطن کا اخوت اسلامی میں داخلہ

تبلیغ اسلام کا سب سے زیادہ ضروری اور حقیقۃً اصل وظیفہ یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام کو تعلیم حقہ اسلامیہ کی طرف دعوت دی جائے۔ اس بارے میں جمعیت ہذا کے عملی نتائج کو پیش کرنے سے پہلے ناظرین کو مندرجہ ذیل امور کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔

(۱) جس طرح کہ پنجاب میں معرفی و روشناسی، ضرورت ہنگامی و وقتی اور آیندہ کامیابی اور غیر مسلم اقوام میں میدان کے تیار کرنے کے لحاظ سے پہلے سال ڈیڑھ سال جمعیت کو اپنی پوری توجہ صرف اصلاحی امور کی طرف مبذول رکھنا پڑی بعینہٖ اسی طرح کئی ماہ تک مسلسل ابتدائی کار میں مبلغین و کارکنان جمعیت کو اپنی پوری توجہ مسلمانان مہاراشٹر ہی کی طرف لگانا پڑی اور فی الحقیقت جیسا کہ حالات متذکرۃ الصدر کے پڑھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا ابھی تک تین ثلث محنت برابر اسی

ہیلو میں صرف ہو رہی ہے لہذا نومسلموں کی تعداد کو پڑھتے وقت ان دو امور کی رعایت رکھنا ضروری ہے کہ بہت سا ابتدائی وقت صرف مسلمانوں کی اصلاح میں صرف ہوا ہے اور اب بھی زیادہ حصہ قوتوں کا انہی میں صرف کیا جا رہا ہے۔ تاکہ نتائج کی صحیح اہمیت ظاہر ہو سکے

(۲) ۲۲ فروری ۸۱ء کو یعنی مہاراشٹر میں کام شروع کرنے سے کل سات ماہ بعد ملیبار کا کام شروع ہو گیا۔ جس میں راقم سطور ہذا اور جمعیت کے چار کارکنوں اور تبلیغی جماعت کے تمام طلبہ کو یک قلم اسی طرف لگ جانا پڑا۔ یہ سلسلہ برابر آٹھ ماہ تک جاری رہا۔ گویا ان آٹھ ماہ میں جمعیت کے زیادہ کارکن تبلیغی کلاس کے تمام طلبہ ریلیف کے کام میں مصروف رہے اور اشاعت کا کوئی کام وہ نہیں کر سکے۔

(۳) پھر اس کام کی راہ میں سب سے بڑا سنگ راہ خود مسلمان ہیں جو اچھوت اقوام کو مسلمان ہونے کے بعد اپنے میں ملانا تو کجا مسلمان سمجھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اور نہ صرف ان کو خود ملانا پسند ہی نہیں کرتے بلکہ جو ایسا کرنے کے لئے کہے خود اسی کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بھنگی اقوام کی صورت میں یہ دقت خاص طور سے پیش آ رہی ہے۔ مسلمان ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہونے پر صفائی وغیرہ کے کام کو چھوڑ دیں۔ اور وہ ایسا کرنے کی صورت میں اپنے لیے کام مانگتے ہیں۔

(۴) اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ مانع زبان کی اجنبیت ہے کئی ماہ کے بعد مبلغین اب اس قابل ہو رہے ہیں کہ علاقہ کی زبان سمجھ سکیں۔ اور ان سے براہ راست گفت و شنید کر سکیں۔

(۵) ایک اور بہت بڑی رکاوٹ اس کام میں یہ پیش آ رہی ہے کہ مہاراشٹر میں جو زبان بولی جاتی ہے وہ بوجہ مسلمانوں کی کامل جہالت اور تعلیم سے بے بہرگی کے پورے طور پر غیر قوم کے ہاتھوں میں ہے۔ اور اس میں صحیح یا غلط کسی قسم کا لٹریچر اسلام کے متعلق قطعاً موجود نہیں ہے جو تعلیم یافتہ طبقہ میں اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور یہ کام بھی جمعیت ہی کو کرنا ہے بایں ہمہ وجوہ و موانع جو تعداد پنجاب و مہاراشٹر میں جمعیت ہذا کے ہاتھوں سے بفضلہ تعالےٰ اسلام کی حلقہ بگوشی میں داخل ہوئی وہ کسی طرح بھی نظر اندازی کے قابل نہیں ہے۔ اور جب اس کے ساتھ یہ چیز بھی پیش نظر رکھی جائے کہ نومسلموں کی اس تعداد میں بعض گریجوایٹس ایل ایل بی، بی اے یوروپین افسر و تاجر خاندانی عیسائی اور مہاراشٹر کے خاندانی برہمن بھی شامل ہیں۔ تو اس تعداد کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے امید کامل ہے۔ کہ جب کام مضبوط طریقہ اور وسیع پیمانہ پر شروع ہوگیا تو یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی پیشگوئی ایک مرتبہ پھر پوری ہو کر رہیگی۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

نومسلموں کی تعداد ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگی۔

نقشہ نومسلمین از جولائی سنہ ۱۹۲۱ء تا آخر ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

نمبر شمار	نام مرکز	کس قوم سے مسلمان ہوئے: ہندو	عیسائی	اچھوت اقوام	متفرق	نومسلموں کی تعداد: مذکر	مؤنث	میزان	کیفیت
	پنجاب و کشمیر			۹۵				۹۵	انجٹر ۹۳، لاہور ۲
	پلونہ	۳	۹	۱۱	۵	۱۹	۹	۲۸	لیڈی انگلو انڈین عیسائی یورپین نومسلموں کی مفصل کیفیت
	سرور	۲	۶	×	۰	۵	۳	۸	
	احمد نگر	۱	۱۲	×	۰	۶	۷	۱۳	
	ستارا	۱	×	۱۹		۱۸	۲	۲۰	پلیں ذریعہ تعلیمی وغیرہ ... نتیجہ انشاء اللہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی شکل میں ظاہر ہوگا
	مرج	۱	×	۳۶	۰	۲۰	۱۷	۳۷	
	گورداسپور	×	×	۹	۰	۶	۳	۹	
	کالی کٹ ملیبار	×	×	۷	۰	۴	۳	۷	
	میزان	۸	۲۷	۱۷۷	۵	۷۸	۴۴	۲۱۷	

سلسلۂ تصنیف و تالیف

دعوت و اصلاح دونوں کی کامیابی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ کہ تقریر کی بہ نسبت تحریر کی جانب بہت زیادہ توجہ لگائی جائے۔ اور ملک میں اسلام کے متعلق ایک ایسا اچھا ذخیرہ بہم پہنچا دیا جائے کہ متلاشیان حق اور مضطربان اصلاح دونوں کو تلاش حق یا ذاتی اصلاح کے لئے دوسروں کے پاس مدا مارا نہ پھرنا پڑے۔ توجہ کے بعض دوسرے ہنگامی امور کی طرف کامل طور پر لگ جانے کے باعث افسوس ہے کوئی معتدبہ ذخیرہ جمعیت ہذا پبلک کے سامنے پیش نہیں کر سکی تاہم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ کے اصول کے مطابق اس جانب سے بالکل غافل بھی نہیں رہی۔ پنجاب سے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً غیر مختلف الشیوع ٹریکٹس چھاپ کر ہمیشہ مفت تقسیم ہوتے رہے ہیں۔ اور حال ہی میں جمعیت ہذا کی طرف سے اس کی پہلی مستقل کتاب تفسیر سورۂ فاتحہ چھپ کر شائع ہوئی ہے۔ جس کی تعداد مخصوص محض بغرض تبلیغ و اشاعت ملک میں مفت بھی تقسیم کی گئی ہے۔

ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ نے جس مہربانی سے اس کا خیر مقدم کیا ہے وہ جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے جو انہوں نے کتاب مذکور پر ریویو کرتے ہوئے اپنے رسالہ معارف ماہ شوال سنہ ۴۸ھ مطابق ماہ جون سنہ ۲۲ء میں تحریر فرمائے تھے۔ مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

"تفسیر سورۂ فاتحہ" سورۂ فاتحہ کا نام ام الکتاب ہے۔ یعنی وہ قرآن مجید کی اصل اور قرآن مجید کے تمام حقائق و اسرار کو جامع اور محیط ہے۔ اس بناء پر علماء نے خاص سورۂ فاتحہ کی تفسیر اس نہج پر لکھی ہے۔ کہ تمام قرآن مجید کی شرح اور عطر اسی ایک سورہ کے اندر آ جائے۔ اردو میں اب تک اس سورۂ مبارکہ کی ایسی کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی تھی۔

جناب مولوی محی الدین احمد صاحب بی اے قصوری سابق مدیر "خدام" کلکتہ و ناظم جمعیت دعوۃ و تبلیغ اسلام پونہ نے جو مدت تک مولانا ابو الکلام صاحب کے درس قرآن میں بھی شریک رہ چکے ہیں۔ اس سورہ کی اردو میں ایک مبسوط و مفصل تفسیر لکھ کر شائع کی ہے۔ خوبیاں موثر طریقہ ادا مضامین و آسان اور قرآن مجید کی آیتوں کی مدد سے مطالب کی تشریح کی ہے جا بجا احادیث صحیحہ کی طرف بھی اس میں اشارات پائے جاتے ہیں۔ قوموں کے انحطاط

اور جماعتوں کے فساد اخلاق کے اصول و قوانین اور قرآن مجید سے ان کے طرق علاج و تدبیر کی تفصیل کی ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ تقطیع چھوٹی خط باریک صفحات ۳۰۸۔ قیمت عہ/ پتہ:۔ الہلال بک ایجنسی شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

(۲)۔ حال ہی میں بعض عیسائی جماعتوں کی طرف سے ایک رسالہ حقائق القرآن نامی شائع ہوا ہے۔ اس میں مؤلف رسالہ نے بزعم خویش قرآن حکیم سے حضرت مسیح ع کی حضرت سید المرسلین علیہ السلام پر فضیلت ثابت کی ہے۔ اس کے جواب میں برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب ایم اے کنٹ سوداگر چرم بمبئی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں مدار فضیلت پر اصولاً بحث کی گئی ہے اور پھر دونوں نبیوں (علیہما السلام) کا مقابلہ کرکے مصنف کا بطلان ثابت کیا ہے کہ یہ رسالہ بھی زیر طباعت ہے۔

(۳) اس کے علاوہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ الدر النضید کا سلیس و بامحاورہ ترجمہ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان مبوب و مفصل ہوکر ایک بسیط مقدمہ کے ساتھ زیر طبع ہیں۔ اور انشاء اللہ اس رپورٹ کے طباعت کے ساتھ ہی وہ پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی۔

(۴) سورۂ بقرہ کا انگریزی ترجمہ قریباً مکمل ہو چکا ہے ارادہ ہے کہ سردست اسی قدر چھاپ دیا جائے۔

(۵) امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ رد نصاریٰ کا ایک عمدہ ملخص، ایک انگریزی کتاب لیٹرز آف جان جان چائنا مین کا ترجمہ تیار ہو چکے ہیں۔ اور صاف ہوکر پریس میں جانے والے ہیں۔

(۶) تفسیر سورۂ یوسف پر ایک رسالہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و نادر الوجود کتاب فوز الکبیر کو بہ توسیع کثیر و شرح و تفصیل عجیب اردو کا لباس دیا جارہا ہے۔ یہ موخر الذکر کتاب اردو لٹریچر میں انشاء اللہ بجائے خود ایک عجیب و غریب اور کثیر المنفعت اضافہ ہوگی۔

(۷) اس کے ساتھ ہی مسٹر ڈیون پورٹ کی مشہور کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن بہ تصحیح مطالب و مفاہیم بمطابقت کے طبع ہو چکی ہے۔ معہذا اس کا اردو زبان میں ترجمہ بھی ایک اچھے صاحب قلم کے ہاتھوں میں جاچکا ہے جس کی طباعت کا انتظام بھی انشاء اللہ جلد ہو جائیگا۔

آئندہ سال کا پیش نظر کام

رپورٹ کو ختم کرنے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ سال کے لئے جو کام پیش نظر ہے۔ اس کا مختصر خاکہ بھی درج کر دیا جائے۔

۱۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ ضروری شے مزید مراکز کا قیام و اجرا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ ضروری حیدرآباد میں اشاعت اسلام کا کام شروع کرنے کے لئے ریاست مذکور میں کسی موزون مقام پر ایک مرکز کا افتتاح ہے۔

حیدرآباد کے بعد بنگلور، مدراس اور مہاراشٹر میں بلگام بور دھار واڑ وہ مقامات ہیں۔ جہاں کام جاری کرنے کی شدید ترین ضرورت ہے۔ مناسب اور کارکن نوجوانوں کے میسر آنے اور وسائل کے وسعت پانے کے ساتھ ساتھ ان مقامات میں جدید مراکز کا قیام ہوتا رہیگا

۲۔ ترجمۃ القرآن کا جو سلسلہ بوجوہ بند ہو چکا ہے۔ اس کا اجراء اور کم ازکم انگریزی ترجمۃ القرآن کی تکمیل کی طرف پوری قوت کے ساتھ سعی و عمل کا خیال ہے وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

۳۔ ترجمۃ القرآن کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف کے سلسلہ کو وسیع کرنے کا پورا خیال ہے اس کے لئے کوشش جاری ہے کہ قابل انگریزی خوانوں اور سلجھے ہوئے علماء کی ایک جماعت مرکز (صدر پونا) میں بیٹھکر مجتمعاً اس کام کا ذمہ لے بعض حضرات سے گفتگو ہو رہی ہے امید ہے آئندہ سال میں اس سمت میں بھی کافی کام ہو جائیگا وَالْاَمْرُ بِیَدِ اللّٰہِ

ایک عمدہ اردو رسالہ کا اجرا جو تبلیغ و دعوت کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو پیش نظر ہے۔ اگر حالات مساعد ہوئے۔ اور مزید رفقا میسر آگئے تو اس رسالہ کا آئندہ سال سے جاری ہو جانا قریباً یقینی ہے۔ انشاءاللہ۔ بلکہ اگر مفید مطلب آدمی میسر آجائیں تو اسی رسالہ کے جنوبی ہند کی بعض زبانوں میں مختلف اڈیشن یا بعض دوسری زبانوں میں مستقل موقت یا غیر موقت الشیوع رسالوں کا اجرا بھی خیال میں ہے۔

اس کام کی راہ میں اصل موانع دو ہیں۔ مفید مطلب آدمیوں کا میسر نہ آنا۔ اور روپیہ کی قلت۔ لیکن روپیہ سے بھی زیادہ اہم اور مشکل مسئلہ مفید مطلب آدمیوں کا میسر آنا ہے۔ اس کام کے لئے سب سے زیادہ ضروری شے دارالدعوۃ و التبلیغ کا قیام ہے۔

یہ ایک عجیب منطقیانہ الجھن ہے۔ کہ مفید آدمیوں کے پیدا کرنے کے لئے دار الدعوت و التبلیغ کا قیام ناگزیر ہے۔ اور دار الدعوت و التبلیغ کے چلانے کے لئے مفید آدمیوں کا ملنا از بس لازمی۔ پھر مشکل پر مشکل یہ کہ پڑھانے والوں کے ملنے سے بھی پڑھنے والوں کا پیدا ہونا دشوار ہے۔ کہ اس کے لئے زیادہ ایثار اور اسلام اور خدا و رسول کی محبّت کی ضرورت ہے۔ تاہم آج نہیں کل یہ کام ہوگا اور انشاء اللہ ضرور ہوگا۔

پھر ایک مزید ضرورت یہ پیدا ہو رہی ہے۔ کہ جو مبلغین مستقل طور پر خدمت اشاعت اسلام میں مصروف ہو چکے۔ اور اس امر کے عہود و مواثیق بھی داخل کر چکے ہیں ان کے لئے کم از کم چند جھونپڑے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ پونہ میں مکان کی دقّت سخت ہے۔ بڑے بڑے کرایہ پر بھی مستقل طور پر کسی اچھے مکان کا ملنا ناممکن ہو رہا ہے۔ خود ہم کو سوا سال کی مسلسل تلاش کے باوجود آج تک کوئی مکان نہ مل سکا۔ اس سلسلہ میں پونا میں قریب ۵۳ ایکڑ زمین خرید کر لی گئی ہے۔

ملیبار کا کام بھی مستقل بنیادوں پر شروع کر دیا گیا ہے۔ یتیم خانوں کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ تعداد لڑکے اور لڑکیوں کی ڈیڑھ سو تک جا چکی ہے۔ ہر ایک یتیم خانہ کے ایک ایک پرائمری مدرسہ جاری کیا جا چکا ہے۔ اور مردانہ مدرسہ کے ساتھ زراعتی تعلیم بھی شروع کر دی گئی ہے صنعتی تعلیم کا انتظام ہو رہا ہے۔

سپننگ ہوم (کاتنے کی کارگاہ) بھی شروع ہے۔ قریباً ۲۰ عورتیں کام کرتی ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی رہیگی۔ اور اگر یہ کام کامیابی سے چل سکا تو اس کے ساتھ کھڈیوں کا کام بھی جاری کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔

دو مقامات پر صنعتی کارگاہوں کا انتظام ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ اس سال ہی میں یہ کام پوری طرح قائم ہو جائیگا۔

ملیبار میں علاوہ اس تمام کام کے اشاعت کا کام بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ سر دست کالی کٹ میں ایک مرکز کھولا گیا ہے۔ بعد ازاں انشاء اللہ مزید مراکز کا افتتاح بھی عمل میں آئیگا۔

آنریری ورکرز

گو ہمیں شکایت ہے کہ کام کی اہمیت اور وسعت کے مطابق آدمی میسر نہیں آئے لیکن تاہم خدا کے بندے ایسے بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے جمعیت کی آواز پر لبیک کہا ادھر ادھر سے اس میدان میں

محض للہ جمعیت ہذا کے کاموں میں پوری امداد فرمائی۔ ازانجملہ صاحبزادہ محمد عمر صاحب سجادہ نشین بیربل ضلع شاہپور خاص طور پر قابل ستائش ہیں گو ہمیں افسوس ہے کہ مصروفیت کی کثرت اور مبلغین کی قلت کیوجہ سے ان کی مساعی عمل سے جمعیت پورا فائدہ نہیں اٹھا سکی لیکن امید ہے کہ جو میدان عمل وہ تیار فرما رہے ہیں وہ اپنے وقت میں پورا بار ور ثابت ہوگا۔ اسی طرح سید محمد اسحاق صاحب نورپوری ضلع کانگڑہ کی مساعی خاص شکریہ کی مستحق ہیں جو عم بزرگوار کی معیت میں کوہستانی اضلاع کے دورہ کے لیے بہترین رفیق و معین ثابت ہوئے۔

اعتذار

مندرجۂ صدر چند صفحات میں جو مختصر حالات ہدیۂ ناظرین کیے گئے ہیں اس سے یہ مقصد نہیں ہے کہ جمعیت ہذا کا کوئی اہم کارنامہ قارئین کرام کے سامنے پیش کیا جائے یا اس پر خراج تحسین حاصل کیا جائے۔ بلکہ مقتضیات وقت نے مجبور کیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ملی حالت کا ایک دھندلا سا نقش ان کے سامنے لایا جائے اور ان خطرات ملی سے انہیں آگاہ کیا جائے۔ جو غیر مسلم اقوام (خصوصاً عیسائی مشنریوں) کی لگاتار جدوجہد سے ان کے خلاف منڈلا رہے ہیں تاکہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شاہراہ پر پوری طرح گامزن ہوں۔ علاوہ ازیں مالابار کے مصیبت زدگان کی امداد کا کام ایسی اہمیت رکھتا تھا کہ اس کا فی الفور ملک کے سامنے لانا ضروری تھا۔ کیونکہ اس کا تمام دارومدار مرکزی خلافت کی مالی امداد اور عام عطیات پر ہے۔

وآخر دعونا الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا خیر المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین ؂

فقیر محی الدین احمد کان اللہ لہ سکرٹری جمعیۃ دعوت و تبلیغ اسلام

پورٹ

گوشوارہ مخارج جمعیۃ دعوۃ تبلیغ اسلام پونہ از جولائی سنہ ۱۹۲۱ء تا مارچ سنہ ۱۹۲۲ء

نمبر شمار	تفصیل مدات اخراجات	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ	میزان	کیفیت
۱	کفاف مبلغین	۱۳۵-۶-۶	۲۳۰-۰-۸	۲۴۱-۱۳-۳	۲۶۲-۰-۳	۴۴۴-۱۲-۶	۸۶۶-۱۰-۶	۴۸۰-۱-۳	۴۳۰-۱۵-۹	۳۹۳-۱۲-۶	۳۶۵۵-۹-۲	تفسیر فاتحہ کی طباعت کا خرچ الگ نہیں دکھایا گیا ۔۔
۲	تعلیم	۴۲-۴-۰	۲۰۶-۱۰-۰	۱۰۲-۴-۹	۱۶۹-۲-۹	۶۳-۸-۶	۲۸۳-۱۰-۰	۱۵۰-۹-۶	۲۴۱-۲-۶	۳۵۶-۱۴-۹	۱۶۵۶-۴-۱	
۳	سفر خرچ	۲۱-۱۳-۶	۴۶-۹-۰	۴۶-۸-۰	۱۵-۴-۰	۳۴-۵-۶	۱۲۲-۱۵-۰	۶۶-۱۳-۳	۱۶-۱۳-۰	۱۱-۸-۶	۳۹۲-۹-۹	
۴	کتب خانہ	۱۸-۰-۰	۴۱-۸-۰	۵۹-۱۲-۰	۱۰-۸-۶	۱۲-۱۳-۰	۵۶-۲-۹	۱۹-۱۳-۶	۲۶-۹-۶	۹-۶-۰	۲۶۹-۹-۳	
۵	جائداد اراضی وغیرہ	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۵۴۰۰-۱۲-۶	
۶	تالیف قلوب	۴-۰-۹		۳۶-۱۲-۰	۶-۰-۰	۱۸-۶-۹	۲-۴-۰	۱۴۲-۴-۰	۱۱۰-۹-۶	۴۶-۱۱-۰	۳۹۳-۱۵-۹	
۷	یتیم خانہ مردانہ و زنانہ { آمد خرچ	۵۲۱-۸-۰ ۸۸۸-۱-۰	۴۶۵-۱۲-۰ ۶۴۲-۱۵-۱۰	۴۳۶-۰-۰ ۵۴۴-۳-۶	۴۶۸-۱۲-۰ ۶۱۹-۱۲-۳	۴۲۸-۱۲-۰ ۸۸۳-۴-۳	۶۴۵-۰-۰ ۹۶۹-۱۵-۳	۵۸۹-۰-۰ ۱۰۰۵-۸-۵	۸۱۶-۲-۳ ۱۲۵۹-۱-۰	۸۲۶-۰-۰ ۱۳۱۰-۰-۶	۶۱۵۱-۶-۳ ۸۲۱۱-۰-۸	
۸	مرمت وغیرہ متعلقہ جائداد	۶۰-۱-۶	۵۵-۳-۰	۳۵-۸-۶	۸-۵-۰	۱۹۸-۱۵-۹	۲۰۹-۱۰-۰	۳۶-۸-۰	۳۸-۰-۰	۵۵-۱۲-۶	۷۵۹-۰-۳	
۹	متفرق	۱۵-۱۴-۹	۲۰-۱۴-۶	۳-۵-۰	۱-۱-۶	۴-۱۴-۳	۱۷-۱۴-۰	۹۷-۶-۳	۲۶-۱-۳	۲۳-۱۱-۰	۱۸۱-۲-۶	
۱۰	چرخہ رلیف	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۵-۱۰-۶	۸-۰-۰	۸۳-۸-۰	۴۰-۶-۰	۱۳۷-۸-۶	
۱۱	موپلا رلیف	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۔ ۔	۱۹-۵-۰	۱۵۳-۹-۳	۱۷۳-۱۴-۳	
۱۲	مسجد عثمانیہ { آمد خرچ	۱۶۰-۹-۸ ۹۳-۹-۶	۱۱۰-۰-۰ ۱۲۴-۲-۲	۱۴۰-۰-۰ ۱۴۳-۵-۵	۱۱۰-۰-۰ ۱۸۲-۸-۳	۱۰۷-۸-۰ ۲۱۰-۷-۹	۹۳-۴-۹ ۱۱۷-۱۳-۹	۹۵-۰-۰ ۱۸۲-۱۴-۰	۱۰۹-۱۲-۹ ۱۶۹-۲-۱	۵۹-۰-۰ ۷۳-۱-۵	۱۰۶۰-۳-۲ ۱۹۱۱-۰-۲	
۱۳	اسٹاک	۱۴۰-۴-۰	۴۵-۴-۰	۔ ۔	۷-۱۳-۳	۱-۲-۰	۵۳-۱۴-۰	۳-۱۴-۰	۱۱۳-۱۰-۰	۴۳-۹-۶	۴۰۰-۰-۹	
نوٹ	مسجد عثمانیہ مندرجہ خانہ ۱۲ کے مصارف میں ۔ جو بیشی ہوتی وہ متولی اپنے پاس سے ادا کرتے ہیں جمعیت صرف اہتمام [illegible] کرتی ہے										۲۳۴۸۶-۸-۸	

گوشوارہ نمبر ۲

گوشوارہ حساب جمعیت از اپریل سنہ ۱۹۲۲ء تا ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

نمبر شمار	تفصیل اخراجات	اپریل	مئی	جون	جولا	اگست	ستمبر	میزان	کیفیت
۱	کفاف معلمین	۴۲۹-۶-۳	۵۵۱-۴-۲	۵۱۹-۱-۵	۴۰۴-۳-۰	۵۸۶-۱۴-۷	۵۱۴-۱۰-۸	۳۲۰۵-۸-۲	
۲	تعلیم	۱۴۴-۱۳-۳	۲۰۴-۴-۰	۲۸۷-۱-۶	۲۱۳-۱۱-۰	۲۷۵-۵-۱۰	۲۴۳-۶-۸	۱۳۸۸-۱۰-۳	
۳	سفر خرچ	۱۲۲-۱۰-۶	۱۹-۱۵-۳	۰ ۰	۶۰-۰-۰	۸۱-۶-۶	۷۶-۰-۱۱	۳۶۰-۱-۲	
۴	کتب خانہ	۲۵-۱۳-۰	۱۱-۹-۰	۸-۴-۹	۱-۰-۰	۱۹-۱۵-۳	۲۵-۰-۳	۹۱-۱۰-۳	
۵	چرخہ ریلیف	۵۵۲-۷-۰	۵-۱۱-۰	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۵۵۸-۲-۰	
۶	تالیف قلوب	۱۱-۹-۸	۰ ۰	۱۰-۰-۰	۱۷-۱۴-۰	۶۱-۰-۰	۰ ۰	۱۰۰-۷-۸	
۷	یتیم خانہ مردانہ / زنانہ خرچ	۱۲۷۹-۹-۱½	۷۴۹-۴-۶	۷۳۶-۱۴-۰	۷۷۶-۱۳-۹	۷۹۹-۱۳-۶	۷۸۶-۴-۹	۵۳۲۸-۳-۶½	
		۱۸۹۷-۴-۳	۱۵۷۳-۱۴-۰	۱۴۷۸-۷-۴	۱۳۸۰-۵-۱۱	۱۵۳۱-۲-۷	۱۰۵۴-۹-۵	۹۱۱[illegible]-۱۱-۶	
۸	مرمت متعلقہ جائداد یتیم خانہ	۶۲-۵-۰	۱۴-۹-۰	۶۸-۵-۳	۵۱۵-۶-۳	۹۸-۱-۰	۲۳-۱۴-۰	۷۸۲-۸-۶	
۹	متفرق اخراجات	۱۱-۰-۶	۴۶-۲-۶	۴-۱۱-۶	۱۲-۱۵-۶	۲۵-۶-۳	۰ ۰	۱۰۰-۴-۳	
۱۰	متفرق اخراجات مراکز ... شارہ سیر و کانی کٹ وغیرہ	۲۲۸-۱۲-۳	۶۱۱-۱-۹	۸۰۰-۶-۳	۱۸۷-۳-۰	۵۶۶-۷-۶	۹۱-۱-۶	۲۴۹۵-۰-۰	
۱۱	برائے تبلیغ) موپلا ریلیف	۰ ۰	۵-۵-۰	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۰	۵-۵-۰	
۱۲	عثمانیہ آمد	۹۶-۸-۰	۱۱۰-۰-۰	۱۲۱-۸-۰	۱۲۴-۸-۰	۱۰۷-۸-۰	۱۰۱-۰-۰	۶۶۱-۰-۰	
	مسجد خرچ	۲۸۲-۱۵-۵	۱۲۲۱-۱۰-۶ ×	۲۳۸-۴-۸	۳۴-۹-۰	۱۴۷-۲-۰	۹۷-۸-۳	۲۲۱۴-۲-۴	× زیادتی اخراجات جانب فی طالب کی زیادتی کے ہے
۱۳	اسٹاک	۱۵۹-۱۴-۰	۳۵-۱۳-۰	۴۴-۳-۹	۵۴-۳-۳	۱۸-۸-۶	۲۲۴-۲-۰	۵۴۶-۱۲-۶	
	میزان کل						۲۳۷۵-۰-۰	۱۵۲۱۲-۵-½	۱۴۹۷۴-۱۵-۱۱½

گوشوارہ نمبرا

گوشوارہ حساب جمعیت پنجاب از جون سنہ ۱۹۲۰ء تا دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

گوشورہ نمبرا

شمار	تفصیل مدات اخراجات	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر	میزان	کیفیت
۱	کفاف مبلغین	۰۰۰	۶۲-۸-۰	۳۵-۰-۰	۸۰-۱۱-۰	۴۷۱-۰-۰	۱۴۳-۱۳-۰	۳۴۳-۱۱-۰	۱۱۳۶-۱۱-۰	
۲	سفر خرچ	۴۰-۰-۰	۱۰۶-۱۱-۶	۳۷-۶-۰	۷۰-۱۵-۰	۸۸-۰-۰	۲۴-۳-۰	۸۳-۳-۰	۴۵۰-۹-۶	
۳	کتب خانہ	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۵-۸-۰	۳-۱۲-۰	۰ ۰	۰ ۰	۹-۴-۰ ۰	
۴	تالیف قلب	۵-۰-۰	۲۲-۰-۰	۰ ۰	۱۳-۱۴-۰	۰ ۰	۳۱-۵-۰	۲۹-۰-۰	۱۰۱-۳-۰	
۵	متفرق اخراجات	۲-۸-۰	۲۴-۴-۹	۲۸-۱۴-۰	۲۷-۵-۰	۳۵-۱۵-۳	۱-۱۲-	۱۴-۴-۰	۱۳۴-۱۵-۰	
۶	کتابت وطباعت	۱۱-۶-۰	۳۷-۱-۹	۲۹-۸-۰	۴۰-۲-۰	۴۰-۶-۰	۰ ۰	۰ ۰	۱۳۸-۷-۹	
	میزان	۵۸-۱۴-	۲۵۲-۱-۰	۱۳۰-۱۲-۰	۲۱۸-۷-۰	۶۳۹-۱-۳	۲۰۱-۱-۰	۴۷۰-۲-۰	۱۹۷۰-۱۵-۳	

گوشوارہ نمبر ۲

گوشوارہ حسابات جمعیت پنجاب از جنوری سنہ ۱۹۲۱ء تا دسمبر ۱۹۲۱ء

شمار	تفصیل مدات اخراجات	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر	میزان	کیفیت
۱	کفاف مبلغین	۳۱۶-۰-۰	۳۰۳-۱۴-۳	۳۳۵-۱۲-۰	۸۲۱-۰-۰	۳۸۶-۰-۰	۳۱۹-۰-۰	۶۹۸-۰-۰	۶۲۶-۰-۰	۳۹۲-۱۱-۰	۴۵۴-۰-۰	۵۲۵-۰-۰	۲۶۶-۰-۰	۵۸۴۴-۵-۰	
۲	سفر خرچ	۵۱-۰-۰	۲۸-۶-۰	۲۶-۱۲-۶	۴۵-۰-۰	۱۶-۱۴-۳	۲۲-۲-۲	۲۰۴-۱۳-۳	۱۸۴-۱۳-۳	۹۰-۳-۶	۱۱۴-۱۴-۶	۲۸-۹-۰	۲۹-۰-۰	۸۱۹-۸-۹	
۳	کتب خانہ	۰	۰	۴-۸-۰	۲۳-۸-۰	۵۵-۲-۰	۱۰-۸-۰	۰	۲-۰-۰	۰	۰	۸-۰-۰	۰	۱۰۲-۱۰-۰	
۴	تالیف قلوب	۴۵-۰-۰	۱۰-۰-۰	۰	۰ ۰	۰	۰	۵-۱۲-۰	۲۱-۶-۰	۱۲-۶-۰	۶۶-۵-۳	۸۰-۴-۰	۲۶-۱۲-۶	۲۹۱-۸-۰	
۵	متفرق اخراجات	۲۱-۱۲-۰	۲۱-۹-۰	۲۶-۰-۳	۴۱-۰-۰	۲۳-۶-۶	۱۱-۰-۰	۲۱-۱۲-۰	۸-۹-۶	۲۱-۹-۳	۸-۱۴-۰	۶-۲-۶	۱۶-۱۵-۶	۲۳۱-۳-۹	
۶	کتابت و طباعت	۰	۲۵-۰-۰	۱۹-۰-۰	۱۱۴-۱-۰	۲۲-۴-۰	۳-۴-۰	۰	۰	۲۰-۰-۰	۲۱۰-۰-۰	۰	۰	۴۱۴-۹-۰	
	میزان	۴۳۴-۹-۰	۳۸۸-۱۲-۳	۴۱۳-۱۱-۰	۱۰۴۴-۹-۰	۶۰۲-۱۱-۹	۳۶۵-۱۴-۳	۱۰۲۰-۴-۳	۹۵۳-۱۴-۰	۴۸۲-۱۴-۳	۸۵۵-۱۲-۶	۶۴۸-۱۵-۶	۳۴۱-۱۴-۰	۷۷۰۴-۱۲-۶	

گوشوارہ نمبر ۳

گوشوارہ حسابات جمعیت پنجاب از جنوری سنہ ۱۹۲۲ء تا ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

شمار	تفصیل بابت اخراجات	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	میزان
۱	کفاف مبلغین	۳۸۴-۴-۹-۰۰	۵۴۲-۰-۰۰	۹۹۰-۱۲-۶	۴۱۷-۰-۰۰	۴۱۹-۰-۰۰	۴۲۹-۰-۰۰	۴۲۹-۰-۰۰	۲۴۳-۰-۰۰	۲۹۰-۵-۳	۴۱۴۲-۱۰-۹
۲	سفر خرچ	۱۰-۰-۰۰	۲۰-۱۱-۰۰	۱۶۰-۸-۰۰	۴۱-۰-۰۰	۴۲-۱۵-۰۰	۶۲-۱۲-۰۰	۴۰-۰-۰۰	۶۶-۸-۶	۱۱-۸-۰۰	۴۵۵-۱۴-۶
۳	کتب خانہ	۳-۰-۰۰	۰-۴-۰۰	۶۷-۱۴-۰۰	۳-۸-۰۰	۲۵-۷-۰۰	۲-۱۴-۰۰	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۱۰۲-۵-۰۰
۴	تالیف قلوب	۳۴-۱۴-۰۰	۲۵-۰-۰۰	۵۷-۱۴-۰۰	۰-۰-۰۰	۱۹-۷-۰۰	۲۱-۱۲-۰۰	۱۲-۰-۰۰	۴۲-۰-۰۰	۶۱-۰-۰۰	۲۷۴-۹-۰
۵	متفرق اخراجات	۴-۲-۹	۱۱-۲-۰۰	۷۵-۲-۳	۱۷-۳-۰۰	۹-۱۲-۰۰	۷-۷-۰۰	۹-۰-۰۰	۷-۱-۶	۳-۲-۰۰	۱۷۷-۰-۶
۶	کتابت و طباعت	۶۲-۱۰-۰۰	۳۱-۸-۰۰	۱۸۵-۲-۰۰	۱۶-۴-۰۰	۰ ۰	۱۵-۸-۰۰	۰ ۰	۱۰۷-۰-۰۰	۰ ۰	۴۱۸-۰-۰۰
	میزان	۵۳۵-۳-۰	۶۳۱-۳-۰۰	۱۵۳۷-۴-۹	۴۹۴-۱۵-۰۰	۵۱۴-۹-۰۰	۵۳۸-۱۱-۰۰	۴۸۷-۰-۰۰	۴۶۴-۱۰-۰۰	۳۶۵-۵-۳	۵۵۷۱-۷-۹

گوشوارہ چندہ عام موصولہ جمعیت پنجاب از جون ۱۹۲۰ء تا دسمبر ۱۹۲۲ء

سال	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر	میزان
۱۹۲۰	۰	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۰ ۰	۲۷-۰-۰	۸۰-۰-۰	۱۰۲-۱۴-۹	۳۲۱-۱-۹	۴۷۰-۱۲-۳	۲۷-۰-۰	۷۳-۰-۰	۱۱۰۱-۱۲-۹
۱۹۲۱	۸۶-۵-۹	۴۵-۷-۳	۴۹-۰-۰	۵۲۹-۹-۶	۲۱۷-۱۵-۹	۲۱۶-۰-۹	۲۰۹-۹-۰	۰ ۰	۳۸-۰-۰	۴۵-۸-۰	۸۴-۰-۰	۰	۱۶۲۱-۲-۰
۱۹۲۲	۴-۰-۰	۲۰-۰-۰	۱۲-۰-۰	۴-۰-۰	۲۰-۰-۰	۷۰-۴-۰	۰ ۰	۶۲-۰-۰	۷۰-۰-۰	۰ ۰	۰	۰	۲۹۲-۴-۰
میزان	۹۰-۵-۹	۶۵-۷-۳	۶۱-۰-۰	۵۳۳-۹-۶	۲۳۷-۱۵-۹	۳۱۳-۴-۹	۲۸۹-۹-۰	۱۶۴-۱۴-۹	۴۲۹-۱-۹	۵۱۶-۱-۳	۱۱۱-۰-۰	۷۳-۰-۰	۳۰۸۵-۲-۹

نوٹ

تفصیلی فہرستیں اسم وار دفتر جمعیت پنجاب سے پہلے شایع ہو کر تقسیم ہو چکی ہیں۔

نقشہ نمبر ۴

نقشہ مبلغین علاقہ مہاراشٹر تا اختتام نومبر ۱۹۲۲ء

اسمائے مبلغین	ریل	ٹانگہ	موٹر	گھوڑا	پیدل	سائیکل	میزان
مہتمم متعینہ مرکز تبلیغ	۴۴۰۸	۱۶	۱۷۸	۳۲	۱۰	۴۳۸	۵۰۸۲
مولوی مقبول احمد صاحب سابق مبلغ گھورنڈی حال متعینہ احمد نگر	۷۰۴	۰۰	۵۰۴	۱۴۴	۱۵۴	۰۰	۱۵۰۶
مولوی سردار محمد صاحب مبلغ ریاست مورش دستارا	۲۲۵۰	۱۲	۸۸	۰۰	۶۵	۰۰	۲۴۱۵
چودہری نور حسین صاحب سابق مبلغ ستارا حال متعینہ کالی کٹ	۴۸۰	۰۰	۴۸	۰۰	۱۴۰	۰۰	۶۶۸
چودہری عبدالاحد صاحب مبلغ ستارا حال احمد نگر (درحقیقت)	۱۳۲۴	۲۵۸	۰۰	۰۰	۶۰	۰۰	۱۶۴۲
مولوی احمد علی صاحب سابق مبلغ گھورنڈی	۰۰	۰۰	۸۴	۰۰	۳۰۸	۰۰	۳۹۲
کل میزان							۱۱۷۰۵

بعضا مولوی مقبول احمد صاحب

نقشہ متعلمین مدارس جمعیۃ دعوۃ و تبلیغ اسلام پونہ

شمار	نام مدرسہ	تعداد طلبا	ذکور	اناث
۱	حاجی صالح محمد اسکول پونہ	۶۹	۶۹	x
۲	جمعیۃ فری سکول پونہ	۹	۹	x
۳	جمعیۃ گرلز سکول پونہ	۲۹	۰	۲۹
۴	جمعیۃ نائٹ اسکول	۱۶	۱۶	x
۵	مدرسہ تعلیم قرآن	۲۷	۲۷	x
۶	ٹریننگ کالج	۱۴۳	۱۴۳	x
۷	بیت المسجد دینیات	۲۶	۲۶	x
۸	ڈپیر سکول	۲۲	۲۱	۱
۹	گل ٹیکری سکول	۱۶	۱۴	۲
۱۰	نگوچ سکول	۲۶	۴	[illegible]
۱۱	احمد نگر یتیم خانہ	۲	۲	x

نقشہ نمبر

جمعیتہ دعوت و تبلیغ اسلام

صدر دفتر۔ بمقام پونا صدر۔ ۲۴۱۰۔ ایسٹ اسٹریٹ۔

دفاتر ماتحت۔ صوبہ پنجاب (لاہور دروازہ شیرانوالہ)

مہاراشٹر (احمد نگر۔ ستارہ۔ مرج)

دکن۔ (ملیبار۔ کالی کٹ)

اغراض و مقاصد

(۱) قرآن حکیم کی اشاعت بذریعہ تراجم و درس۔

(۲) ارکان اسلام کی اشاعت اور شرک و رسوم قبیحہ کا ازالہ۔

(۳) غیر مسلم اقوام کو دعوت اسلام

(۴) لاوارث یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت بغرض تبلیغ و اشاعت۔

(۵) اسلامی لٹریچر اور تاریخ کی اشاعت۔

(۶) امداد مصیبت زدگان حسب گنجائش۔

جمعیت دعوت و تبلیغ کی تصانیف

تفسیر سورہ فاتحہ قیمت . . . . عہ

ترجمہ اردو در النضید مصنفہ امام شوکانی رحمتہ اللہ علیہ (زیر طبع)

القول الفرقان فی توضیح حقائق القرآن (نصاریٰ کے چودہ سوالوں کا جواب عقلی و نقلی دلائل سے)

یہ کتب

دفتر لاہور سے طلب کیجیے

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

روداد عمل

جمعیت دعوت تبلیغ اسلام پونا

حصہ سوم متعلق بہ

ملیبار ریلیف ورک

محررہ

محی الدین احمد بی۔ اے قصوری۔ ناظم جمعیت

مطبوعہ مطبع ہندوستانی لاہور باہتمام سردار چتر سنگھ صاحب منیجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملابار کے حوادث کی ابتدا بیس اگست سنہ ۲۱ء کو ہوئی۔ مظلومیت کی تمام تاریخ الیا خونین صفحہ پیش کرنے سے قطعاً قاصر ہے جس میں کئی حقیقی بلیک ہول چھپے ہوئے اور کئی کربلاء نمایاں ہوں۔ یہ رنگین صفحہ جس کا ہر ہر حرف انسانی خون سے لکھا ہوا ہے۔ بیس اگست سنہ ۲۱ء کو شروع ہوا اور ۲۶ ور اگست سنہ ۲۲ء پر جا کر ختم ہوا۔ واقعات و حوادث کو جن جن ترکیبوں سے چھپایا گیا اور "نقض امن و صلح" "بغاوت و فساد عام" "غیر مسلم کے قتل عام" اور اوسکی جان وآبرو کا عام اتلاف وغیرہ کو مختلف رنگین پردوں میں جس ہنرمندی کے ساتھ دکھلایا گیا ہے۔ ان کی تحقیق و تنقید۔ اور کشف و اظہار اس وقت ہمارا مقصد نہیں ہے یہ کام زیادہ تفتیش و تجسس کا طالب اور زیادہ فرصت و مہلت کا محتاج ہے۔ اسوقت ہمارا منشاء یہ ہے کہ صرف اس کام کی ایک مختصر سی روداد اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کر دیں جو جمعیت دعوت اور تبلیغ اسلام پونا نے ۲۵ فروری سنہ ۲۲ء سے لے کر آج تک مالابار کی مظلوم بستی میں کیا ہے۔ اور کرنے کا ارادہ ہے۔

حالات صحیحہ کا اسرار و اخفاء اور ناسر غلط و مخترعہ واقعات کا اظہار و اعلان۔ ہندو صحافت کی چیخ و پکار۔ "گورنمنٹ کے اعلانات" "ملک کی عام حالت" "سیاسی مطالع کی گہرائی" "ہندو مسلم اتحاد اور اسکی ضرورت" "یوسف کا زائد از ضرورت حزم و احتیاط" اور بعض برادران یوسف کا "زبردست مارے اور رونے نہ دے" کے اصول پر عمل۔ یہ سب ایسی چیزیں تھیں جنہوں نے پردہ

مالابار کے مسلمانوں کو عام طور پر اور ہماری سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو خاص طور پر صرف اصلی واقعات ہی سے بے خبر رکھا۔ بلکہ موخر الذکر جماعتوں کو اس امر پر مجبور بھی کر دیا کہ وہ موپلہ قوم کے ایسے افعال شنیعہ اور اعمال سیئہ سے کامل بیزاری اور نفرت کا اظہار کر کے ان کو ان کے مٹانیوالوں کے کامل رحم پر چھوڑ دیں۔

گو واقعات کو کامل طور پر غلط مشتہر کرنے اور مصائب کو اصلاً چھپانے کی بہتیری کوششیں ہوئیں۔ تاہم جلدی ہی یہ بات خود بخود ظاہر ہونے لگی۔ کہ جنوبی ملیبار کی وہ بدنصیب مسلم آبادی جو موپلہ کے تاریخی نام سے پکاری جاتی ہے۔ بدترین بربریت اور درندگی کا تختہ مشق بن رہی ہے اور اس وحشت و خونخواری میں سوائے اس قوم کو کامل طور پر فنا کر دینے کے اور کوئی جذبہ نظر نہیں آتا۔ لیکن چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی اسلامی جماعتوں میں سے کوئی بھی اپنی اپنی پیش نظر مصلحتوں کی بنا پر اس رحم و اعظم کام کی طرف توجہ نہیں کر سکتی تھی کہ ایک مرتی ہوئی مسلم قوم کو بچا کر بچائے۔ حالانکہ یہ ان کا ایک مذہبی وظیفہ تھا۔ جس کی ادائگی خود اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ سے کچھ کم نہ تھی۔ اسواسطے جمعیت ہذا نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ وہ موپلہ تبلیغ کام کو اپنے ہاتھ میں لے۔ چنانچہ فروری گذشتہ کی ۲۲ تاریخ کو سکرٹری جمعیت معہ اپنے دو رفقائے عمل کے (قاضی عبد الواحد اور ماسٹر عبد المجید) پونا سے روانہ ہو کر ۲۵ فروری کی دوپہر کو کالی کٹ میں پہنچ گیا۔ جو ضلع ملیبار کی مرکزی تحصیل (تعلقہ) ہے۔ اور افسر ضلع (کلکٹر) کا صدر مقام بھی ہے اسوقت ارناڈ و ولوناڈ اور بعض حصص پونانی (یہ تینوں تعلقے ہیں) اور کالی کٹ کے بعض حصص کالی کٹ میں مارشل لا نافذ تھا۔ جسکی جگہ بعد میں آرڈیننس نے لی۔ آرڈیننس بھی دراصل تبدیل شکل مارشل لا کی ایک قسم ہے۔ اس میں پولیس کو پورے اختیارات حاصل ہوتے اور تمام مقدمات کو بلا نیم سماعت اور بہ اقل قلیل شہادت فیصلہ کرنے کے لئے سپیشل ٹریبونل خاص عدالتیں متعین ہوتی ہیں۔ ۶ ماہ کی اس ہوشربا مدت میں جو جو کپکپا دینے والی کاروائیاں جنہ افسران پولیس نے کیں۔ اور جس جس عجیب طرز پر گرفتاریاں شہادتوں کی فراہمی۔ گھروں کا لوٹنا۔ رشوت ستانی۔ ملزمین کی سزا یابیاں عمل میں آئیں۔ ان کا اظہار ہمارے پیش نظر کام کی حد سے باہر ہے۔ اسقدر کہا جا سکتا ہے کہ اکثر دیہات ایسے ہیں۔ جہاں ایک بالغ مرد مسلمان کا ملنا"

اور جہاں ایک گھر کا عالم نظر آتا۔ اور اگر گھر موجود ہو تو گھر میں اثاث البیت کا دکھائی دینا ناممکن ہے۔ اجڑی ہوئی بستیوں۔ جلے ہوئے گھروں۔ برباد شدہ مسجدوں خراب حال عورتوں ویران شدہ کنبوں۔ تباہ حال بچوں۔ کا اگر کوئی نظارہ منظور ہو تو مشتے نمونہ از خروارے ترور انگاڑی۔ چرو پہ۔ ویا کاڈ۔ چاتا نانگم۔ چیرپلا واڈی۔ اریکاڈ۔ نیلمبور۔ کالی کاٹ۔ پیرنتھل مینان۔ ملیاکرشی۔ ملیا تور۔ انگاڈی پرم وغیرہ دیہات کو ایک نظر جاکر دیکھ لو۔ یا ہمارے ان مضامین پر ایک نظر ڈال لو۔ جو ہم نے وقتاً فوقتاً ہندوستان کے بعض مشہور اخبارات مثلاً زمیندار (لاہور) وکیل (امرتسر) ہمدم (لکھنؤ) خلافت (بمبئی) مدینہ (بجنور) آزاد ہند (مدراس) عصر جدید (کلکتہ) وغیرہم میں چھپوائے ہیں۔ فمن شاء فلینظر۔

ہنگامہ زیر بحث اور علاقہ متاثرہ

لیکن قبل اس کے کہ جمعیت کا کام کرنے کا کوئی تفصیلی تذکرہ کریں یہ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو اس علاقہ سے روشناس کرا دیں جو باصطلاح سرکاری فساد بغاوت کا اور ہمارے نکتۂ نظر سے مصیبت و پامالی کا مرکز بنا رہا۔ علاقہ مالابار دراصل ایک ضلع ہے۔ جو بوجہ اپنی خصوصیات ارضی اور زبان وغیرہ کے دس تحصیلوں پر مشتمل ہے جس میں ارناڈ و لوا ناڈ بعض حصص کالی کٹ اور بعض حصص پونانی میں فساد ہوا۔ انہیں سے ارناڈ اور ولوا ناڈ مالابار کے خطرناک ترین حصص یقین کئے جاتے ہیں۔ یہ فساد ترور انگاڑی میں ۲۰ اگست ۱۹۲۱ء کو شروع ہوا جو ریلوے سٹیشن سے ۵ میل کے فاصلہ پر ارناڈ تعلقہ میں ایک گاؤں ہے اور پھر آہستہ آہستہ تمام ارناڈ۔ تمام ولوا ناڈ اور کالی کٹ اور پونانی کے بعض بعض حصوں میں پھیل گیا۔

ہماری مشکلات

جب ہم کالی کٹ میں پہنچے۔ تو ہم کو کام کی مشکلات کا ایک سرسری اندازہ ہوا۔ یہاں پہنچنے کیساتھ ہی ہم کو اس امر کا احساس ہوا کہ کام ہمارے اندازہ اور تخیل سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ فوج کا قاہرانہ تسلط۔ "پولیس کا جابرانہ عمل" مالابار کے چپہ چپہ پر نمایاں تھا۔ کوئی بھی شخص چاہے وہ کیسا ہی امن پسند شہری کیوں نہ ہو۔ ان کی تکلیف دہ تعاقب۔ انکے متجسسانہ طرز عمل۔ اور ان کے متفتشانہ سوالات سے بچ نہ سکتا تھا۔ لوگوں پر ان کی سخت ہیبت طاری تھی۔ اور اس ہیبت کا صحیح اندازہ بھی اسوقت ہوا

جب اندرون علاقہ میں جاکر لوگوں کو بچشم خود دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس چیز کا کچھ اندازہ اس امر سے سمجھ ہی ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہم کو اندرون علاقہ میں جاکر آزادی کیساتھ کام کرنے کی اجازت ملی تو لوگ ہمارے پاس آتے ہیں ہم کو حالات بتلاتے ہم سے اپنی ضروریات و حاجات کے متعلق سوال کرتے۔ ہم کو ان کے مکان دیکھنے میں سخت تامل اور سخت درجہ مرعوب تھے یا کہ ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض حالتوں میں ہم سے ریلیف لینے میں بھی لوگوں کو پولیس کی مداخلت اور بازپرس مانع رہی ہے۔

کالی کٹ کے سٹیشن پر اترتے ہی پولیس نے ہمارے نام و پتے نوٹ کر لئے اور ہم سیدھے کانگرس کے دفتر میں پہنچے کیونکہ اس شہر میں جہاں ہماری زبان بھی سمجھنے والا کوئی نہ تھا اور کوئی جگہ سمجھ میں نہ آسکی جہاں ہم جا سکتے وہاں سے ہم خلافت آفس میں چلے آئے اور ہمنے عارضی طور پر اپنا قیام یہیں رکھ لیا۔ مالابار پراونشل خلافت کمیٹی کے سکرٹری [illegible] مسٹر محی الدین کویا تھے۔ جو قوم کے موپلہ ہیں اور مہمان نوازی اور خوش اخلاقی میں ایک قدیم مسلمان عرب کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اصل امر یہ ہے کہ اگر مسٹر محی الدین کویا یہاں پر نہ ہوتے۔ تو جس خوبی اور جس کامیابی کیساتھ ریلیف کا کام ہوا ہے کبھی نہ ہوتا۔ ایک خاموش با شریف سنجیدہ۔ فہیم۔ صابر۔ ہوشیار۔ متمدن اور سادہ مزاج کارکن انسان جو نمود و نمائش کی خواہش سے قطعاً پاک ہو۔ تمام تحریک میں جمعیت کی خوش نصیبی اور کامیابی کا اصلی زینہ ہے

(۲) یہ مشکل گو ہماری توقعات اور پنجاب کے مارشل لا کے تجربات سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھی۔ تاہم ہمارے لئے بالکل غیر متوقع یا کوئی نئی چیز نہ تھی۔ قصور کے واقعات میری آنکھوں نے دیکھے تھے اور مارشل لا کی مصیبتیں جو خود مجھ پر گذر چکی ہیں۔ قصور میں موجود تھیں۔ اسلئے اس ضمن میں ہم کو صرف یہی معلوم ہوا کہ پنجاب کا مارشل لا اضعافاً مضاعفہ ہو کر یہاں آگیا ہے لیکن جس مشکل نے ہم کو بالکل حیران کر دیا۔ وہ زبان کی اجنبیت تھی۔ یہاں پہنچکر ہم کو معلوم ہوا کہ جس قوم کی اعانت و امداد کیلئے ہمنے اڑھائی ہزار میل کے سفر کی مشقت اٹھائی ہے۔ وہ ہم سے اور ہم انسے کسی صورت میں بھی بدون ایک تکلیف دہ شخص ترجمان کے ہمکلام نہیں ہو سکتے ع زبان یار من ترکی و من ترکی نمیدانم۔ موپلہ قوم کے کسی ایسے فرد کا پتہ لگانا جو اردو کا کوئی حرف جانتا ہو۔ عملی محالات میں سے ہے۔ انگریزی دان موپلہ کا ملنا اس سے بھی زیادہ ناممکن ہے۔ اس مشکل کا اندازہ کچھ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو ایسی سرزمین میں کبھی جانے کا اتفاق ہوا ہو۔ جہاں نہ اسکی بات کسی کی سمجھ میں آسکتی ہو۔ اور نہ وہ کسی کی بات سمجھ سکتا ہو۔ پھر کام کی نوعیت اسبات

کی طالب کہ کام کرنیوالا ہر گھر کے دروازہ پر خود پہنچے۔ اور وہاں کے بیکسوں کی حالت بچشم خود دیکھے اور خواتین کی زبانوں سے سنے اور بعض دوسرے لوگوں سے اس کی تصدیق بھی کرے ترجمان جو ملتے تھے اولاً تو ان کو کام کے ساتھ وہ دلچسپی نہ ہوتی تھی اور نہ ان کو بوجہ جہل و بیخبری مصیبت زدہ لوگوں کے حالات کے ساتھ اسقدر ہمدردی جو ایک باخبر مسلمان کو ہونی چاہیئے ثانیاً وہ ترجمان حیدرآبادی ہیں دکنی کہلاتے ہیں۔ اور بوجہ سالہا سال اور پشتہا پشت سے یہیں بس جانے کے اردو زبان بہت کچھ کھو چکے ہیں۔ اور اظہار خیالات پر ایسی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ جیسی کے ایک ٹریجڈی کے بیان کو درکار ہوتی ہے۔ اسلئے بعض اوقات وہ مصیبت زدہ کی کہانی سنانے سے قاصر رہتے تھے۔

(۲) اسکے سوا ایک بڑی مشکل یہاں کی آب و ہوا اور یہاں کی اغذیہ وغیرہ کا ہمارے صوبہ کی آب و ہوا اور اغذیہ وغیرہ سے بالکل مختلف ہونے کے باعث ہمارے کارکنوں کی صحت وغیرہ کا ابتدا میں سخت خراب ہو جانا تھا۔ اور آج آٹھ ماہ کے گذرنے کے بعد بھی ہم اس مشکل کو پوری طرح پر سر نہیں کرسکے تاہم متوکلاً علی اللہ کام شروع کردیا گیا۔ مصیبت کے حالات سے جتنی زیادہ آگاہی ہوتی گئی اسی قدر اپنی حالت اور تکلیف کا احساس کم ہوتا گیا۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ پھر یہاں کے لوگوں کے آداب اور عادات واطوار کا ہمارے ہاں کے آداب واخلاق سے نمایاں طور پر متفاوت ہونا خود ایک مشکل تھی اور زبان جو واحد ذریعہ اس کے سر کرنے کا ہوسکتی تھی۔ وہ پہلے ہی بالکل مختلف تھی۔ اسلئے یہ دقت بھی ایک مستقل طور پر قائم رہی۔ اور جزواً آج تک بھی قائم ہے۔

(۳) ملابار کا علاقہ ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ آبادی بہت ہی منتشر ہے بعض اوقات ایک ہی دیشم (گاؤں) جسکی آبادی سو دو سو گھروں سے متجاوز نہیں ہوتی کئی کئی میل تک پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس ایک گاؤں کی تحقیق و دریافت حالات کے لئے ہم کئی کئی دن لگاتے تھے۔ باایں ہمہ خدا کے فضل سے کام جس مستعدی سے ہوا ہے اسکا اندازہ کچھ دیکھنے والوں ہی کو ہوسکتا ہے

لیکن ان سب سے زیادہ پرخطر مانع مقامی حکام کی بدظنی اور ان کی مشتعل شدہ طبائع تھیں۔ چنانچہ پرچہ نویسوں اور رپورٹر مخفی حکام کو ہمارے خلاف بدظن کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوگئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کالی کٹ پہنچنے کے پندرہویں روز یعنی ۱۰ مارچ کو جمعہ کے دن دن کے ۹ بجے ہم کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کالی کٹ کا یہ حکم ملا۔ کہ ہم تینوں کالی کٹ میونسپل حدود سے ہرگز باہر نہیں

جا سکتے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جلدی ہی ان کا یہ شبہ رفع ہوگیا۔ اور انہوں نے ہم کو اندرون ملک میں جانے اور موپلہ مظلومین کی اعانت کرنے کی پوری اجازت دیدی۔

آغاز کار

۳ فروری ۲۱ء کو مارشل لا اپنی طبعی زندگی (چھ ماہ) کے بعد ختم ہوگیا لیکن یہ تبدیل الفاظ و بادنے تغیر شکل و ہیئت اس کو آرڈیننس کے نام سے دوبارہ جاری کردیا گیا اسوقت مالابار میں دو جماعتیں کام کر رہی تھیں۔ (۱) پراونشل کانگرس کمیٹی ۔ (۲) سنٹرل ریلیف کمیٹی

ریلیف کے کام میں پراونشل کانگرس کمیٹی کے ساتھ بہ حیثیت اراکین کانگرس کمیٹی و نیز مندوبین خلافت جو مسلمان بھی شامل تھے۔ دس ہزار کی ایک قسط سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی سے بھی ان لوگوں کو بمد اعانت مظلومین وصول ہو چکی تھی۔ اسوقت جب میں پہنچا ہوں ڈیڑھ لاکھ سے زائد رقم کانگرس کمیٹی ریلیف ورک پر خرچ کرچکی تھی لیکن مسلمانوں کو اس سے کہاں تک فائدہ پہنچا وہ فقط اس ایک بات سے ظاہر ہے کہ اسوقت تک پانچ ہزار سے زائد رقم ان پر خرچ نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اندرون علاقہ میں مسلمانوں کی نقل و حرکت پر چونکہ سخت پابندیاں عائد تھیں اسلئے مسلمان ریلیف لینے کے لئے کالیکٹ نہیں آسکے عذر بظاہر معقول تھا۔ بشرطیکہ بعد انقضائے مارشل لا کانگرس ورکرز فراخ دلی سے کام لیتے لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعد میں انہوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے اور جو مزید لاکھ روپیہ کی رقم کانگرس نے منظور کی ہے۔ اور جس میں سے سولہ ہزار (بقول انکے) وصول بھی ہو چکا تھا۔ وہ بغیر مزدوری اور کسی خاص قسم کا کام کئے کسی کو مل نہیں سکتی تھی۔ (اگرچہ ہمارے پاس نظائر و شواہد اس امر کے موجود ہیں۔ کہ ہنڈ ریلیف بعد بھی عملاً جاری رہا ہے اور ایسے لوگوں پر تقسیم ہوتا رہا۔ جو کچھ مزدوری نہ کرتے تھے) مجھے اس امر کی کوئی شکایت نہیں۔ جو قوم خود اپنے لئے کچھ نہ کر سکتی ہو۔ وہ پاعث مردے ہمسایہ کی بنا پر بہشت کی آرزو کیوں کرے۔

سنٹرل ریلیف کمیٹی دراصل خدام الہند سوسائٹی پونا (سرونٹس آف انڈیا) کی جاری کردہ ایک جماعت تھی۔ اور انہی کی زیر ادارت کام ہوتا تھا۔ یہ جماعت پہلے پہل خالص ہندوؤں کے لئے کام کرتی تھی لیکن ان کی راست پسند طبائع نے بوقت انقضائے مارشل لا جلد یہ فیصلہ کرلیا۔ کہ اب موپلوں کی اعانت کرنی بھی ضروری ہے۔ چنانچہ شہر کے معزز موپلہ رؤسا اور حکومت کے بعض ذمہ دار افسروں وغیرہ کو اکٹھا

کرکے شہر میں ایک جماعت ترتیب دی گئی۔ جس کا کام موپلہ قوم کو ریلیف دینا تھا۔ اس جماعت کے حسن نیت میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا لیکن انکا طریق کار اور کام کی افتاد ایسی واقع ہوئی۔ جو پوری طرح خاطرخواہ نہیں ہوسکتی تھی۔ وہ مختلف دیہات میں جاتے اور عموماً وہاں پر وہیں کے چند آدمیوں کی ایک کمیٹی مرتب کر دینے کے بعد ان کے سپرد ایک رقم کر دیتے۔ اس رقم کو مرتب شدہ دیہاتی کمیٹی بعض لوگوں میں تقسیم کر دیتی اور اس طرح کام آسان تو ہو جاتا۔ مگر تسلی بخش نہیں ہوتا تھا۔ ایک اور بات جو قابلِ اعتراض معلوم ہوتی ہے وہ یہ تھی کہ چونکہ پہلے سے اس کمیٹی میں تمام دورہ لگانیوالے کمیٹیوں کے مرتب کرنے اور دریافت حال کرنیوالے لوگ عیسائی تھے۔ جو یہاں کی مشنری جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلیئے جب مسلمانوں میں ریلیف کا کام شروع ہوا تو انہیں مسیحی نوجوانوں کی خدمات اسطرف منتقل کر دی گئیں۔ تاہم اس امر کا اعتراف میرا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جس محنت و جانفشانی سے ان عیسائی مشنریوں نے یہ خدمات انجام دیں۔ وہ مسلمانوں کے لئے باعث صد ہزار عبرت و موعظت ہیں۔

ان دو کمیٹیوں کے علاوہ آریہ سماج پنجاب بھی ریلیف کا کام ایک عرصہ سے کر رہی تھی لیکن وہ خالص ہندوؤں تک محدود تھا۔ اور شمالی ملیبار میں ایک ہندو فیاض نے خاص اپنے خرچ پر ریلیف کا کام ہندوؤں کے لئے جاری کر رکھا تھا۔

یہ حالات تھے جنمیں میں نے ملیبار کی سرزمین پر قدم رکھا۔ پہلے دو تین دن تو کانگرس کمیٹی کے ریلیف ورکروں سے گفتگو وغیرہ ہوتی رہی آئندہ طرز عمل پر بھی بحث ہوئی لیکن کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ اختلاط یعنی مل کر کام کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر مسٹر محی الدین آدیا سکرٹری خلافت کے مشورہ سے یہ قرار پایا۔ کہ ترور پر پہلا مرکز (کیمپ) کھولا جائے تیسری کی صبح کو جمعہ کے روز قاضی عبدالواحد اور ماسٹر عبدالمجید صاحبان اپنے ہمراہ دو رفقاء کو دریافت حالات کے لئے ترور بھیجا۔ جو وہاں سے ۲ تاریخ کو واپس آگئے۔ حالات نہایت سنگین بتلائے اور پولیس کا دباؤ ہولناک صورت لئے ہوئے۔ وہاں جس مکان کا بندوبست بطور کیمپ کے کیا گیا تھا اسکے مالک کو پولیس نے سخت ترین دھمکیاں دے کر اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ ہم کو مکان دینے سے انکار کر دے۔ اس واقعہ کی اطلاع ہمکو پانچ تاریخ ہی کو مل گئی۔ اسلیئے اسی تاریخ کو چند بوریاں چاولوں کی اور چند

تھان کپڑے کے منگوا کر ان عورتوں میں تقسیم کئے گئے جو کانگریس آفس سے واپس آئی تھیں۔ یہ عورتیں
قریب قریب بیس اور بعض صورتوں میں تیس میل کا سفر کرکے کالی کٹ پہنچی تھیں۔ تمام دن کی جوتیاں
چٹخارنے کے بعد شام کے قریب ان کو دو دو سیر چاول دئے گئے تھے چونکہ ایسے واقعات روزانہ
ہماری سماعت میں آتے رہتے تھے اسلئے مغرب کے قریب یہ تھوڑا سا سامان منگوا کر فی الفور ریلیف
شروع کر دیا گیا۔ اور یہ گویا ہمارے تقسیم ریلیف کا پہلا دن تھا سات تاریخ کو کالی کٹ سے چھ
میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں سنزاوالور دیکھنے کو گیا۔ یہاں کی حالت عجیب تھی۔ یہاں ۳۰ (تیس)
خاندان ایسے موجود تھے جو سخت فاقہ کشی کر رہے تھے۔ ان گھروں میں ایک بھی بالغ مرد باقی نہ رہا تھا۔
اسلئے وہاں کی عورتوں کو ریلیف لینے کیلئے کہا اور تقسیم ریلیف کا کام روزانہ شروع ہو گیا ہر عورت
کو اقلاً ۷ دن کا ریلیف دیدیا جاتا تھا۔ بالغ کو نصف سیر یومیہ کے حساب … اور بچہ کو ایک پاؤ
یومیہ کے حساب سے چاول دئے جاتے۔ نادار و ننگی عورتوں کو کرتوں کا کپڑا تہبند اور اوڑھنی
بھی دئے جاتے۔ ۱۰ تاریخ (مارچ) کو جمعہ کے دن صبح کے ساڑھے دس بجے صاحب ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ کالی کٹ کی جانب سے حکم موصول ہوا کہ ہم تینوں آدمی کالی کٹ میونسپل حدود سے باہر جانیکے
مجاز نہیں ہونگے۔ یہ حکم گو میرے اور میرے رفقاء کار کیلئے ایک سخت مایوس کن منظر تھا۔ مگر تاہم
تائید ایزدی سے خوش قسمت ثابت ہوا۔ اندرون علاقہ میں جا کر کام کرنے کی چونکہ امید سر دست
بالکل منقطع ہو گئی تھی کالی کٹ کی تقسیم کو بہت زیادہ وسیع کر دیا گیا۔ تیس تیس میل بلکہ … سے بھی زائد
فاصلہ سے عورتیں آتی تھیں۔ اور ان کو چاول وغیرہ دئے جاتے تھے۔ مسٹر محی الدین کویا سکرٹری
خلافت جن کی احسانمندی کا یہ کام اور ان کی تمام کامیابی پوری زیر بار ہے تحقیق و تفتیش حالات
اور اجرائے ٹکٹ وغیرہ کا کام کرتے تھے۔ اگرچہ اسقدر فاصلہ پر بیٹھ کر کسی عورت کے متعلق
یہ فیصلہ کر لینا کہ وہ فی الحقیقت اعانت کی مستحق ہے ایک نہایت ہی مشکل کام تھا تاہم مسٹر کویا کی قوم
شناسی حالات دانی اور معاملہ فہمی نے اس مشکل کو ایک بڑی حد تک سر کر لیا پھر یہ کوشش بھی کیگئی
کہ عورتیں اپنے علاقہ کے کسی معروف آدمی کا رقعہ بھی لایا کریں جس سے غلط و غیر مستحق تقسیم کا شبہ اور
بھی کم ہو گیا تاہم اس امر کا اعتراف کرنے میں ذرا بھی باک نہیں کہ بعض ایسی عورتوں کو چاول ضرور ملتے رہے
جو اس کا استحقاق بہ بنائے حالات نہ رکھتی تھیں مگر لیکن جب ہم اپنے کام کا مقابلہ ان کمیٹیوں سے

کرتے ہیں۔ جنکے کام کرنیوالے خود اندرون علاقہ میں جاکر حالات کی چھان بین کرتے اور ٹکٹ جاری کرتے
تھے۔ تو ہم نہ بطور فخر بلکہ بر بنائے اظہار واقعات یہ کہ سکتے ہیں کہ ہمارا کام اس سمت میں بھی ان سے
کہیں زیادہ قابل اطمینان تھا۔ وللہ الحمد ۲۸ مارچ تک کام کی یہی صورت رہی یعنی کالی کٹ میں محدود
رہا۔ آخر متذکرۃ الصدر تاریخ کو منگل کے روز صاحب کلکٹر کی طرف سے یہ حکم موصول ہوا کہ وہ اپنا پہلا حکم
منسوخ کرتے ہیں اور ہم کو کلی اجازت ہے کہ ہم اندرون علاقہ میں جاکر ریلیف ـــــ کا کام کریں مسٹر
ایلیس جہانتک ہم نے دیکھا ہے ایک معقول انگریز ہیں اور اگر ان کو کوئی بات بطرز معقول سمجھائی جائے تو وہ سننے
سمجھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں چنانچہ میں نے ان کو ملکر یہ سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ میرا کام موجودہ مشہور
سیاسی پراپیگنڈا نہیں ہے بلکہ میں ایک ایسی جماعت کا سکرٹری ہوں۔ جو خالص اشاعت مذہب کا کام
کرتی ہے اور یہاں ہم صرف انسان دوستی اور اعانت مستحقین کی غرض سے آئے ہیں اور بس چنانچہ انہوں نے
اس امر کو تسلیم کرلیا اور ہم کو اندرون ملک میں جانے کی اجازت دی۔

اس اجازت کے ملجانے پر ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ ہم ایک چکر علاقہ مظلومہ میں لگا کر بچشم خود حالات
دیکھ لیں تاکہ امدادی مراکز کے افتتاح میں کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں۔ اور نیز اندرون ملک کے
مقامی حکام پولیس وغیرہ سے ملکر ان کو اپنی پوزیشن سمجھادیں تاکہ ہمارے کارکنوں کی راہ میں غیر ضروری
مشکلات حائل نہ ہوں۔ چنانچہ ۱۳ تاریخ کو جمعہ کے روز میں معہ اپنے رفیق کار قاضی عبدالواحد کے
دورہ پر نکلا۔ مسٹر محمد عثمان بی اے (علیگ) ایل ایل بی وکیل کالی کٹ اور مسٹر ظہور اللہ سوداگر
چوب نے بھی میرے ساتھ جانے کی زحمت گوارا کی۔ یہ چکر قریباً ۲۰۰ میل کا تھا۔ "یاس وحسرت" "درد و
غم" "مصیبت وبے بسی" "مظلومیت وبیکسی" "یتیمی ولاوارثی" کے جگر سوز نظارے آنکھوں نے دیکھے
اور "آہ وزاری" "نالہ وفریاد" "فغاں وشیون" کی جو سینہ شگاف صدائیں کانوں نے سنیں وہ نہ
لکھنے والے کا قلم لکھنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ سننے والے کی سماعت اسکی متحمل ہوسکتی ہے فقط ایک
نہایت ہی نامکمل سی حالت اور تعداد دیہات اور مکانوں کی ہم نے اخبارات میں شائع کردی تھی۔
جن میں سے ہمارا گذر ہوا اور یہ ان میں سے چند دیہات اور مکانات کا نقشہ تھا جو لب سڑک واقع تھے
اور ہم نے انکے متعلق دریافت کرلیا متفرق کھنڈرات اور راکھ کے تودے جو راہ میں پڑے وہ ہمارے شمار میں
داخل نہ تھے۔ اور نہ اندرون علاقہ کا پرآشوب منظر اسوقت ہمارے پیش نظر۔

ہمارے دورہ کا نتیجہ یہ تھا کہ اندرون علاقہ میں کئی ایک مراکز کھول دینے چاہئیں لیکن اسوقت ہمارے پاس صرف دس ہزار روپیہ موجود تھا جو آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی نے حالات کی نزاکت۔ موقع کی اہمیت اور بعض زبردست کارکنوں کی پرزور تحریک سے متاثر ہو کر بطور قسط اول ہم کو بھیجا تھا۔ جمعیت نے یہ کام محض متوکلاً علی اللہ اٹھا لیا تھا۔ اسوقت تک اپنی کسی خاص ضرورت کیلئے نہ صرف اسنے کبھی پبلک کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا تھا۔ بلکہ اپنے خاص کام کے متعلق کبھی اردو یا انگریزی مطبع میں ایک حرف کبھی نہیں لکھا تھا اس کا اپنا خرچ ۳ ہزار روپیہ ماہوار تک آچکا تھا۔ جو صرف دو ایک خدا کے مخلص بندے ادا کر رہے تھے۔ اسواسطے اسکا موپلا ریلیف پر کوئی بڑی رقم خرچ کرنا ناممکن تھا ملیبار کی حالت لاکھوں روپیہ کی محتاج تھی۔ تاہم خالص خدائے قدوس و [illegible] کی نوازش اور اعانت ربانی پر بھروسہ کرکے یہ کام شروع کردیا تھا۔ اور دو مزید مراکز نیلمبور اور پیرنتھل منا میں جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ دو مقامات دو مصیبت زدہ تعلقوں کے ایسے علاقوں کے مرکز تھے جہاں تشدد و جبر کی آتشباری اسوقت پورے زور پر تھی۔ اور فاقہ و گرسنگی نے معصوم بچوں اور مظلوم عورتوں کو درختوں کے پتے اور پھلوں کی گٹھلیاں تک کھانے پر مجبور کر رکھا تھا۔ بھوک اور ناداری کی شدت اس امر سے ملاحظہ ہو سکتی ہے کہ جو چاول عـ بانس کے درختوں پر کبھی کبھی اس علاقہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور صرف پندرہ دن کا کھاج ہوتا ہے اسوقت ایک روپیہ کے آٹھ اور دس سیر تک بک رہے تھے کہ آدم کے فرزند ان کو لیکر کھائیں لیکن موپلوں کی جیب میں دام نہ تھے کہ ادا کر سکیں اور بیچنے والوں کے پاس اتنی وسعت نہ تھی۔ کہ مفت دے سکیں۔

نیلمبور کا کیمپ

نیلمبور تعلقہ (تحصیل) ارناڈ کا مشہور مقام ہے اور ایسی بستیوں کا مرکز ہے جنمیں اگر دس دس میل تک آپ چلے جائیے۔ تو آپ کو ایک مرد نظر نہ آتا ہو ایک ایک چھوٹے گاؤں میں سو سو گھر تک جلے ہوئے پڑے تھے۔ عورتیں اور بچے کٹھل وغیرہ درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر اپنی بدنصیب زندگی کے باقیماندہ دن کاٹ رہے تھے۔ خوف تشدد کی بناء پر کھل کر رو بھی نہ سکتے تھے۔ اور جو کوئی غمگسار جاکر حال پوچھے۔ تو کہتے ہوئے جھجکتے اور ایک ایک لفظ پر بھوک و پیاس کے باعث سو سو بل پڑتے اور خوف کے باعث بدن پر رعشہ پڑ جاتا۔ پولیس اور فوج کے تشدد کو

عـ بانس کے درختوں پر بعض اوقات قحط وغیرہ کے دنوں میں ایک قسم کا چاول پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں لوگ توڑتے ہیں اور کھاتے ہیں

کٹھل [illegible] کو کہتے ہیں۔

بھول بھی جائیں۔ تو علاقہ میں تعصب اور اسلام دشمنی کی یہ حالت کہ باوجودیکہ نیلمبور کے فسٹ راجہ نے ہمارے کہنے پر اس امر کو گوارا کر لیا کہ وہ اس کام میں کچھ ہماری مدد کرے یعنی کم از کم ان لوگوں کی جن کی ناداری اور افلاس کی ہم تصدیق کریں۔ وہ اپنے جنگلوں میں بانس مفت کاٹ لینے دے لیکن انکے کارکنوں اور کارپردازوں کی یہ حالت کہ باوجودیکہ ان کو خود راجہ نے بلوا کر ہمارے سامنے حکم دیا اور تحریری احکام جاری کئے اور ہکوپروانے دئے لیکن ایک بانس بھی نہیں مل سکا ایسے علاقہ میں کام کرنا ظاہر ہے کسقدر کٹھن منزل کو عبور کرنا تھا۔ علاوہ ازیں علاقہ کی وسعت کی یہ حالت کہ کوئی ایک مرکز اسکو سنبھالنے کے قطعاً ناقابل تھا۔ پھر جس تن دہی جس جانفشانی سے میرے رفقائے کار نے اس کام کو انجام دیا اوسکا اعتراف نہ کرنا انکے ساتھ ناانصافی ہے جب کہ مقامی حکام اور عیسائی آبادی اور تمام دیکھنے والے اسکے معترف ہوں۔ خود مسٹر لیپٹر کا جو اس علاقہ میں چائے اور کافی کے کھیتوں کا بہت بڑا مالک اور بہت بڑا صاحب ثروت آدمی ہے۔ بیان ہے۔ کہ جس کام کو چوہدری نور حسین (یہ ہماری جمعیت کے ورکر ہیں جو اسی علاقہ میں کام کرتے تھے) نے تنہا پورا کر دکھایا ہے۔ اسکو دوسرے دس آدمی بھی شاید نہ کر سکتے۔ بسا اوقات اس جواں مرد نے اس پہاڑی علاقہ میں ایک ایک دن میں پچاس پچاس میل کا سفر سائیکل پر اپنے پیچھے ترجمان کو بٹھلا کر کیا ہے۔ کام کرنیوالوں کے جذبات کی یہ حالت کہ گھر کو دیکھ رہے ہیں ایک طرف اس گھر کی تباہ حال مظلوم بوڑھی کئی کئی معصوم ولاوارث بچوں اور بہوؤں کو آغوش میں لئے بیٹھی لرز رہی ہے۔ تو دوسری طرف ہمارا مبلغ اس پر درد نقشہ کو دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے۔

خود میری یہ حالت بارہا ہوئی کہ جب رات کے اندھیرے میں بستر پر پڑے پڑے اس داستان غم پر غور کیا ہے۔ تو درد و غم نے آنسوؤں کر سرھانے کو تر کر دیا ہے۔ آہ! مظلوم موپلا تیری داستان اپنی مظلومیت میں بالکل نرالی۔ اور تیرے صبر و تحمل کا پیمانہ عام سطح انسانی سے بالکل بلند ہے۔ پھر آفرین صد ہزار آفرین تیری ہمت پر کہ تیری آن بان اور شان میں پرکاہ کے برابر بھی کمی نہیں آئی تیری پرغرور گردن کفر و شرک کے مقابلہ میں اسی طرح بلند اور تیرا بیخوف دل اندیشہ خوف و ہراس سے اسی طرح ناآشنا ہے۔

پرنتھل بینان کا کمپ

پرنتھل بینان ولوناڈ تحصیل کا گویا صدر مقام ہے۔ اور یہ علاقہ منتھانہ وارد گبہز کا بھی صدر مقام ہے۔ مقام کی اہمیت تو اس ایک امر سے ظاہر ہے۔ کہ آمو صاحب اے ایس پی یہاں خاص طور پر متعین ہیں۔ اس وقت ایک اسسٹنٹ کلکٹر یہاں خاص لگا ہوا تھا منصف وغیرہ کی عدالت بھی موجود تھی۔ ایک اسپیشل مجسٹریٹ مقدمات فسادات کی سرسری سماعت اور تصفیہ کے لئے متعین تھا۔ حالات کی تنگی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ گرفتاریوں کی گرم بازاری تھی بعض دنوں میں ایک ایک اشٹم میں سو سوا سو تک گرفتاریاں ہوئیں ہیں۔ خانہ ویرانی کا یہ سماں کہ آپ اس قصبہ سے باہر نکل جائیں تو راکھ کے ڈھیر مٹی کے تودوں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ پڑے۔ یہاں ڈاکٹر عبدالرحمٰن حامد شفیع کام کرتے تھے۔ ان کے کام کے متعلق غیر جانبدار آدمیوں کی جو رائے ہے۔ اسکو دیکھ لینا یا سن لینا کافی ہے۔ بنگلور ریلیف کمیٹی کے نمائندے چند حضرات اس کام کو دیکھ چکے اور اپنی رائے اخبارات میں ظاہر کر چکے ہیں جس سے ان کی حسن کارکردگی کا پورا اندازہ ہوتا ہے

کالی کٹ کا کام

کالی کٹ کیمپ میں ارناڈ کالی کٹ اور پونانی تالوک کے وہ اشٹم شامل تھے۔ جو کالی کٹ سے پانچ سے لیکر چھ میل تک واقع ہیں اور جن میں فساد کے تازہ شعلوں نے ماپلا گھروں کے جلانے مساجد کو ناپاک کرنے۔ قرآن کو نذر آتش کرنے۔ گھروں کو لوٹنے۔ اور بیکس ماپلا عورتوں پر انواع واقسام کے ظلم ڈھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور ان تمام قسم فساد اور جان کاہ حرکات میں پولیس اور فوج کے ساتھ ہندو برابر کے شریک رہے ہیں۔ یہ علاقہ پندرہ اشٹم پر مشتمل تھا۔ اور اس کے انچارج ماسٹر عبدالمجید ہیں۔ جمعیت نے اس علاقہ کی ماپلا عورتوں کو ہندوؤں کے ظلم سے جو بالکل ان کے رحم پر چھوڑی گئیں تھیں رہائی دلانے کے لیے جہاں تک ان سے ہو سکتا تھا کوشش کی اور ایک حد تک انہیں اس کام میں کامیابی بھی ہوئی۔ راتوں کو جب کہ تمام خلق خدا دن بھر کی محنت و مشقت کی تکان اتارنے کو اپنے اپنے بستروں پر آرام سے سوتی ہے۔ ہندو ماپلا عورتوں کے دروازوں پر دستک دیتے اور کہتے کہ اب ہم تمہارے خاوند ہیں۔ دروازہ کھولو۔ لیکن جب یہ اطلاعیں جمعیت کے اراکین تک پہنچیں۔ اور انہوں نے اپنی پوری توجہ اس طرف منعطف کی تو ہندوؤں کو ثابت ہو گیا۔ کہ ان ماپلا

عورتوں کے محافظ ان مظلوم اور ستم رسیدہ ناپاؤں کے علاوہ اور مسلمان بھی ہیں جن کو جیل خانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں مدت کے لئے قید کر دیا ہے۔ اور وہ ابھی ان حرکات شنیعہ سے باز آئے علاقہ کالی کٹ میں دورہ وغیرہ کا جسقدر کام ہوا وہ سب ماسٹر عبد المجید نے کیا ہے اور فی الحقیقت اس محنت اس ہمدردی اور اس سرگرمی سے یہ کام سرانجام پایا ہے کہ تمام علاقہ میں کوئی گاؤں نہیں جہاں وہ نہ گئے ہوں اور کسی گاؤں میں کوئی آدمی ایسا نہیں جس سے ماسٹر صاحب موصوف نہ ملے ہوں اور تحقیقات حال نہ کی ہو۔ فی الحقیقت تحقیقات واقعات کا کام جو علاقہ کالی کٹ میں سب سے زیادہ ہوا ہے تو اس کا تمام کریڈٹ ماسٹر صاحب موصوف ہی کو پہنچتا ہے۔

کام کی عام صورت اور طریق کار

اس وقت ہمارے پونا سکول کے تبلیغی جماعت کے طلباء بھی کالی کٹ میں آچکے تھے۔ مدعا ان کو بلانے سے یہ تھا۔ کہ ایک تو ہم جس قدر اور جس طریق پر چاہینگے پورے اعتماد اور بھروسہ کے ساتھ ان سے کام لینگے۔ دوسرے یہ کہ ان کو کام کرنے کا طریق معلوم ہو گا۔ کل کو بھی لوگ مختلف حصص بلاد ملک میں پھیل کر کام کریں گے۔ اسلئے عملی تربیت کے موقعہ سے فائدہ اوٹھانا ضروری سمجھا گیا۔ پھر یہ بات بھی پیش نظر تھی۔ کہ یہ طلباء ہم کو بالکل مفت پڑینگے۔

عام طریق کار یہ تہا کہ ہر ایک کیمپ میں (کالی کٹ۔ نیلمبور۔ پرنتھل مینان) مبلغ کے ساتھ دو لڑکے بطور ہیلپر کار کر دئے جاتے تھے۔ اور ایک ترجمان ملازم رکھ دیا جاتا تہا۔ یہ مبلغ صاحب ہر دو طلبہ اور ترجمان کو لے کر ایک امشم کا دورہ شروع کرتے۔ ہر ہر گھر پر پہنچتے۔ وہاں کی رہنے والی عورتوں کی کیفیت اور ان کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ اور خود ان کی زبانوں سے سنتے۔ امشم کے کسی معتبر آدمی سے بنچایت تحقیق تصدیق بھی کرتے۔ اور پھر اس عورت کے بچوں وغیرہ کی تعداد کے مطابق ان کو ایک پرچی دے دیتے۔ جس پر اوسکے بچوں کی تعداد (چھوٹے اور جوان) لکھ دیتے۔ یہ عورت آئندہ ہفتہ کے روز کیمپ مقررہ میں پہنچتی۔ اور ایک پکا ٹکٹ حاصل کر لیتی۔ ٹکٹ کا نمونہ یہ تہا۔

No —

Jamat Dawat-o-Tabli-e Islam

Weekly / Daily Relief Ticket

Camp (نام مرکز) ________

Adults (جوان) ________

Children (بچے) ________

Quantity of Rice (مقدار چاول) ________

Signature ________

Date تاریخ ________

ہر وہ بچہ جسکی عمر بارہ یا بارہ سال سے متجاوز ہوتی۔ چاول لینے کے لحاظ سے جوان شمار کیا جاتا اور اسکی مقدار چاول یومیہ آدھ سیر تھی۔ بچے سے مراد وہ معصوم ہے۔ جو دو سال سے زائد اور بارہ سال سے کمتر عمر کا ہوتا۔ اسکے لئے مقدار چاول یومیہ ایک پاؤ ہوتی۔

پہلے تقسیم روزانہ ہوتی تھی۔ اور یہ ممکن بھی تھا۔ کیونکہ کام کالی کٹ میں محدود تھا تحقیق کے وسائل محدود تھے۔ علاقہ کی وسعت اسقدر کہ ختم کرنا مشکل ہوتا تھا۔ صبح کے ۸½ بجے سے شروع کر کے دن کے ایک بجے تک کام ہوتا تھا۔ اور پھر دو بجے یا بعض اوقات ۲½ بجے بعد نماز ظہر سے لے کر مغرب تک برابر کام جاری رہتا تھا۔ لیکن اب چونکہ بجائے ایک مرکز کے ۳ مراکز کر دئے گئے تھے اور اسلئے کالی کٹ میں کام ایک ثلث سے کم رہ گیا تھا۔ نیز براہ راست تفتیش کی راہوں کے وا ہو جانے سے یہ فرض بھی کارکنوں پر عائد ہو گیا تھا۔ اسلئے یہ ضروری تھا۔ کہ تقسیم کو ہفتہ کے دو دنوں پر محدود کر دیا جائے اور باقی کے پانچ دن تفتیش حالات اور دورہ وغیرہ پر صرف ہوں۔

یہاں یہ امر بھی صاف کر دینے کی ضرورت ہے۔ کہ چاول پہلے بھی جب ریلیف ورک کالی کٹ شہر کی چاردیواری کے اندر محدود تھا۔ "اقلاً" ایک ہفتہ ہی کے لئے دئے جاتے تھے۔ یعنی جو عورت اس جمعرات کو چاول لے گئی ہے۔ اوسکی باری چاول لینے کی اب اگلی جمعرات ہی کو آئے گی۔ اور جو نمبر جمعہ کے دن لے پڑا ہے

اس کا اگلا نمبر بھی جمعہ ہی کے روز آئے گا۔ لیکن روزانہ چاول تقسیم کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ ٹکٹوں کا نمبر اسقدر زیادہ تھا۔ کہ اسکا دو دن یا تین دن میں ختم کرنا ناممکن ہوتا تھا۔ ٹکٹ پر جو لفظ ہفتہ وار کے نیچے روزانہ مطبوع ہے۔ تو اوس کی غرض بالکل جداگانہ تھی۔ یہ ٹکٹ روزانہ ان عورتوں کو دیئے جاتے تھے۔ جو مکان کی بربادی اور رشتہ ہمسایوں کی ناقابل برداشت تکالیف کی وجہ سے گھر کو چھوڑ کر کالی کٹ میں پناہ گزین ہو گئی تھیں۔

ہاں تو ہم کہہ رہے تھے۔ کہ تقسیم کے دو دنوں کے علاوہ ہفتہ کے جو چار دن (جمعہ کو چھوڑ کر) ہوتے تھے۔ ان میں یہ مبلغ دورہ کرتے۔ ہر ہفتہ نئے مستحق دیکھے جاتے اور وہاں کی قابل اعانت عورتوں کو اپنے حلقہ ریلیف میں شامل کر لیتے۔ پہلے وہ ایک دفعہ کے بعد جب مبلغ کلاس کے لڑکے علیحدہ تفتیش حالات کرتے۔ اور پھر ٹکٹ جاری کرنے کے کام کو سمجھ گئے۔ تو ان کو جداگانہ تفتیش کے کام پر لگا دیا گیا۔ اور ان کے لئے ایک مستقل ترجمان رکھ لیا گیا۔ اسطرح آئندہ ہفتہ پہلے سابق ہفتوں سے جاری شدہ ٹکٹوں کی تعداد میں بڑھا ہوا ہوتا تھا۔ تقسیم کے ایام میں بھی یتیم بچے اپنے ہاتھوں سے چاول ماپ کر دیتے۔ ان کے کام کی مشکل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان دو دنوں میں (ہفتہ اور اتوار) یہ بچے صبح کے آٹھ بجے سے چاول تقسیم کرنے کے کام پر بیٹھتے اور ایک بجے کھانا کھانے اور نماز وغیرہ کی ادائیگی کیلئے اٹھتے۔ اکثر اوقات ایک گھنٹہ اور نہایت دو گھنٹہ کے بعد پھر اپنے کام پر ڈٹ جاتے۔ سورج کے غروب کے ساتھ ان کا کام بھی ختم ہوتا۔

اسکے ساتھ ساتھ سوائے ہفتہ میں ہفتہ ماسبق کی بہ نسبت مبلغ کا کام بھی ہمیشہ بڑھتا رہتا۔ ان دو دنوں میں تو ٹکٹوں کی تعداد میں اسقدر اضافہ ہوتا۔ کہ کچھ کہنا نہیں پھر پرانے ٹکٹوں کی دیکھ بھال۔ انکا نیا اندراج بعض کی ترمیم و تنسیخ بر بنائے حالات تازہ وغیرہ بیسیوں کام ہوتے۔ بقیہ چار دنوں میں پھر نئے مستحق کا دورہ مبلغ بچوں کے جاری کردہ ٹکٹوں کی پڑتال۔ اپنے پرانے ٹکٹوں میں سے ایک معینہ تعداد کی مزید تحقیق کہ حالات ہر دم بدلتے رہتے تھے۔ ایک ہی گھر میں دو بھائی رہتے ہیں ایک گرفتار ہو گیا ہے۔ دوسرا سخت غریب ہے بہ مشکل اپنی گذران کرتا ہے اسکے خاندان کو ریلیف دیا جاتا۔ دوسرے ہفتہ وہاں جانے پر معلوم ہوتا کہ دوسرا بھائی بھی قید خانہ میں جا چکا۔ اسکے بچے بھی بھوکے مر رہے ہیں۔ یا بعض اوقات (والنادر کالمعدوم) کوئی خوش نصیب سرسری تحقیقات

کے بعد چھوڑ دیا جاتا۔ تو اسکے خاندان کا ٹکٹ کاٹنا پڑتا۔ یہ اور اسی قسم کے بیسیوں دوسرے حالات تھے۔ جن کی بنا پر ہر کیمپ میں انچارج کا کام ہر روز بڑھتا رہتا۔

اسکے ساتھ ہی جون میں پہلے بار ساحل کی طرف موسمی ہواؤں کا رخ شروع ہوا تو شکستہ اور سوختہ مکانوں کی مرمت کا خیال بیش از پیش شروع ہوا۔ چنانچہ باوجود سرمایہ کی سخت قلت کے بعض مکانوں کی مرمت کا کام بھی متوکلاً علے اللہ شروع کر دیا گیا۔ یہ کام بظاہر جسقدر سہل معلوم ہوتا ہے۔ فی الحقیقت اسیقدر زیادہ مشکل تھا۔ ایک مکان سوختہ عورت کے حالات دریافت کئے جاتے جب یہ اطمینان ہو جاتا۔ کہ اسکے وسائل بالکل ناپید ہیں۔ اسکے پاس اور کوئی جگہ سر چھپانیکی نہیں ہے۔ تو اسے دو چار روپے دے دئے جاتے۔ کہ وہ گھاس پھوس اکٹھا کرے بانس وغیرہ لائے۔ یہ سب کام بھی اس مظلومہ کو بوجہ مردوں کے نہ ہونے کے خود ہی کرنے پڑتے۔ پھر اس کو کہا جاتا۔ کہ وہ خود ہی اس کی چھت درست کرے۔ بعض اوقات وہ خود کام کرنے سے عاری ہوتی تو دوسروں کو اسکے مکان کی مرمت کے کام پر لگایا جاتا۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ مبلغ انچارج یا نائب مبلغ کو سارا سارا دن ایک گاؤں میں مکانوں کی مرمت کی نگرانی کے لئے کھڑا رہنا پڑتا۔ اس جانکاہ مصیبت کے بعد نیلمبور مرکز میں دو سو مکان بن کر تیار ہو گئے اوسط خرچہ فی مکان دس اور بارہ روپیہ کے درمیان ہے۔ اگر مالی حالت اجازت دیتی تو اس سے بہت زیادہ مکان درست کرانے کی خواہش تھی۔ پھر بھی مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ کا اصول نہیں چھوڑا گیا۔

پیر منتقل بینان کیمپ میں مرمت شدہ مکانوں کی تعداد بہت کم رہی ہے۔ جس کی ایک وجہ تو وہی روپیہ کی قلت ہے۔ کیونکہ کام صرف نیلمبور علاقہ میں شروع کیا گیا تھا۔ کہ جیب اور ہمت دونو کا امتحان ہو جائیگا۔ الحمدللہ کہ ہمت نے ہمیشہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ہی کا نعرہ لگایا لیکن جیب کی نامساعدت کے باعث ہمت کا دامن نتائج کے پھولوں سے کبھی نہیں بھرا۔

کپڑے کی تقسیم کا اصول۔ یہ بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ کپڑے کی تقسیم صرف جماعت ہذا کی طرف سے ہوئی ہے۔ سنٹرل ریلیف کمیٹی نے یہ کام کبھی نہیں کیا۔ اور نہ اب مدراس کمیٹی اس کو لے رہی ہے۔ کارکنان جمعیت نے سینکڑوں ایسی عورتوں کو دیکھا۔ جو ان کے سامنے آتی تھیں۔ تو انکی

چھاتیاں برہنہ اور ان کی ٹانگیں زانوں تک بوجہ کپڑے کے نہ ہو سکنے کے ننگی ہوتی تھیں۔ یہ ہم صرف مسلمان عورتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ غیر مسلم عورتوں بالخصوص تھمہ وغیرہ عورتوں کو تو [illegible] بار کی تشریفیا [illegible] قوموں نے اس امر پر مجبور کر رکھا ہے کہ وہ کپڑے کے خیال سے اپنے دل و دماغ کو آلودہ ہی نہ کریں اور ان کی سب سے بڑی خدمت ہی یہ بھی جاتی تھی۔ کہ وہ اپنی ننگی چھاتیوں برہنہ پیٹوں گھٹنوں کے اوپر تک بلکہ نصف رانوں تک غیر مستور ٹانگوں سے [illegible] برہمن کی پرستاری کے لئے نذر کیا کرتی رہیں۔ اور اب عادت نے ان کو کپڑے کی ضرورت ہی سے بالاتر کر دیا ہے۔

اس بارے میں احکام اسلامی بالخصوص صوم و صلوٰۃ کی جس شدت کے ساتھ پابندی کی جاتی ہے وہ کسی اسلامی ملک میں ہو تو شاید ورنہ ہندوستان کے طول و عرض میں تو کہیں دیکھنے میں نہیں آتی۔ حالت یہ تھی کہ ایک تیس چالیس سالہ عورت بیس میل سے پیدل سفر کر کے چاول لینے کا ٹکٹ لینے پہنچی تھی۔ گود میں بلبلاتا ہوا بچہ بھی ہوتا تھا۔ مگر پھر رمضان المبارک میں روزہ کے ساتھ ہوتی تھی۔ اکا دکا مثال ہوتی تو شاید ہمارا نتیجہ کچھ اور ہوتا مگر یہاں تو جسکو دیکھا اسی حالت میں دیکھا رمضان المبارک میں وہاں کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسی شدید ترین ہڑتال کے دنوں میں ہندوستان میں عام شہروں کی۔ کھانے کی دکان کا کھلا ہونا غیر ممکن اور کھانے کی [illegible] چھپا [illegible] محال۔ عام لوگ نمازی ہیں۔ بے نماز کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھا [illegible] پڑھنے سے معذور دیکھا۔ پوچھنے اور دریافت کرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ ان کے پاس نماز پڑھنے کو کپڑے نہیں۔ عام لباس مرد یا عورت کا ایک چھوٹا کرتہ اور تہبند ہے۔ لیکن نماز کے لئے ہر مومنہ عورت جداگانہ لباس رکھتی ہے ایک لمبا کرتا تہبند ہے جو پاؤں کے ٹخنوں بلکہ ٹخنوں سے بھی نیچے تک جاتا ہے سر پر ایک رومال جو نصف ماتھے اور گردن کو ڈھانپ لیتا ہے [illegible] ہے بیس ہمنے حتی الوسع کپڑا دیا لیکن حق یہ ہے کہ ہم نے کپڑا ضرورت سے بہت ہی کم دیا اور ہم ایسا کرنے میں بالکل حق بجانب تھے۔ روپیہ کی قلت چاولوں کی روز افزوں مانگ۔ گرفتاریوں کا پیہم سلسلہ اور نئے مظلومین کا ہر دم پیدا ہوتے رہنا۔ مستورات پر تحفظ جان کو ترجیح وغیرہ اسباب تھے جنہوں نے ہم کو مجبور کر رکھا تھا۔

چوتھے کیمپ کا افتتاح

ہم اس سے قبل کہہ چکے ہیں۔ کہ نیلمبور کا علاقہ بہت وسیع تھا۔ اس کی مصائب بھی لاتعداد تھیں۔ اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ ہم کو آگے چل کر ابتدائے ماہ جولائی میں نیلمبور کیمپ کو دو حصوں میں تقسیم کر دینا پڑا۔ غرض اس کی محض یہی مظلوموں کی سہولت کا خیال تھا۔ چونکہ ان کو بہت دور دور سے چل کر آنا پڑتا تھا اسلئے خالصًا ان کی تکلیف اور دقت سے متاثر ہو کر چوہدری نور حسین صاحب نے صدر دفتر کالی کٹ میں اس امر کے متعلق تجویز بھیجی کہ نیلمبور کیمپ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور انہوں نے یہ بھی تجویز کیا۔ کہ وہ اکیلے دونوں کیمپوں کو چلا لینگے۔ چنانچہ ان کے مشورہ کے مطابق ایک چوتھا کیمپ ونڈور میں ۸ جولائی کو کھولدیا گیا۔ یہ مقام نیلمبور سے آٹھ یا دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور مثل نیلمبور کے شدید ترین مصائب و آلام کا نشانہ رہا ہے۔ اسکے گرد و نواح کی حالت بھی بالکل ہی دگرگوں ہے۔ اس کو دیکھ کر انسان کے ہاتھ سے صبر و سکون کا دامن قطعًا چھوٹ جاتا ہے۔ پس چوہدری صاحب نے ٹکٹ لینے والوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ نیلمبور سے دس دس میل فاصلہ تک کے دیہات نیلمبور سے چاول لیتے اور ونڈور کے قریب کے دیہات ونڈور چلے جاتے۔ اسطرح ٹکٹوں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ کرنا پڑا۔ اور کام کی مقدار بھی الضاعف ہو گئی۔ چوہدری صاحب ہفتہ کے دو روز ونڈور میں تقسیم ویلیف کرتے اور دو روز کے بعد نیلمبور چلے جاتے۔ اور وہاں کے ٹکٹ گیروں کو جا بھگتاتے۔

مداخل مخارج اور ملک کی عدم توجہی اور اسکے اسباب

یہاں اس بات کا قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملک نے جس بے اعتنائی کے ساتھ جمعیت ہذا کے اس کام کو دیکھا ہے وہ نہ صرف حوصلہ شکن ہی ہے بلکہ کام کرنیوالوں کے حق میں آفرین بھی۔ اور فی الحقیقت اگر جمعیت ہذا کا یہ پیلیف کا طریق عمل ہوتا کہ وہ بجائے کام کے پیشہ ملک کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ تو یقینًا اس کے کارکن کبھی دل ہار دیتے۔ ملک کے التفات و اعتناء کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت

تک کل رقم جو جمعیت ہذا کو براہ راست بنک کی طرف سے اس کام کے لئے بطور چندہ موصول ہوئی ہے۔ اس کی مجموعی مقدار پانچ ہزار ایک سو چوالیس روپیہ گیارہ آنہ ایک پائی ہے۔ دفتر خلافت سے اسوقت تک کل رقم جو باقساط موصول ہوئی ہے وہ بہ ترتیب تاریخ و ماہ حسب ذیل ہے۔

		روپیہ	آنہ	پائی		
(۱)	تئیس فروری ۱۹۲۳ء	۱۰۰۰۰	—	—	دس ہزار	۴ صفر
(۲)	۸ اپریل ؍؍	۱۵۰۰۰	—	—	پندرہ ہزار	۳ صفر
(۳)	۱۶ جون ؍؍	۵۰۰۰	—	—	پانچہزار ؍؍	۲ صفر
(۴)	۱۵ جولائی ؍؍	۵۰۰۰	—	—	پانچہزار ؍؍	۲ صفر
(۵)	۲۸ ؍؍ ؍؍	۱۰۰۰	—	—	ایک ہزار ؍؍	۲ صفر
(۶)	۲۲ ستمبر ؍؍	۶۰۰۰	—	—	*	
	میزان	۴۲۰۰۰	—	—		

*یہ رقم بذریعہ تار بمبئی سے ۲۸ ستمبر کو بھیجی گئی اور ہم کو اسی تاریخ کو اطلاع بھی مل گئی۔ لیکن ۲۲ تاریخ کو کوشش ہو سکی کہ یہ چھ ہزار روپیہ کی آخری قسط اسوقت موصول ہوئی جبکہ جمعیت ہذا کام کو بند کر چکی تھی۔ ۳ ہزار روپیہ کا قرضہ سر پر موجود تھا۔ بقیہ رقم سے ۲۹ ستمبر کے ہفتہ وار کی تقسیم کا بندوبست کیا گیا اور یہ سب کچھ کر کے جمعیت ہذا کے خزانہ میں اس کام کے لئے چندہ سے زائد رقم موجود نہ تھی۔

اوائل اگست میں بھی ایسی ہی صورت پیش آئی۔ کہ روپیہ بالکل ختم ہو چکا تھا میں اپنی ہمشیرہ مرحومہ کی تیمارداری میں مصروف تھا۔ تجارتی کاروبار کی جو حالت گذشتہ دو سال سے ہو رہی ہے۔ وہ معلوم خاص و عام ہے۔ جمعیت کا اپنا ماہانہ خرچ چار اور پانچ ہزار روپیہ کے درمیان ہے۔ اس کا پورا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی عنایت فرمائی کا ایک معجزانہ منظر ہے اسلئے ناچار یہی فیصلہ کرنا پڑا۔ کہ ریلیف کا کام بند کر دیا جائے۔

يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ

اس مالک الملک کی نیرنگ نوازی تھی۔ کہ ادھر میرا خط دفتر میں اس امر کا پہنچا۔ کہ ریلیف کا کام فی الفور بند کر دیا جائے۔ اور ادھر وہ اپنے چند بندوں کو خود میرے دروازہ

کی طرف تار رہا تھا کہ وہ میرے اس کام کو بند ہونے دیں۔ یہیں خط کے دفتر میں موصول ہونے
کے دن ٹیلیگو ریلیف کمیٹی کا وفد کالی کٹ پہنچ گیا۔ اس نے تمام کمیٹیوں کے کام کو بغور
دیکھا۔ حسابات وغیرہ کی پڑتال کی۔ رجسٹرات وغیرہ ملاحظہ کئے۔ کیمپوں میں جاکر عملی کام
کا معائنہ کیا۔ ان کو جمعیت ہذا کا کام بفضل ایزدی سب سے زیادہ مفید و اطمینان بخش نظر
آیا۔ اور انہوں نے وہیں ۷۰۰۰ روپیہ کی پہلی قسط ہمارے دفتر کو دیدی اور کام کو جاری
رکھنے کی تاکید کی۔ چنانچہ کام بدستور جاری رہا اسکے بعد اگست کی ۸ تاریخ کو ان کی طرف سے ۳
ہزار کی دوسری قسط بھی وصول ہوئی۔ سچ بات تو یہ ہے کہ وسط اگست سے لیکر وسط ستمبر
تک کا کام محض منگلوری بھائیوں کی عطا کردہ رقم ہی پر جاری رہا۔ ورنہ کام مدت سے ختم ہو
چکا ہوتا

اسکے بعد ۸ ستمبر ۲۲ء کو پنجاب خلافت کی طرف سے دو ہزار چھ سو اکہتر روپیہ ۹ آنہ ۹ پائی
کا چیک امپیریل بنک کے نام وصول ہوا یہ رقم بھی پچھلے قرضے بیباق کرنے میں صرف ہوئی
اور ۲۰ اگست میں چونکہ منگلور والے بھائیوں کی مرسلہ رقم بھی بالکل ختم ہو رہی تھی۔ اور
ان کی طرف سے بھی کوئی مزید امید معلوم نہ ہوتی تھی۔ اسلئے مناسب یہی سمجھا گیا۔ کہ ایک
ڈیپوٹیشن حضرات منگلور اور مدراس کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں کام کی اہمیت
بتلائے اور اسطرح کام کے جاری رکھنے کا خیال ان میں پیدا کرے۔ چنانچہ ایک وفد جس
میں راقم سطور ہذا مسٹر ظہور اللہ صاحب تاجر چوب اور قاضی عبدالواحد صاحب سپرنٹنڈنٹ
دفتر ریلیف کالی کٹ و اسسٹنٹ سکرٹری جمعیت دعوت و تبلیغ
اسلام ملک مالابار شامل تھے ۱۳ اگست کو مالابار سے روانہ ہو کر ۱۴ کو منگلور پہنچا حسب
قرارداد تیسری تاریخ کو مسٹر محی الدین کویا سکرٹری پروونشل خلافت کمیٹی مالابار اور مسٹر گوپال
مینن سکرٹری کانگرس کمیٹی شہر کالی کٹ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوگئے۔

قیام منگلور کے ایام میں میسور جانیکا بھی اتفاق ہوا جہاں حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب بھی
تشریف لائے ہوئے تھے ان سے نیاز حاصل ہوا۔ انہوں نے یکصد روپیہ کا عطیہ اپنی
جیب خاص سے مرحمت فرمایا۔ اور ۵ ۳۲ انہی کی تحریک سے وہاں کے دو چار اصحاب نے

عنایت کئے۔
بنگلور کے بعد مدراس کا رخ کیا۔ اہل مدراس کے ہاں کچھ رقومات موعودہ یقیناً ضرور ہیں جو ابھی تک وصول نہیں ہو سکیں۔ لیکن وصول ہو جانے کی توقع ہے۔ پس انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک وفد اہل مدراس کے معززین کا مالابار کے حالات اور وہاں کی کمیٹیوں کے کاموں کا بچشم خود معائنہ کرے اور پھر اس رقم کو صرف کرنے کے طریق کے متعلق کوئی معین فیصلہ کرے۔ مگر ابھی تک وہ وفد موقع پر نہیں پہنچ سکا۔

پس مندرجہ بالا اعداد و شمار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کل رقم جمعیت ریلیف کو تمام مختلف ذرائع سے موصول ہوئی بہ تفصیل حسب ذیل ہے۔

سنٹرل خلافت کی طرف سے	۰ ــــ ۰ ــــ ۲۲۰۰۰	بائیس ہزار
اہل بنگلور	۰ ــــ ۰ ــــ ۱۰۰۰۰	دس ہزار
؍؍ ؍؍ ؍؍	۰ ــــ ۰ ــــ ۵۲۵	بصورت کپڑا
پنجاب خلافت کی طرف سے بمد چندہ	۶ ــــ ۹ ــــ ۲۶۷۸	
دفتر ہذا میں براہ راست بذریعہ مختلف عطایا	۱ ــــ ۱۱ ــــ ۴۴۱۵	
متفرق	۶ ــــ ۷ ــــ ۵۰	

اس رقم کی بے حیثیتی از خود روشن ہے۔ تحریر پراگندہ زعنوان نگاہ دارد لیکن آخر اسکے اسباب کیا ہیں۔

سب سے بڑا سبب تو خود اپنی کاہلی یا اپنا سوال کرنے سے گریز اور سکوت و قناعت اور اعتماد علی اللہ کا شیوہ ہے جس پر آج تک یہ جمعیت کاربند رہی۔ سنٹرل خلافت کمیٹی کی خواہش بھی یہی تھی۔ کہ ہم اپنی اختیار کردہ روش پہ قائم رہیں۔ طلب و سوال کا مسئلہ وہ خود حل کرینگے۔
یہی وجہ ہے کہ ملک کی وہ جماعتیں جو ہمارے کام کے جاری ہو جانے کے کئی ماہ بعد اس میدان میں آئیں۔ اور انہوں نے بلا کام کو جاری کئے ہوئے محض آلام و مصائب مالابار کا ذکر کر کے (اور وہ ذکر بھی واقعات سے خالی تھا۔ صرف دردناک الفاظ کا اعادہ و تکرار تھا) دست

سوال دراز کیا۔ وہ تو ہزاروں روپے جمع کر سکیں۔ لیکن جمعیت کو عام چندہ میں کل چار پانچ ہزار روپیہ وصول ہوا پس معلوم ہوا کہ سوال نہ کرنا ایک جرم تھا۔ کہ یہ مسلمانوں کی ایک پسند خاطر عادت کے خلاف تھا۔

ایک دوسرا بڑا سبب مسلمانوں کی اسماء پرستی ہے۔ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ مسلمانوں سے روپیہ نکالنے کے لئے اونچا نام ہونا چاہیئے۔ بلند کام کی ضرورت نہیں۔

تیسرا اور بہت اہم سبب اس امر کا یہ بھی ہے۔ کہ موپلوں کے لئے جس جماعت نے فراہمی زر کا کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ (سنٹرل خلافت کمیٹی) اسکے ارکان تمامتر انگورہ فنڈ کی جمع و تکمیل میں پہلے سے مصروف تھے۔ اس میں تو کچھ شبہ نہیں۔ کہ انگورہ فنڈ کی فراہمی ایسے مسلمانوں کے لئے جو حفظ و بقائے اسلام میں کوئی عملی اقدام نہ کر سکتے ہوں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ ضروری وظیفہ تھا۔ اور اسکی تکمیل میں انہوں نے جو کچھ بھی کیا۔ وہ درست تھا لیکن اسمیں بھی کوئی کلام نہیں کہ حادثہ ملے بار کی اہمیت کو سمجھنے میں یہ ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت بھی اسی غلطی میں مبتلا ہوئی جس میں ہندوستان کے عامۃ الناس مسلمان اور اصل امر تو یہ ہے۔ کہ اسنے واقعات کی اضافی حیثیت ہی کو نہیں سمجھا۔ باہر کا ہیجان کتنا بھی وسیع و اہم کیوں نہ ہو۔ اسکی تیمارداری میں انسان گھر کے لب مرگ مریض کو موت کے حوالہ نہیں کر سکتا۔ سر میں زخم ہو۔ تو اسکا علاج بلاشبہ ضروری ہے لیکن اس کا یہ مطلب کہاں ہے۔ کہ آپ کٹے ہوئے ہاتھ کو نہ باندھیں۔ ترک کیوں پامال حوادث ہیں۔ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ۔ صرف اسلئے کہ کلمۃ اللہ کی وحدت افراد جماعت دنیا میں وہی باقی رہ گئی ہے۔ غور کرو تو موپلوں کا جرم بھی سوائے اسکے کیا ہے۔ کہ وہ راسخ الاعتقاد اور پکے مسلمان ہیں۔ خدا کی عزت اسکے رسول کی حرمت کو پامال ہوتا دیکھ نہیں سکتے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایک کو بچانے کے لئے تو ہندوستان کے مسلمان بالکل بے خود ہو جائیں۔ اور دوسرے کی موت انکے دلوں میں ہمدردی کی کوئی لہر اور ان کے سینوں میں بیقراری کی کوئی تڑپ پیدا نہ کرے۔

ایک خاص ذمہ واری اس تغافل کی مسلمانوں کی بیخبری و سادگی اور برادران ملک کی ایک حصہ کی ہوشیاری اور عیاری پر بھی ہے۔ گورنمنٹ کا تو ذکر ہی کیا۔ کہ اسکے نزدیک موپلہ قوم

ہندوستان کے گلشن آبادی کا تلخ ترین پھل ہے۔

بجا ہے اس کو جو بیداد گر کہیں انگریز — حریف کو ستم آرا اگر کہیں انگریز

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ بعض ہندو جماعتوں نے محض قومی پاسداری کے کورانہ جذبہ سے متاثر ہو کر اور ایمان و صداقت کو بالکل ہی وراء ظہور پھینک کر واقعات کو ایسی رنگ آمیزی اور غلط طریق پر پیش کیا۔ کہ مسلمان ہندو مسلم اتحاد کے آبگینہ کو صدمہ پہنچنے کے پر فریب خیال سے ڈر کر موپلہ قوم سے قطعاً بیزار ہو گئے ع سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ۔
اس خیال کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملک کا وہ حصہ اسلامی جو پولٹکس میں بہت زیادہ منہمک اور پیش پیش میں پورا فنا ہوا ہوا تھا۔ جذبہ قومی کی بناء پر موپلہ قوم کی اعانت سے الگ ہو گیا۔ ع اِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَعَاجِیْبِ الزَّمَنْ۔ پھر آج بدقسمتی سے ملک کے اکثر حصہ میں یہ خیال بھی پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کہ موپلہ مصیبت کے ایام گذر چکے ہیں۔ اور اب امن و امان کا دور دورہ ہے۔ لوگ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ فاقہ مستی کی جاتی رہی۔ ایک خاص وقت تک کسی نہ کسی طرح اس قوم میں ریلیف ہی تقسیم ہو گیا اب مزید رقم جمع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ خیال دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا تو واقعات و حالات سے بیخبری کا نتیجہ ہے۔ یا وہ حیلہ ہے منجملہ ان شیطانی حیلوں کے جو ایک حیلہ پرور انسان کسی کار خیر میں شامل ہونے سے بچاؤ کی غرض سے ہمیشہ تراش لیتا ہے۔

جمعیت کا کام اور اس کے چند خصوصیات امتیازی

یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام اسلامی ہندوستان میں جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونا وہ پہلی جماعت ہے جس نے موپلہ ریلیف کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ فی الحقیقت اس نے واقعات و سوانح کی سنگینی سے متاثر ہو کر اس وقت اس کام کو شروع کیا جب کہ ہندوستان کی بڑی بڑی جماعتوں میں سے بعض تو مست خواب گراں تھیں۔ بعض کام کی مشکلات کے باعث خاموش بیٹھی واقعات و حوادث کا تماشہ دیکھ رہی تھیں۔ اور بعض دوسری حالات سے متاثر تھیں۔ پھر بعض پر فریب مصالح کی بناء پر بے تعلق تھیں جمعیت ہذا نے اس کام کو شروع

کرکے سب کو اپنی اپنی غلطیوں سے آگاہ اور کام کرنے کی ضرورت اور اہمیت سے روشناس کر دیا
ایک بہت بڑی خصوصیت اس کام کی یہ رہی ہے۔ کہ جمعیت کے آدمیوں میں سے کرایہ کا کارکن کوئی نہ تھا۔ اسی لئے بحمداللہ یہ کام پوری جانفشانی۔ ہمدردی۔ محنت و محبت اور خلوص و صداقت کے ساتھ ہوا ہے۔ ہر ایک کیمپ کے ساتھ اسقدر وسیع حلقہ عمل تھا۔ کہ جس کا تصور بھی دوسرے کارکنوں کو ڈرا سکتا تھا۔ ملیبار کی گھبرا دینے والی بارشوں میں جمعیت کے کارکنوں کی روزانہ اوسط سفر نکالی جائے۔ تو ۲۰ میل روزانہ سے کم نہیں نکلتی پھر ان کارکنوں میں وہ یتیم بچے بھی داخل ہیں۔ جن کی عمر ۱۲ سے لے کر ۱۵ سال تک تھی۔ شلواروں کے پائنچے گھٹنوں تک اٹھائے ہوئے۔ برساتیاں اوڑھے ہوئے ننگے سر سخت ترین بارشوں میں دوڑتے ہوئے انسان کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ دیوانہ نہیں ہے۔ حق یہی ہے ؎

در رہ منزل جاناں کہ خطرہاست بجاں　　شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

وارفتگان محبت اور متلاشیان گوہر مقصود کو آج سے کئی سو سال پیشتر راہبر و منزل شناس نے منزل عشق کی مشکلات سے یوں آگاہ کیا تھا۔ ؎

غافل مرو کہ تا در بیت الحرام عشق　　صد منزل است منزل اول قیامت است

مگر یہ کام جسقدر کٹھن تھا۔ اسی قدر لطف انگیز بھی تھا۔ گھر میں آرام سے بیٹھ رہنے والے اگر راہ نوردان بادیہ جنوں کی آبلہ پائی سے لطف اندوز نہ ہوں۔ تو اس میں ان کا کیا قصور۔ ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی۔ اللہ تعالےٰ نے جس خوبی سے اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچایا وہ اسی دانائے ظاہر و پنہاں ہی کو معلوم ہے۔ یا ان لوگوں سے جاکر پوچھا جائے۔ جن کی خدمت کے لئے یہ چند پردیسی دیوانہ وار دوڑتے رہے۔

وللہ الحمد اولاً و آخراً۔

ایک بہت بڑی خصوصیت جمعیت کے کام کی اس کا وسیع حلقہ عمل اور علاقہ کا صحیح انتخاب تھا علاقہ کے انتخاب کے متعلق صرف اسقدر کہدینا کافی ہے۔ کہ نیلمبور تعلقہ تحصیل ارناڈ میں اور پیرنتھل منان تعلقہ ولوا ناڈ میں مصیبت زدہ علاقہ کے مرکز تھے۔ علاقہ کی مظلومیت کی تفصیلی داستان جب لوگوں کے سامنے آئیگی تو معلوم ہوگا کہ یہ علاقے بدترین مصائب و

آرام کا نقشہ بنے رہے ہیں۔
عمل کی توسیع کے متعلق یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ کالی کٹ کمپ پندرہ اشم کو چاول دیتا رہا ہے۔
ایک اشم میں بعض اوقات چار یا پانچ و بیشتم تک بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان میں سے مشہور اشم
یہ ہیں۔ کالی کٹ۔ پشروا نور۔ چالیم۔ چیلمبرا۔ اندیور کنوں۔ چرو پہ۔ چرگاوہ۔ مادور
چیو لور۔ الوانور۔ کرلرا کاڈ۔ کیبرٹ ہرمبیا۔ کرٹ بالور۔ چروالور۔ ترور۔ چیکوڈ وغیرہ ناموں
کے اوپر جو ہندسے دیئے گئے ہیں۔ وہ ان میلوں کی تخمینی تعداد کو ظاہر کرتے ہیں جس قدر فاصلہ
پر کہ یہ مختلف اشم خاص کالی کٹ سے واقع ہیں۔ ایسی کیبرٹ ہرمبیا کرٹ بالور کرمرا کاڈ۔
مادور وغیرہ ایسے مقامات ہیں جہاں سے چاول لینے والیاں کشتی پر بیٹھ کر آتی تھیں۔ کہ
سوائے کشتی میں بیٹھ کر آنے کے کالی کٹ پہنچنے کی کوئی دوسری صورت ہی نہ تھی۔ باقی قریباً
تمام مقامات سے عورتیں پیدل ہی آیا جایا کرتی تھیں۔ بعض معذور کچھ حصہ سفر کا بذریعہ ریل
بھی طے کر لیتی تھیں۔ مسٹر محی الدین کویا چونکہ کالی کٹ کی میونسپل حدود سے باہر نہیں جا سکتے
تھے۔ اس لئے اس وسیع علاقہ کا تمام سفر اور دورہ تنہا ماسٹر عبدالمجید صاحب نے کیا۔
لیکن علاقہ نیلمبور کی وسعت اس سے کہیں زیادہ تھی۔ اس کی وسعت اشم کی تعداد کے لحاظ
سے نہیں۔ بلکہ ایک ایک اشم کے بہت سے علاقہ میں پھیلاؤ کے لحاظ سے ہے۔ اس میں
کل گیارہ اشم شامل تھے۔ نیلمبور۔ امرمبلم۔ کالی کاؤ۔ توتیور۔ پورور۔ وانڈور۔ چینگوٹر۔
وانی امبلم۔ پناپل۔ ایڈا ونڈ۔ میپاڈ۔ اسکی وسعت کی وجہ سے اس کمپ کو آگے چل کر دو حصوں میں
تقسیم کر دینا پڑا۔ نہ کام کی تخفیف کے خیال سے بلکہ خالصاً چاول لینے والیوں کی سہولت کے
خیال سے۔ کیونکہ ایک ہی عملہ کا ایک دن نیلمبور میں چاول تقسیم کرنا اور دوسری صبح قریب الطلوع
ونڈور میں جو ۸ یا ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ کر کام شروع کرنا کام کرنے والوں کی محنت کو کسی طرح بھی کم
نہیں سکتا تھا۔ بلکہ کہنا چاہیئے۔ کہ یہ محنت المضاعف ہو گئی۔
پیرنتھل منیات۔ کیمپ مندرجہ ذیل دس اشم پر مشتمل تھا۔
پیرنتھل منیان۔ انگاڑی پرم۔ پاواکرہ۔ ٹکار پاوانم۔ وینگور۔ ٹلیاکرشی۔ بلم پورہ۔ کرلا کراکنن۔
چرکا پرم۔ کرٹ زنگا پرم۔

اس کیمپ کا حلقۂ عمل نسبتاً کم تھا۔ تاہم سفر وغیرہ کی اوسط یہاں بھی عام اوسط سے کم نہیں پڑتی
اس رپورٹ کے خاتمہ پر تینوں کیمپوں کے متعلق نقشے دئے گئے ہیں۔ جن سے مستقل طور پر چاول لینے
والے اور عارضی طور پر چاول حاصل کرنے والے کنبوں اور افراد کی تعداد، مرمت شدہ مکانات
اور تقسیم شدہ پارچات کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

ایک خصوصیت جمعیت کے کیمپوں میں یہ تھی۔ کہ چاول ہمیشہ ایک خاص اصول کے مطابق اور
ایک معینہ مقدار کے مطابق تقسیم کئے گئے ہیں۔ اور اس امر کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ چاولوں کی
جو مقدار دی جاتی ہے۔ اور جس مدت کیلئے دی جا رہی ہے۔ وہ مقدار اس قدر مدت کے لئے کافی ہو
زیادہ دینا تو ممکن ہی نہیں۔ کہ وسائل اجازت ہی نہیں دیتے۔ البتہ اس امر کا ضرور خیال رکھا جاتا
ہے۔ کہ وہ اس قدر کم نہ ہو۔ کہ اس میں اس عورت کا گذارہ کسی طرح نہ ہو سکے۔ اور اس کا کیمپ
میں آ کر چاول لینا نہ لینا برابر ہو جائے۔ جیسا کہ اکثر کمیٹیوں کے کیمپوں میں ہوتا رہا ہے۔ ہمکو
خوب معلوم ہے۔ کہ ایک عورت جو دو یا ۳ بچوں کی ماں ہوتی تھی۔ پندرہ میل کا سفر کر کے
جب ایک کیمپ پر پہنچتی۔ تو اس کو سارے دن کے تھکا دینے والے انتظار کے بعد ہفتہ کیلئے
جو چاول دئے جاتے۔ وہ چار اور پانچ سیر سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔ ایک دوسری کمیٹی کے
متعلق ہم کو یہ علم ہے۔ کہ وہ ایک فیملی کو ۶ پیسے روز کے حساب سے ریلیف دیتی۔ جو بعض
صورتوں میں مضحکہ انگیز ہوتا تھا۔

ہمارے ہاں کی مقدار ایک شخص کے لئے مرد ہو یا عورت۔ جب وہ بارہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو
ہفتہ بھر کیلئے ۳ (ساڑھے تین سیر) چاول ہوتے تھے۔ بچے کے لئے پونے دو سیر اس
حساب سے بچوں اور بڑوں کے شمار کے مطابق چاول دئے جاتے۔

ہر ممکن کوشش رہتی [illegible] لینے والیوں کو آرام پہنچانے کی کی جاتی۔ مثلاً جو عورت بہت زیادہ
فاصلہ سے آتی۔ یا جو زیادہ کمزور ہوتی۔ اور بار بار آنا خالی از دقت نہ ہوتا۔ یا جس عورت کو دو
اڑھائی سال کا بچہ اٹھا کر ساتھ لانا پڑتا۔ اسکی سہولت کے لئے ہم بجائے سات روز چاول دینے
کے پندرہ روز اور بعض اوقات پندرہ روز سے بھی زیادہ کا انتظام کرتے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ
ہر کیمپ میں پناہ گزینوں کے گھروں کے متعلق یہ تحقیق معلوم ہوتا۔ کہ وہ تا حال مصیبت میں ہیں۔

اور اعانت کی محتاج ہیں۔ ہمیشہ چاول دیئے گئے ہیں اور اسبار سے ہیں چاولوں کی مقدار
وغیرہ میں کسی قسم کا بھی بخل نہیں برتا گیا۔

ایک یہ خصوصیت بھی ہمارے کام کو حاصل ہے۔ کہ جو عورتیں اپنے خاوندوں یا بھائیوں یا بیٹوں
کی ملاقات کی غرض سے جو جیل میں ہیں۔ کالی کٹ، پیرنتھل منیاں وغیرہ میں باہر سے دیہات سے
آتی ہیں۔ ان کو عارضی ریلیف ہفتہ عشرہ کا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان مقامات پہ وہ کوئی انتظام اپنے
کھانے وغیرہ کا نہیں کر سکتیں یوں بھی جو عورتیں تقسیم کے دن بغیر ٹکٹ کے چاول لینے کی غرض
سے آجاتیں۔ اگرچہ اصولاً ان کو چاول دینا قطعاً درست نہیں تھا۔ تاہم ان کی تکلیف کے خیال
سے ان کو کچھ چاول دیدئے جاتے۔ اور انکو سمجھا دیا جاتا ہے۔ کہ ہمارا مبلغ خود ان کے پاس پہنچ کر
حالات کی تحقیقات کریگا اور اگر ان کو مستحق سمجھیگا تو ضرور ان کے نام پر ٹکٹ جاری کر دے گا۔ اب
چند ہفتوں سے یہ آخری صورت تقسیم بالکل بند کر دی گئی ہے۔ کیونکہ روپیہ کی قلت سے خوف پیدا
ہو گیا تھا۔ اور یہی مناسب خیال کیا گیا کہ کم از کم بے قاعدہ تقسیم بند کر دی جائے۔

لیکن ان سب سے زیادہ اہم خصوصیت اس کام کی یہ ہے۔ کہ ہم نے نیم برہنہ عورتوں کو تن بدن
ڈھانپنے کیلئے ہمیشہ کپڑے دئے ہیں۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے کہ جس میں آج بھی اپنی تمام
ہم عمل جماعتوں میں ہم تنہا کھڑے ہیں۔ اس میں کچھ کلام نہیں۔ کہ ہم نے تقسیم پارچات میں کمال تنگی اور
بخل سے کام لیا ہے۔ لیکن جب ہمارے جیب ہی مساعد نہ ہوں۔ اور ہمارے بھائی ہی اس طرف
متوجہ نہ ہوں۔ تو اسمیں ہمارا کیا قصور۔ اسوقت بھی اندرون علاقہ میں برہنگی کی یہ حالت ہے۔
کہ جب ہم کسی گاؤں میں کسی گھر کے دروازہ پر جا کر دستک دیتے ہیں۔ تو بعض اوقات پندرہ
پندرہ منٹ تک۔ اور نصف نصف گھنٹہ تک جواب نہیں ملتا۔ نصف گھنٹہ کے بعد جب وہ مجسم
مصیبت کی تصویر اپنے گھر سے باہر حیا سے آنکھیں جھکائے ہوئے ہمارے سامنے آتی ہے۔ تو
وہاں وقت پر معلوم ہوتا ہے کہ اسکے پاس کپڑا پہننے کو نہ تھا۔ جو کپڑے اسکے پاس تھے۔ ان میں سے
اس کا بدن آدھا دکھائی دیتا تھا۔ اسلئے اسنے یہ کپڑے کہیں سے منگوا کر پہنے ہیں۔ اور پھر وہ
ہم سے بات کرنے کے لئے باہر آئی ہے۔

بلکہ بار ہا ایسے گھر بے شمار ہیں جن میں ایک برتن کھانا پکانے یا کھانے کے لئے نہیں رہا۔

اور ایک کپڑا استر عورت کے لئے باقی نہ رہا۔ سب ہندو ہمسایوں کی لوٹ کھسوٹ کی نذر ہو چکے۔ ہم نے خود ایسے گھروں کو دیکھا ہے۔ جہاں چاولوں کے ابالنے تک کے لئے کوئی برتن نہیں رہا اور بیچاری مصیبت کی ماری ماں ناریل کے گیلے پتوں کا ایک برتن بنا کر اپنے بچوں کے لئے چاول ابال رہی ہے۔ اور اپنی بد قسمتی پر ساتھ ہی ساتھ آٹھ آٹھ آنسو بھی رو رہی ہے۔ آہ! یہ وہی عورت ہے جس کا گھر آرام و راحت کا ایک خلد بریں اور بے خوف و بے پرواہی کا ایک بہشت تھا یتیم خانہ کا قیام۔ ایک پرائمری سکول کا اجراء یہ وہ چیزیں ہیں جن کا ذکر رپورٹ بذا میں مستقل کام کے تحت میں مفصل آئے گا۔

اوپر کی سطور سے یہ مطلب نہیں کہ تمام بیان کردہ نقائص سب سوسائٹیوں میں موجود ہیں یا تمام بیان کردہ خصوصیات صرف جمعیت کے کام ہی کو حاصل ہیں۔ ایسا نہ ہمارا خیال ہے۔ اور نہ امر واقعہ۔ بلکہ ان چیزوں کے لکھنے سے اپنے کام کے تمام پہلوؤں کو روشن کرتا ہے۔ ہاں اس میں کلام نہیں۔ کہ بعض فروگذاشتیں بعض میں موجود ہیں۔ اور بعض دوسری چیزوں کی دوسروں کے ہاں کمی ہے۔ انسان ہر حال میں نامکمل ہے۔ پس اسکے کاموں کا غیر مکمل ہونا ایک بدیہی اور ضروری بات ہے۔ اسلئے جمعیت کا کام کیونکر نقائص سے پاک ہو سکتا ہے۔ لیکن باوجود ان تمام فروگذاشتوں کے جو ہم سے ہوئی ہیں۔ نقشجات منسلکہ جن میں جاری شدہ ٹکٹوں امداد یافتہ خاندانوں کو تفصیلاً دکھایا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کالی کٹ میں ۱۱۲۲ کنبوں کو نیلمبور اور وندور میں ۱۷۰۲ کنبوں کو اور پرنتل منیان میں ۷۵ کو یعنی قریباً تین ہزار کنبوں کو یا یالفاظ دیگر کم وبیش تیرہ چودہ ہزار نفوس کو مستقل طور پر چاول ملتے رہے۔ اسکے علاوہ کالی کٹ میں ۱۴۱۱ کنبوں کو نیلمبور میں ۱۲۹ کنبوں کو عارضی طور پر کو چاول دئے گئے۔ یعنی قریباً پانچ ہزار نفوس چاول لیتے رہے۔

انفرادی طور پر کالی کٹ میں ۲۱۳۱۶ نفوس کو نیلمبور میں ۳۲۸ کو چاول دئے گئے۔ یعنی ڈھائی تین ہزار مفلوک الحال اور ضرورتمند لوگوں کی عارضی طور پر حاجت روائی کی گئی۔ اب اخراجات کی تفصیل پر نظر ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ قریباً پچپن ہزار روپے کے نہایت ہی قلیل مصارف سے خدا کے عاجز بندوں کی یہ چھوٹی سی جماعت قریباً پچیس ہزار نفوس کو

فاقہ کی موت سے بچا لینے اور ۱۹۲ اسو سے زائد برہنہ و نیم برہنہ مستورات کو کپڑے دینے اور ۲۸ مکانات کی مرمت کروانے میں کامیابی ہوئی۔ وذالک فضل اللہ اسقدر قلیل ولاشئے مصارف پر اسقدر عظیم الشان کام ہوجانے کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ جن لوگوں کے ہاتھوں یہ کام سرانجام پایا۔ وہ سب جمعیت کے رکن دوامی تھے۔ جنہوں نے ہر کار خیر کو جو جمعیت انکے سپرد کرے بہترین طریق اور پوری محنت اور سرگرمی سے سرانجام دینے کا حلف لے رکھا ہے۔ اور اگر یہ کارکن رکن دوامی نہ تھے۔ تو یونکے یتیم خانہ کے بچے تھے۔ اور جمعیت کے کسی ممبر یا کارکن یا بچہ کا کسی قسم کا بوجھ سوائے ان دکھنی لوگوں کے جنہوں نے نہایت ہی برائے نام معاوضوں پر ہمارے کام میں شرکت کی ریلیف فنڈ پر آخیر جولائی تک نہیں ڈالا گیا۔

واقعہ نومسلمہ

جمعیت ہذا کے عہد ریلیف کا ایک نہایت ہی اہم اور ضروری واقعہ علاقہ نیلمبور کی ایک تھیہ عورت کا برضا و رغبت اسلام میں داخل ہونا ہے۔ اس عورت کا نام کومہ تہا۔ یہ تین لڑکوں اور دو لڑکیوں کی ماں تہی۔ خاوند اسکا مر چکا تہا۔ گذشتہ مئی کا واقعہ ہے۔ کہ یہ عورت چوہدری نور حسین (جو نیلمبور میں کام کر رہے تھے) کے پاس پہنچی۔ اور کہا کہ اس نے ایک منت مانی تھی۔ کہ اگر اس کا فلاں کام ہوجائے گا۔ تو وہ مسلمان ہوجائے گی چونکہ اسکا وہ کام ہوچکا ہے۔ اسلئے وہ چاہتی ہے۔ کہ اس کو چوہدری صاحب مسلمان کرلیں۔ اس سے کہا گیا کہ جب کوئی انسان دین اسلام میں داخل ہونے کا پختہ ارادہ کرے تو وہ اسوقت سے پورا مسلمان ہوتا ہے۔ اس کے لئے رسوم و قیود کی ضرورت نہیں۔ البتہ اسکو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ خدا ایک ہے محمد رسول اللہ صلعم اسکے برحق آخری نبی ہیں اور خدا کے سوا انسان کسی زندہ یا مردہ جاندار یا بے جان شئے کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ اسکے کئی دن بعد اس نے اصرار شروع کیا کہ ہم اسکے بچوں کو یتیم خانہ میں داخل کرلیں۔ اس غرض سے وہ کالی کٹ چلی آئی۔ اس کے اصرار پر اسکے بچوں کو یتیم خانہ میں لے لیا گیا۔ پھر اسنے منت سماجت شروع کی۔ کہ ہم اسے بطور خادمہ یتیم خانہ میں رکھ لیں۔ تاکہ ایک طرف تو وہ ادھر ادھر ماری ماری پھرنے سے بچ جائے۔ دوسری طرف یتیم بچوں کی خدمت کرے

اور کچھ مذہب کے متعلق سیکھتی بھی رہے۔ اس سے اسکو یہ فائدہ بھی تھا کہ وہ اپنے بچوں کے پاس رہتی
چنانچہ اسے بطور خادمہ کے رکھ لیا گیا۔ شدہ شدہ یہ خبر پولیس کے کانوں تک پہنچی۔ اراکین
کانگرس و آریہ سماج بھی مشتعل ہوگئے۔

پولیس نے ہمارے سرچ وارنٹ (تلاشی کے وارنٹ) حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب
اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو وہ ایک ہندو انسپکٹر پولیس ہمارے دفتر میں پہنچا۔ اور نومسلمہ سے
ملنے کی خواہش کی۔ نومسلمہ سے جو گفتگو ہوئی۔ وہ قاضی عبدالواحد صاحب سپرنٹنڈنٹ یتیم
خانہ کے سامنے ہوئی لیکن بوجہ زبان کی ناواقفیت کے وہ اوسکو پورے طور پر سمجھ نہیں سکے
تاہم مفاد اوسکی گفتگو اور جوابات کا یہ تھا کہ وہ بخوشی مسلمان ہوئی ہے۔ اس کو کسی نے بند نہیں
کر رکھا۔ اور وہ کسی صورت کفر میں عود کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا۔ کہ وہ
خود مسلمان رہ سکتی ہے۔ لیکن اسکے بچوں پر تو اور بھی ورثا کا حق ہے۔ اسپر اسنے جواب دیا۔
کہ جب سے اسکا خاوند مرا ہے۔ اس کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ آج اوس کی اولاد کے
حقدار کہاں سے پیدا ہو گئے۔

بہر حال اسکے بعد مسٹر ظہور اللہ کی کمزوری یا زائد از ضرورت احتیاط اور کارکنان جمعیت کی
زبان وغیرہ سے قطعاً ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر پولیس اسکے بچوں کو جبراً چھین کرلے گئی۔
اور آریہ سماج کے حوالہ کر دیا۔ حالانکہ وہ ایسا کرنے کی کسی طرح بھی مجاز نہ تھی۔ بجبری وہ بھی
اس واقعہ کی جو غلط اور سراسر جھوٹی رپورٹ کانگرس کمیٹی ملیبار اور آریہ سماج کے اراکین کی
طرف سے اخبارات میں شائع کی گئی۔ وہ ملک کے اخلاق فاضلہ کی ایک عجیب وغریب تصویر
اسوقت تک بیرون مالابار میں کوئی خاص شورش نہ تھی۔ لیکن اس واقعہ کے بعد ہمارے
ہندو دوستوں نے باقاعدہ شور مچانا شروع کردیا۔ پھر کیا تھا ہندوستان کی مظلومیت اور
موپلوں کی سفاکی کی داستانوں نے آسمان کو گونج اٹھا۔ رائی کا پربت اور چنے کا پہاڑ بن گیا۔ اور
آٹے کے ساتھ گھن بھی پسنے لگا۔ جمعیت ہذا تمام ہندو انگریزی اور اردو پریس (الا ماشاء
اللہ) کی ہدف ملامت بن گئی۔ آریہ سماج ریلیف کمیٹی مالابار کے ورکنگ سکرٹری لالہ خوشحال چند
نے پنجاب میں باقاعدہ دورہ لگانا شروع کیا۔ اور جا بجا لکچر دیئے اور میجک لنٹرن کے

تماشے دکھلانے شروع کئے - اور ہندو سوسائٹی میں ایک عام کہرام مچ گیا اور جس واقعۂ آج آٹھ ماہ سے خاموشی کے ساتھ افسوس کیا جا رہا تھا - اب اسپر گھر گھر سینہ کوبی اور شہر بشہر ماتم ہونے لگا مسلمانوں پر طعنہ زنی شروع ہوئی - اور ہندو مسلم اتحاد کی موت کے راگ الاپے جانے لگے -

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہندوؤں کا خاص روشنضمیر طبقہ اس سے یقیناً الگ تھا وقلیل ما ہم - لیکن عام ہندو آبادی اس رَو میں بہہ گئی اور فی الحقیقت صوبہ پنجاب میں ایک خطرناک صورت پیدا ہو گئی -

یہ حالت تھی جبکہ راقم سطور اپنی اکلوتی ہمشیرہ کو کسولی کی پہاڑی آرامگاہ میں ہمیشہ کے لئے سلا کر لاہور پہنچا - بعض اخبارات کے نامہ نگار بغرض تحقیقات حالات میرے پاس پہنچے مگر میں نے محض اس خیال سے کہ ہندو مسلم اتحاد کو کوئی ٹھوکر میرے الفاظ سے نہ لگے کوئی جواب انکے سوالات کا نہیں دیا - البتہ زمیندار کے قائمقام کے چند سوالات کا جواب میں نے بہ اصرار دیا - وہ جوابات ایسے تھے کہ لالہ خوشحال چند اگر صلح و امن کی روح سے بہرہ اندوز ہوتے تو کم از کم اسوقت کچھ خاموش ہو جاتے لیکن ان کا غوغا بدستور جاری رہا اسلئے میں پنجاب کو چھوڑتے وقت اپنا پہلا مضمون اخبار زمیندار کے دفتر میں چھوڑ آیا - مضمون محض دفاعی پہلو لئے ہوئے تھا اسکے بعد جب ہم دوبارہ مالابار پہنچے - تو ہمارے اس مضمون پر ایک محاکمہ معزز اخبار زمیندار لاہور کے کالموں میں شائع ہوا - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ لالہ خوشحال چند نے ہمارے مضمون سابق کا کوئی جواب دیا ہے - اور معزز ہمعصر زمیندار نے دونوں پر ایک ثالث بالخیر کی حیثیت سے ایک محاکمہ لکھ کر دونو کو ملانے کی کوشش کی ہے - لیکن چونکہ ہمارے مضمون کا جو پہلو لیا گیا تھا - وہ بہت کمزور تھا - اور واقعات و حالات مالابار سے کمال بیخبری پر مبنی - اسلئے ہم نے ایک دوسرا مضمون لکھ کر اخبارات وکیل (امرتسر) ہمدم (لکھنؤ) زمیندار (لاہور) وغیرہ میں بھجوا دیا - جو سوائے زمیندار کے سب اخبارات متذکرۃ الصدر میں شائع ہو گیا -

اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ خونیں مالابار کے اسباب وغیرہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات قبل و بعد از فسادات

حاضرہ۔ جبراً مسلمان بنائے جانے کے واقعات اور ایسے آدمیوں کی تعداد اور بعض دیگر ضروری مضامین پر قلم اٹھائیں۔ تاکہ غلط فہمیوں کا بادل ہٹ کر حقیقت کا آفتاب نمایاں ہو اور ہندو مسلمانوں کے درمیان ناراضگی کی جو لہر پیدا ہو رہی ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ لیکن بعض مصالح ضروریہ کی بناء پر رکنا پڑا۔ حالات مالابار کا مکمل مرقعہ انشاءاللہ عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ یہ اسدرجہ مکمل اور صحیح آئینہ حالات مالابار کا ہو کہ اسکے بعد کسی دوسری تحریر کی مالابار کے حالات اور فسادات حاضرہ و ماضیہ کے متعلق کوئی ضرورت باقی نہ رہے۔ السعی منا و الاتمام من اللہ

مصارف

مصارف کے متعلق اس چیز کا ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری ہے کہ آخر جولائی تک کوئی رقم بطور مشاہرہ یا معاوضہ جمعیت کے کسی کارکن کو ریلیف فنڈ سے نہیں دی گئی۔ بلکہ یہ تمام مصارف جمعیت نے اپنے خزانہ سے کئے۔ یہ خرچ اڑھائی سو روپیہ ماہوار سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اسکے علاوہ ۲۰۰۰ روپیہ نقد جمعیت نے اپنے خزانہ سے صرف کیا۔ جس کو مجمد آمد دکھایا گیا ہے۔ نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جمعیت نے ستمبر کے آخیر تک کل ۴۳۰۶۹ روپیہ کے چاول اور ۳۵۱۱ روپیہ کا کپڑا تقسیم کئے ۱۵۴۹ روپیہ تعمیر مکانات پر صرف کیا اور ۱۸۶۸ روپیہ سفر پر خرچ ہوا۔ یہ رقم بظاہر زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن اسمیں پونا سے ۱۲ آدمیوں کی آمد و رفت اور اندرون علاقہ کا دورہ سب شامل ہیں۔ خوراک کی مد میں مبلغین، منتظمین یتیم خانہ و معلمین مدرسہ اور ورکرز کی خوراک شامل ہے۔ جو تین مختلف کیمپوں پر رہتے اور کام کرتے تھے۔ غریب علاقہ کے مسافر اور مہمان بھی انہی میں شامل ہوتے تھے۔

آئندہ کیلئے بارہ میں کام

ارا کین جمعیت نے کالی کٹ میں پہنچنے کے ساتھ ہی حالات کو سن کر اس امر کا فیصلہ

کر لیا تھا۔ کہ مالابار کا معاملہ چند ماہ کے عارضی ریلیف سے بہت زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔ چنانچہ راقم سطور ہذا نے جو چٹھی صاحب صدر سنٹرل خلافت کمیٹی کی خدمت میں بھیجی تھی۔ اس میں صاف اس امر کا اظہار کر دیا تھا کہ چاول اور کپڑے کی تقسیم کے علاوہ موپلا قوم کو بچانے کے لئے اور نیز آئندہ ہونے والے [illegible] ہنگاموں اور فسادات کا سد باب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس مظلوم قوم کو جو عرصہ پچاس سال سے ایکٹ مزارعان مالابار کی بدولت ہندوؤں اور مالکان اراضی کے ظلم کا تختہ مشق بن رہی ہے۔ اس کو اقتصادی مشکلات سے نکالنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اس وقت اس درخواست کو لکھنے والے کی قومی عصبیت اور غیر ضروری پاسداری پر محمول کیا گیا۔ اور کسی ایسی آواز کو ہندو مسلم اتحاد کے لئے باعث خطرہ سمجھا گیا۔ جمعیت کی طرف سے یہ سکیم بھی پیش کی گئی۔ کہ اگر خلافت کمیٹی کی طرف سے ایک خاص معقول رقم کاتنے اور بننے کی صنعت کے لئے علیحدہ کر دی جائے۔ اور یہ کام مالابار میں شروع کیا جائے۔ تو جمعیت ہذا اس کام کی پوری نگرانی اور کامیابی کی ذمہ داری اپنے سر لینے کے لئے تیار ہے۔ اور کہ وہ اپنے نگران کار عملہ کے لئے ایک حبہ کا بھی خلافت فنڈ سے مطالبہ نہیں کرے گی۔ مگر یہ خواہش صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور اس کا جواب تک دینے کی پرواہ بھی نہیں کی گئی۔ تاہم ارکان جمعیت اس امر کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ کہ وہ تا حد استطاعت اس کام کو استقلال کی صورت دینے کی پوری کوشش کرینگے۔ چنانچہ خدا کا نام لے کر مئی ۲۲ء کو ایک یتیم خانہ کا افتتاح کر دیا گیا۔ لڑکوں کے یتیم خانہ کے ساتھ ایک جداگانہ یتیم خانہ لڑکیوں کا بھی جاری کر دیا گیا۔ پہلے پہل لوگوں کو ہمارے کام کے متعلق مختلف شبہات تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ سب دور ہو گئے۔ پھر تو لڑکوں کا تانتا بندھ گیا۔ جولائی میں یہ تعداد ایک سو تک پہنچ گئی۔ اور جمعیت کو بوجہ مکان کے نہ ملنے اور جگہ کی قلت کے داخلہ عارضی طور پر بند کرنا پڑا۔ داخل شدہ لڑکیوں کی کل تعداد ۲۶ ہے۔ امید ہے کہ کبھی اچھے اور وسیع مکان کے مل جانے پر جب داخلہ از سر نو شروع کیا جائیگا۔ تو لڑکیوں کی بھی ایک کافی تعداد جمع ہو جائیگی جولائی میں ان بچوں کی تعلیم کے لئے باقاعدہ سکول بھی جاری کر دیا گیا۔ جمعیت ہذا فی الحقیقت مسٹر ظہور اللہ تاجر چوب کی ممنون ہے جنہوں نے انجمن اسلامیہ کالی کٹ کی ایک

دو منزلہ عمارت میں جو دو وسیع کمروں پر مشتمل ہے۔ اور جو اسوقت بوجہ پرائمری اسلامیہ سکول کے ٹوٹ جانے کے ایک عرصہ سے فارغ پڑی ہوئی تھی تعلیمی مقاصد کے لئے جمعیت ہذا کے حوالہ کر دی ہے چنانچہ اسوقت یہ سکول عرصہ ۳ ماہ سے اچھی طرح سے چل رہا ہے سکول میں ۴ استاد موجود ہیں۔ اول مدرس علاوہ ملیالم زبان کے اردو اور انگریزی دونو زبانوں سے بخوبی واقف ہے۔ بچوں کو علاوہ ان کی زبان کے اردو اور قرآن کی تعلیم شروع کرا دی گئی ہے۔ یہ ایک عام مختصر سا خاکہ ہے اس کام کا جو جمعیت ہذا نے اسوقت تک مالابار میں کیا ہے۔ لیکن اب ۳۰ ستمبر ۲۲ء سے ریلیف کی تقسیم کا کام بند کر دیا گیا۔ کیونکہ روپیہ ختم ہو چکا ہے۔ اگرچہ عام رو چندہ کی جو غرباء میں پیدا ہو چکی ہے۔ جاری ہے اور دس بیس روپیہ روزانہ دفتر ہذا میں موصول ہو جاتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس رقم پر ریلیف کا کام کیونکر جاری رہ سکتا ہے۔ جس کام کا خرچ کم از کم تین ہزار روپیہ ہفتہ وار ہو وہ چندہ کی ایسی سست رفتاری میں کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ البتہ یہ ضروری امر ہے کہ یتیم خانہ چل رہا ہے اور انشاء اللہ چلے گا۔ بچوں اور بچیوں کی تعداد میں بھی اضافہ کرنے کی تاحد وسائل پوری کوشش کی جائیگی۔ اور بچوں کی تعلیم و تربیت کو بھی موجودہ لائینز پہ لانے کی کوشش ہوگی۔

لیکن ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں کو اپنی آئندہ سکیم سے آگاہ کریں۔ تاکہ اگر کسی بھائی کو کوئی مفید مشورہ دینا ہو۔ تو وہ ہم تک پہنچ سکے

یہ یتیم خانہ۔ سکول جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اور جو عام تقسیم امداد کے دوران میں مقامی ارشاد ضروریات سے متاثر ہو کر کھولنا پڑا ہے اس قابل نہیں ہے کہ اسے موپلہ قوم کے مطلبہ امداد کا ایک عشر عشیر حصہ بھی کہا جا سکے جس تباہ شدہ قوم کے ہزاروں لاوارث اور معصوم بچے بچیاں ابھی تک کس مپرسی کی حالت میں در بدر آوارہ پھرتے ہوں اور بوڑھے اور ناتوان آدمیوں کا جم غفیر کفالت کنندوں کے نہ ملنے میں پیٹ جاتے یا فاقہ موت ہو جانے سے ہر ٹپکنے والی آنکھ کو خون کے آنسو رلا رہا ہو اس کی مستقل امداد کے لئے جب تک بڑے پیمانہ پر کام نہ کیا جاوے مسلمانان ہندوستان اپنی مذہبی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے خوش قسمتی سے مالابار کے علاقہ میں ناریل ... کے ریشہ کی چٹائیاں اور رسے

رسیوں کا کام اتنے بڑے پیمانہ پر جاری ہے کہ لاکھوں روپیہ کا مال وہاں سے تیار ہو کر دوسرے ملکوں کو بذریعہ بحری وبری راستوں کے جاتا ہے اس کام کے لئے نہ بہت بڑی پیچیدہ مشینری کی ضرورت ہے نہ بہت بڑی تنخواہ پانیوالے یورپین اہل فن کا احتیاج تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اگر دو ایک مناسب مقامات پر اس کام کو معمولی سرمایہ سے شروع کر دیا جائے تو نہ صرف یتیم خانہ کے بچوں کو دستکاری اور صنعت کے ایک مفاد عام ضروری شاخ میں ماہر بنایا جاسکیگا۔ بلکہ بہت سے کمزور بیکار مردوں اور عورتوں کے لئے مزدوری کا شغل بہم پہنچا دیا جاوے گا ایسے انڈسٹریل ہوم (کارگاہ) کے لئے زمین اجارہ پر لینے کی کارروائی جاری ہے۔ زمین ملجانے پر وہاں پتھر کی خام دیواروں اور بانس کی مضبوط چٹائیوں کے چھتوں سے کمرے اور بارکیں بنوا لینے کی تجویز ہے جسمیں یتیموں کی کافی تعداد سما سکنے کے علاوہ دستکاری کا کام بھی اچھے پیمانہ پر چل سکے۔ سردست اس ساری تعمیر پر قریبًا دو ہزار روپیہ خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔ باقی تمام روپیہ یتیموں کی پرورش اور تربیت دستکاری پر خرچ ہوگا۔ اللہ جزائے خیر دیوے اراکین جمعیت العلماء ہند کو جنہوں نے اس کام کی اہمیت کو ملحوظ کرتے ہوئے اس معاملہ میں سبقت بالخیر کی ہے اور اپنے جمع کردہ سرمایہ بغرض امداد موپلہ سے جو عام تقسیم امداد کے سلسلہ میں بدراس اسلامیشن کمیٹی کے معرفت مالابار میں صرف کیا جا رہا تھا مبلغ چھ ہزار روپیہ نقد ۱۸ اکتوبر جمعیت کو مرحمت فرمایا ہے۔ کام کے مستقل شروع ہو جانے پر اوسکی تفصیلی حالات اور اس رقم یا دیگر روپیہ کی موصول شدہ رقومات کی آمد و خرچ کی رپورٹ کا ناظرین کرام انتظار فرمائیں

اس سلسلہ میں اس بات کا تذکرہ لابدی ہے کہ بعض اسلامی انجمنوں نے موپلہ قوم کے مصائب سے متاثر ہو کر اس امر کی کوشش کی کہ موپلہ یتامی کو اپنے ہاں منگوا کر انکی تعلیم و تربیت کا ذمہ لیں۔ ان میں سب سے اہم جماعت انجمن حمایت اسلام لاہور ہے۔ جنہوں نے اپنے چٹھی کے ذریعہ مجھے لکھا کہ میں موپلہ یتیموں کی ایک خاص تعداد ان کے لئے روانہ کر دوں۔ میں انکے اس ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہا ہوں۔ اور نہ کر سکنے کی وجوہات نہ صرف ان کی خدمت میں بذریعہ مکتوب عرض کر چکا ہوں۔ بلکہ ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ اخبارات میں بھی مشتہر کرا چکا ہوں کہ ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مالابار سے لاہور تک ایک یتیم کے لانے کا خرچ کسقدر ہو سکتا ہے۔ اگر ریلوے کرایہ نصف آدمی کا شمار کیا جاوے تو بھی ۵۰۰ یتیم کے لانے سے ۱۵۰۰۰ روپیہ صرف ریلوے کا کرایہ ادا کرنا ہوگا۔ اسپر ان کے زاد راہ کا

ان کے بعد لیکن در اصل ان سے بھی زیادہ قابل ذکر و شکر مالابار کا وہ نوجوان ہے جو دوسری قوم سے تعلق رکھتا ہے فی الحقیقت ایک ایسے وقت میں جب کہ عصبیت کے جذبات اپنے پورے زوروں پر ہوں۔ اور حالات و حوادث نے بڑے سے بڑے متفکر قلب کو بھی بیجا پاسداری کے خیالات سے محفوظ و مصئون نہ رکھا ہو اس نوجوان کا تحقیق و دریافت حالات کے لئے آمادہ ہونا اور حق کو حق اور باطل کو باطل دیکھنا اور اس کے اظہار سے ہرگز نہ جھکنا یہ ایک ایسی چیز ہے جو آج ہندوستان میں کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے اس شخص کا نام ایم گوپال مینان ہے جولائی گذشتہ میں مجھے اس نیک طینت نوجوان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہ بھی ایپی سے اس وقت کالی کٹ آئے تھے اسوقت سے کر آجتک یہ ہمارے شریک کار رہے۔ اور ہر ممکن کوشش میری اعانت فرمائی میں کرتے رہے لیکن اس کی اعانت کے اصلی نتائج کو سننے کے لئے ناظرین رپورٹ کو ابھی چند اور دنوں کی انتظار کرنی چاہئے۔

ان کے بعد وہ لوگ میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مالابار کے ریلیف ورک میں نہایت ہی قلیل بلکہ کالعدم معاوضوں پر میری اعانت فرمائی کی۔ یہ وہ لوگ تھے جو میرے اور میرے رفقائے عمل کے لئے بطور ترجمان کے کام کرتے تھے۔ اور تمام سفر حضر میں ہمارے ساتھ شریک رہے۔ ان میں سے چند آدمیوں کے نام یہ ہیں۔

تنگل (پیرنتھل مینان) عبداللہ (نیلمبور) معظم خاں (کالی کٹ)

ان کے بعد ان معزز و معروف اخبارات کا مجھے شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے میرے کام کو پبلک میں لانے اور اس کی طرف نیز مالابار ریلیف ورک کی ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی میری تحریرات کو حتی الوسع بہ عجلت اور اچھے انداز و اسلوب سے شائع کیا۔ اور اپنے مفید و ضروری حواشی بھی چڑھائے۔ اور ان تمام اخبارات میں زمیندار (لاہور) وکیل (امرتسر) ہمدم (لکھنو) خلافت (بمبئی) بمبے کرانیکل (بمبئی) مسلم آوٹ لک (لاہور) محمڈن (مدراس) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بھی پہلے دو اور بمبے کرانیکل میرے خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کوئی صحیح اور جائز کوشش میرے مدد کرنے میں اٹھا نہ رکھی زمیندار وکیل اور خلافت ہمیشہ مفت وصول ہوتے رہے اور مدیر جریدہ وکیل نے متعدد

مرتبہ مالی مدد بھی فرمائی۔
انکے علاوہ خاص خاص کمیٹیاں قابل ذکر ہیں۔ سنٹرل خلافت کمیٹی کے متعلق تو کچھ کہنا غیر ضروری ہے کیونکہ پورے پانچ ماہ تک دراصل کاروبار کا پورا انحصار انہیں کی اعانت پر رہا۔ جولائی کے اخیر میں جب ان لوگوں نے اعانت سے قطعی طور پر ہاتھ کہینچ لیا۔ تو اللہ نے ایک دوسرا امداد بھیجدیا۔ ے خدا ار بحکمت ببندد درے۔ کشاید بہ فضل وکرم دیگرے۔ اگست کے اخیر میں کام یقیناً بند ہوجاتا اگر اللہ تعالی بنگلوری بھائیوں کو غیبی فرشتوں کیطرح کالی کٹ میں نہ بھیجدیتا۔ انہوں نے دس ہزار روپیہ اور پانسو پچیس کا کپڑا بعد ریلیف ہمکو بھیجدیا جس سے وسط ستمبر تک کام ممتد ہوگیا۔
ستمبر گذشتہ میں پنجاب خلافت کی طرف سے دو ہزار چھ سو اٹہتر روپیہ نو آنہ ۶ پائی کی رقم موصول ہوئی۔ اور خلافت کمیٹی بمبئی کی طرف سے ۶ ہزار کی مزید قسط بھی ملی۔

بنگلور و مدراس کا سفر

اواخر اگست میں چونکہ کام کی حالت پھر خاتمہ کو جارہی تھی۔ اسلئے مناسب خیال کیا۔ کہ بنگلور مدراس وغیرہ مقامات کا دورہ لگایا جائے۔ بنگلوری بھائیوں کے حالات مقامی کسی مزید رقم کے ملنے کے منافی نظر آئے۔ مدراس والے بھائیوں کے ہاں بعض وعدہ شدہ چندے موجود ہیں جن کی مقدار مجموعی قریب چالیس ہزار کے ہے۔ ان کو مختلف غلط فہمیوں کا شکار پایا۔ آخر یہ امر قرار پایا۔ کہ وہ ۲۹ تاریخ کو کالی کٹ پہنچ کر مختلف کمیٹیوں کے کام کو بچشم خود دیکھیں۔ ایک وفد جدید مرتب کیا گیا۔ لیکن ۲۸ تاریخ کو کوچین میں مجھے تار ملا۔ کہ انہوں نے بوجوہ اپنے دورہ کو ملتوی کردیا ہے۔ مدت التوا کا کوئی ذکر نہ تھا چنانچہ ابتک یہ دورہ ملتوی ہی رہا۔

کوچین اور الیپی کا سفر

برٹش کوچین مالابار کی دسویں تحصیل ہے۔ اس کو مالابار کی ناک سمجھنا چاہئے کیا بلحاظ محل وقوع کہ مالابار کا ایک نکلا ہوا گوشہ ہے۔ اور کیا بہ لحاظ

دولت و ثروت کے۔ لیکن آنان کہ غنی تر ند محتاج تر ند۔ کا زیادہ مصداق بھی کوچین سے کوئی اور نظر نہ آیا۔ یہاں کے دولت مند طبقہ سے جن میں بعض حضرات ایک ایک اور دو دو کروڑ کی اسامیاں ہیں۔ اور جن کے صدقات کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ رمضان المبارک میں آٹھ آٹھ ہزار فقراء کو جمع کرکے پیسے تقسیم کیا کرتے ہیں۔ ۰۰، سات سو روپیہ کی گراں قدر رقم موصول ہوئی۔ یہاں کے بنک میں مسلم جماعت کی طرف سے البتہ مزید کوشش طبقہ عوام میں کی گئی اور قریب تین صد روپیہ کے وصول ہوا کوچین سے چل کر الپی پونچے۔ الپی ٹراونکور ریاست کا مشہور تجارتی بندر ہے۔ کوچین سے ایک قدرتی جھیل اور ایک مصنوعی نہر کے ذریعہ سے ملا ہوا ہے۔ چالیس میل کا فاصلہ ہے۔ سوائے سٹیم بوٹ یا موٹر لانچ کے اور کوئی ذریعہ آمد و رفت نہیں ہے۔ یہاں کے لوگوں کو نسبتاً ہم نے زیادہ ہمدرد پایا۔ ہم مسٹر بی ایس محمد وکیل ریاست کے خاص طور سے شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے دو دن کی شبانہ روز محنت سے چھ سو نوے روپیہ کی رقم وصول کرکے ہم کو دی۔ اور اغلباً تین سو کا مزید وعدہ بھی کیا۔

یہاں کے امراء میں سے مسٹر محمد کنجو ابراہیم عبدل فقیر سیٹھ خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ اول الذکر دو صاحب تو موپلے ہیں۔ اور آخرالذکر ایک کچھی میمن ہیں۔ مسٹر محمد کنجو موپلہ کو تمام قوم کے امراء میں یہ شرف حاصل ہے۔ کہ وہ اچھے خواندہ آدمی ہیں۔ عربی پڑھ سکتے ہیں۔ اور بخوبی بول بھی سکتے ہیں۔ مصر سے المنار وغیرہ بھی منگواتے ہیں اور باقاعدہ اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

لیکن انصاف کے خلاف ہوگا۔ اگر میں اس فہرست میں اپنے ان بھائیوں اور رفیقان عمل کا ذکر نہ کروں۔ جنہوں نے بہ حیثیت جمعیت کے رکن دواعی

ہونے کے باوجود ہر قسم کی مشکلات اور موانع کے اس کام کو پوری
خوبی و خوش اسلوبی سے اختتام کو پہنچایا۔ ان میں سے سب سے
زیادہ شکریہ اور تعریف کے مستحق قاضی عبدالواحد صاحب سپرنٹنڈنٹ
دفتر ریلیف کالی کٹ و سکرٹری جمعیت کالی کٹ برانچ ہیں۔ جو دراصل
اس تمام کام کے انچارج تھے۔ ان کی معاملہ فہمی۔ ان کی ہمدردی۔
ان کی ہمت اور ان تھک محنت ہمیشہ کام کی کامیابی کی ضامن رہی۔
تمام خرید و فروخت۔ تمام کاموں کی نگرانی۔ دفتر کا تمام حساب
تمام سٹاک اور مختلف کیمپوں کا دورہ یہ سب کام تنہا ان کے سپرد تھے
ان کے علاوہ ماسٹر عبدالمجید۔ چودھری نور حسین۔ ڈاکٹر عبدالرحمان۔ یہ سب وہ
لوگ ہیں جنہوں نے جانفشانی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ خدا ان
حیدرآبادی صاحبان کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے نہایت ہی معمولی
معاوضوں پر ترجمانی اور تقسیم چاول وغیرہ کے کام ہمارے ساتھ مل کر
کیے۔ ان میں مسٹر محمد عثمان۔ منشی عبد اللہ۔ سید محمد مستقل مہمان کا شکل احمد
عبدالرحمان خاں صاحب سکندرآبادی۔ قاضی [illegible] ولد [illegible] اور مسٹر غلام اکبر (عبدالرحمان خاں)
نے جو ایک نوجوان ہونہار ہے۔ تو اب اپنی زندگی اشاعتی کام کے لئے وقف
کر دی ہے۔ اور اب وہ پونا میں مذہبی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

آپ کا نیازمند

محی الدین احمد ناظم جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام

۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے کیا دیکھا

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدیار کا عالم میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا

غالباً ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ۲۵ - مارچ گذشتہ کی مسٹر ہلیس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کالی کٹ سے ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا تھا - کہ ۲۸ - مارچ کو ہم پر سے اور ہمارے رفقائے عمل پر سے تمام قیود جو دس مارچ کے حکم کے ذریعہ سے عائد کی گئی تھیں - اُٹھالی گئیں - چنانچہ میں اکتیس مارچ کو یہاں سے تین رفقاء کی معیت میں مصیبت زدہ علاقہ کے دورہ کے لئے نکلا - ان تین حضرات میں سے ایک ہماری سوسائٹی کے ممبر تھے اور باقی دو شہر کالی کٹ کے معزز و با اثر حضرات میں سے تھے - ان میں سے ایک صاحب تو مسٹر محمد عثمان بی اے - ایل ایل بی (مدلیگ) جو یہاں کے واحد مسلمان پلیڈر ہیں - اور کچھ عرصہ سے سنٹرل ریلیف کمیٹی کی کمیٹی کے آنریری سیکرٹری بھی ہیں - جو مابلوں میں ریلیف کا کام کر رہی ہے - دوسرے صاحب مسٹر ظہور اللہ ہیں - جو یہاں کے مشہور تاجر ہیں - اور نہایت باہنر با تدبیر اور وسیع المعلومات آدمی ہیں - ان حضرات کی معیت فی الحقیقت میرے لئے نہ صرف مفید ہی ہوئی بلکہ حق یہ ہے کہ ذیل کی چند سطور اُن نوٹس پر مبنی ہیں - جو مسٹر محمد عثمان اثنائے سفر میں سپردِ قلم کرتے گئے -

ملیبار بالکل پہاڑی علاقہ ہے - اس کی زرخیزی اور خوشنمائی کا یہ عالم ہے کہ قدم قدم پر رکنے کو جی چاہتا ہے - ع کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا ایں جا است - سڑک کے دونوں طرف مسلسل پہاڑیوں کا سلسلہ چلا گیا ہے - اور ان پہاڑیوں کے اندر جا بجا ملیبار کی بستیاں منتشر و پراگندہ دکھائی دیتی ہیں لیکن ہمارے معلومات صرف انہی بستیوں سے ماخوذ ہیں - اور انہی کے متعلق بھی ہیں - جو لب سڑک واقع ہیں - اور ہم نے وہاں موٹر کھڑا کر کے ان کے خانماں سوختہ مکینوں سے ملکر (جن میں اکثر مستورات ہوتی تھیں) وہاں کے حالات معلوم کر لئے -

لیکن پیشتر اس کے کہ میں اپنے سفر کے نتائج ناظرین کے سامنے پیش کروں اس بات کا واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ مالابار کے علاقہ کی تقسیم بھی اپنی قسم کی بالکل نرالی اور اجنبی ہے

بالکل پریشان کردینے والی واقع ہوئی ہے۔ مختصراً یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ الہامبار کا ضلع دس (۱۰) تحصیلوں پر حاوی ہے۔ جن کو تالُق کہتے ہیں۔ یہ لفظ قدیم لفظ تعلقہ کی بگڑی ہوئی شکل معلوم ہوتا ہے۔ جو ہندوستان میں مختلف چھوٹے چھوٹے حصص اراضی پر مستعمل ہوتا تھا۔ ہر ایک تعلقہ (یا تحصیل) میں کئی کئی امشم ہیں جن کو بہ اصطلاح پنجاب شاید لفظ ذیل سے تعبیر کیا جاسکے پھر ہر ایک امشم میں متعدد دیہات ہیں جو دیشم کہلاتے ہیں۔ ناظرین نقشہ میں بعض دیہات کے ساتھ دیشم اور امشم دو دو لفظ موجود پائینگے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گاؤں امشم بھی ہے۔ اور اس میں دیہہ منصف جو ہمارے ہاں ذیلدار کہلاتا ہے رہتا ہے۔ مگر ان دونوں کے فرائض میں قدرے فرق ہے بعض دیہات میں امشم و دیشم وغیرہ کی تفریق میں کچھ مغالطہ بھی معلوم ہوتا ہے اور بعض دیشم ایسے بھی ہیں جن کے امشم کا پتہ نہیں چل سکا میرا سفر قریباً دوسو میل پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس کے متعلق کوئی تفصیلی معلومات پیش کرنا مضمون کی حیثیت سے خارج ہے۔ اور نتائج سفر کو سر دست نقشہ کی صورت میں پیش کر کے بعض دوسرے مطالب کی طرف توجہ کرونگا۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام دیشم	نام امشم	کیفیت
۱	کریکوڈ	نریکلہ گاڈ	۲۷ آدمی گرفتار ہوئے تین گھر جلائے گئے۔ بہت سی عورتیں فوری اعانت کی محتاج ہیں۔ ہمارا اندازہ ہے کہ چالیس گھروں کو کچھ عرصہ تک سامان خوراک ملنا چاہیئے۔
۲ و ۳ و ۴	یار اکن دیدوانا ممباڈ	دوادرم	۵۰ سے ۶۰ خاندان مدد کے مستحق ہیں۔ سوائے ایک چھوٹی سی مسجد کے تمام گھر برباد ہو چکے تعمیر مکانات کی ازبس ضرورت ہے۔ ۲۵ گھروں کی مستقل مدد ہونی چاہیئے۔
۵	گاؤں کا نام معلوم نہیں۔	نیلم بور۔	نیلم بور سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کا نام لوٹ کر نارہ گیا اسکے تمام گھر باستثنائے معدودے چند راکھ کا تودہ ہیں۔
۶	چھکا تارا	نیلم بور	۱۰۰ گھروں میں سے ۳۲ گھر جلے ہوئے ہیں۔ ایک مسجد بھی آگ کی نذر ہو چکی ہے۔ بہت سے مر یا مر چکے ہیں یا قید ہو چکے ہیں

			باقیماندہ بوجہ مزدوری کے فقدان کے بھوکے مر رہے ہیں۔
۷	مانسیاہم	اپالمیاہم	اس بستی میں قریباً سو گھر جلے ہوئے ہیں۔ کم و بیش ۱۰۰ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ مسلمان سخت مفلس ہیں مزدوری ندارد۔ مدد کی شدید ضرورت ہے۔
۸	جیبوڈ	کالی کاڈو	۴۳ گرفتاریاں ہو چکی ہیں ۰۰ ۱ گھر جلے ہوئے ہیں۔ بقیہ لوگوں کے پاس کوئی کام نہیں۔ قریباً ۵۰ بچے یتیم ہیں اور قریباً ۵ گھر ایسے ہیں۔ جو بوجہ ناداری اپنے مکانوں کو بالکل تعمیر نہیں کر سکتے۔
۹	کالاسودا	کالی کاڈو	مرد بہت کم نظر آئے۔ صرف عورتیں اور بچے دکھائی دیتے۔
۱۰	پوری رنگاڈ	[illegible]	۴۰۰ مسلمان گھروں میں سے تقریباً نصف نابود ہو چکے ہیں چار مکان دوبارہ تعمیر بھی ہو چکے ہیں۔ لوگوں کے پاس کاروبار بالکل نہیں۔ اس وقت تک ۸۰ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ قریباً ۵۰ بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ یہاں کے اکثر لوگ چونکہ علاقہ کورگ میں مزدوری کو جایا کرتے تھے۔ اور اب ان کے پروانہ راہداری کے لازم ہونے کے علاقہ سے باہر نہیں جا سکتے۔ اسلئے فاقہ کشی پر مجبور ہو رہے ہیں۔
۱۱	[illegible]	کالی کاڈ	مسلمان گھروں کی تعداد ۵۰۰ ہے۔ ان میں سے ۵۰ خاک سیاہ ہو چکے ہیں۔ [illegible] گرفتاریاں ہوئیں [illegible] زیادہ ہو [illegible] جا چکی ہے۔ چونکہ [illegible] سے بہت سے مویشی بھی ہلاک کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے لوگ زراعتی کام کرنے سے قاصر ہیں۔ قریباً ۵۰ لڑکے بن ماں باپ کے موجود ہیں۔
۱۲	[illegible]		یہاں کے ۵۰۰ مکانوں میں سے ۳۰۰ جل چکے ہیں ۲۰۰ آدمی گرفتار اور ۱۰۰ مقتول۔ ۵۰ خاندان مصیبت میں گرفتار اور مدد کے سخت محتاج کم و بیش ۴۰۰ مکانات ایسے ہیں جو بغیر اعانت کے ہرگز تعمیر نہیں ہو سکتے۔ یتیم بچوں کی تعداد ۲۵۰۔
۱۳	کاڈور	کاڈور	۹۳ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ زیادہ حالات معلوم نہیں ہو سکے۔
۱۴	پنڈیکاڈ	پنڈیکاڈ	یہ ۵۰۰ گھروں کی بستی ہے جن میں ۴۰ گھر جلائے گئے ہیں ۵۰ گرفتاریاں اور ۵ آدمی مقتول۔
۱۵	تیلی کڈو	پینہاوڈ	یہاں کے ۳۰۰ گھروں میں سے ۷۰ کو آگ لگائی گئی۔

۱۷	مالاٹور ایڈا اپڈ	مالاٹور مالاٹور	یہ بستیاں بہت مصیبت میں ہیں۔ ارگام۔ کدیری۔ میلمڑی۔ پوکاٹور۔ آبینی کاڈ بھی اسی فہرست میں شامل ہیں۔
۱۸	مالاگرسٹی	مالاگرسٹی	یہاں ۱۲ جلے ہوئے مکانات کے نشان ابھی موجود ہیں ۵ آدمی مارے گئے۔
۱۹	انگاڑی پرم	پرنتھل منان	قریباً ۱۱ گھروں میں سے بہ اختلاف تعداد گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں معین تعداد گرفتاریوں کی معلوم نہ ہو سکی۔
۲۰	میلموڑی		یہ مالاپرم کے قریب ۵۰۰ گھر کی ایک بستی ہے جس میں ۳۰۰ مکان جلائے گئے۔ ۶۵ آدمی مقتول ہوئے۔ ڈیڑھ سو گھر مرمت طلب ہے۔ ۲۰ بچے بغیر ماں باپ کے موجود ہیں۔ کم از کم ایک ماہ تک ان لوگوں کی مسلسل اعانت ہونی چاہیئے۔
۲۱	اراونگاڑا	گوکاٹور	جلے ہوئے گھروں کی تعداد ۱۰۰ - ۳۰ آدمی گرفتار اور ۵۰ گولی سے مار دیئے گئے۔ ۵۰ خاندان تعمیر مکانات کیلئے مدد کے محتاج ہیں۔ اور ۱۵ یتیم بچے بھی ہیں۔
۲۲، ۲۳ ۲۴	لونالور، پالمباز نراوٗ	اندر پرکنا کنڈاوٹی	ان تینوں دیہات میں بہت سے مکانات بالکل منہدم کر دیئے گئے ہیں بہت سے خاندان سخت مصیبت میں ہیں۔ قریباً ۳۰۰ اشخاص کی اعانت ناگزیر۔ زراعت کیلئے بیج نہیں۔ اور مکانوں کی تعمیر کے لئے پیسہ نادارد۔ بہت سے خاندان جو امیر تھے۔ وہ بھی اس قابل نہیں کہ اپنے مکان خود تعمیر کر سکیں۔

ہم کو کبھی اس امر کا دعوےٰ نہیں کہ یہ اعداد و شمار ایک ریاضی دان کے مسائل ریاضی کی طرح بے خطا ہیں۔ کہ آخر یہ ایسے لوگوں سے حاصل کیئے گئے ہیں۔ جو اعداد و شمار کی دقیق مباحث اور تدقیق سے ناآشنا ہیں۔ تاہم یہ کہنے کی جرأت ہم ضرور کریںگے کہ تخمینی طور ضرور صحیح ہیں۔ خود ہمارا ایسے دیہات سے گذر ضرور ہوا ہے جہاں سوائے چند مکانات کے کوئی مکان ہم نے صحیح و سالم نہیں دیکھا۔ ہم نے ایسے دیہات کو بھی دیکھا ہے جہاں ذکور آبادی ہم کو نظر نہیں پڑی۔ ان کے متعلق دریافت حالات سے یہ معلوم ہوا کہ ان میں سے کچھ لوگ قتل ہو چکے۔ بہت گرفتار ہو چکے۔ اور بعض لوگ گرفتاری کے خوف سے روپوش ہیں۔

جمعیت کا کام اور اس کی مشکلات

۱۔ ملیبار کا علاقہ عجیب قسم کا واقع ہوا ہے۔ جس طرح یہاں کے لوگوں میں بعض خصوصیات تمام ہندوستان بھر سے نرالی ہیں۔ اسی طرح یہاں کی بستیاں بھی ہندوستان کے شہروں سے بالکل الگ ہیں۔ کچھ گھر یہاں ہیں کچھ وہاں۔ اس طرح بعض اوقات ایک ہی بستی جس کی اوقات ۲۰۰ گھر سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔ دو دو تین تین میل تک پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ پس ایک کام کرنے والے کے لئے کسی گاؤں میں حقیقی ضرورت مند لوگوں کا پتہ لگانا ان کی ضروریات کو سمجھنا اور اعانت کی نوعیت اور مقدار کا معین کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ پس جب تک وہ ہر ایک دروازے کو نہ کھٹکھٹائے اس کے رہنے والوں کے حالات کو بچشم خود نہ دیکھے ان سے گفتگو نہ کرے۔ اور ان کے متعلق آزادانہ تحقیقات نہ کرے اس کا قلب کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ کہ اس نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔

۲۔ زبان کی مشکل اس سے بھی سخت تر ہے اردو زبان ہندوستان کے طول عرض میں سمجھی جاتی ہے۔ پر ملیبار کا کوئی گوشہ اس سے بہرہ ور نہیں اور سوائے اُن چند باہر سے آئے ہوئے لوگوں کے جن کو یہاں دکنی کہا جاتا ہے۔ اور جو تھوڑی تھوڑی اردو جانتے اور ٹوٹی پھوٹی بولتے بھی ہیں کوئی مسلمان اس کا حرف بھی نہیں جانتا۔ اس لئے ہر کام کرنے والے کو اپنے ہمراہ ایک ترجمان کا رکھنا ضروری ہے۔ جو علاوہ اس کے کہ کام کو کام والوں کے لئے مشکل بنا دے۔ بہت سے اخراجات کا بھی باعث ہوتا ہے۔

۳۔ پولیس اور حکام کی ہیبت اس پر مستزاد ہے۔ لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ ہم کو دیکھ کر بھاگنے لگتے ہیں۔ صرف اس بنا پر کہ ہم سے ملنے کے بعد ان سے باز پرس ہو گی۔ اور ان کی مصیبتوں میں اضافہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر دیہات میں بہت سے لوگ اپنی صحیح ضروریات اور حقیقی تکالیف کو ہم پر ظاہر نہیں کرتے۔

۴۔ ان کے علاوہ ہماری جمعیت کو گذشتہ چار ہفتوں میں ایک خاص مشکل کا سامنا بھی تھا جو گو الحمد للہ کہ اب دور ہو چکی ہے۔ تاہم گذشتہ ہفتوں کے کام پر اس کا جو اثر رہا ہے وہ ناظرین سے کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ ہماری مراد دس مارچ کے اس حکم سے ہے جس کی کیفیت اخبارات میں اس سے قبل آ چکی ہے۔

ان تمام موانع کے باوجود جمعیت نے جو کام اس وقت تک کیا ہے۔ وہ الحمد للہ کوئی کم

اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس وقت جن مفلوک الحال اور بے نوا خاندانوں کی اعانت کالی کٹ کی نواحی میں جمعیت کر رہی ہے ان کی تعداد ساڑھے پانچ سو تک پہنچتی ہے۔ یہ لوگ ہفتہ وار کالی کٹ میں آتے ہیں اور اپنی مستحقہ مقدار چاولوں کی لے جاتے ہیں۔ یہ مقدار ہر خاندان کو اس کے نفوس کی تعداد پر ملتی ہے۔ بچہ کو ½ سیر یومیہ اور بڑے کو ¾ سیر کے حساب سے چاول دیئے جاتے ہیں بڑے سے مراد بارہ یا بارہ سال سے زیادہ عمر کے بچے اور آدمی ہیں۔

اس کے علاوہ جن مستورات اور بچوں کی اعانت متفرق طور پر ہو رہی ہے ان کی تعداد آج تک ۴۰۰ سے متجاوز ہو چکی ہے۔ بعض یتیم بچوں کو جمعیت نے اپنے پاس رکھا ہے ان کے اخراجات بھی اسی فنڈ سے ادا ہو رہے ہیں۔ اس وقت ایسے بچے نو ہیں لیکن اب لوگوں کو اس طرف سے اطمینان ہو رہا ہے اور اس تعداد کے بتدریج گھٹنے کی قوی امید ہے۔

کل خرچ چاولوں کا اس وقت تک ۳۰۰ بوری ہے جن کی قیمت تقریباً ۲۴۵۰۰ روپیہ بنتی ہے

بعض صورتوں میں بعض مستحقین کی اعانت نقد روپیہ کی صورت میں بھی کرنا پڑتی ہے۔

دوسرے کیمپ کا اندرون علاقہ میں بمقام تیتھور انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تیسرا کیمپ بھی جلد کھل جائیگا۔ (انشاء اللہ) تیلچیری جیسا کہ قارئین کرام کو نقشہ بازار کے دیکھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ گزشتہ ایام میں مصیبت کا گہوارہ رہا ہے۔ وہاں کے ہفتہ وار اخراجات اغلباً کالی کٹ سے چار گنا ہونگے۔ نیز وہاں مکانات کی مرمت اور تعمیر کا بھی کام شروع کیا جانے کو ہے۔ ایسے مکانات کی فہرست تیار ہو رہی ہے۔ اوسط خرچ فی مکان کم از کم پچاس روپیہ لگایا گیا ہے۔ صحیح تعداد ایسے مکانوں کی بتانا ابھی ذرا مشکل ہے۔ لیکن سنٹرل خلافت کمیٹی کی شائع کردہ پمفلٹ اور اپنے مشاہدات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم کمال اعتماد کے ساتھ کہ سکتے ہیں کہ ایسے مکانوں کی کل تعداد علاقہ ملیبار کے تین مصیبت زدہ تعلقوں (تحصیلوں) میں کئی ہزار تک پہنچتی ہے۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ گورنمنٹ نے بھی مکانات کی مرمت وغیرہ کا کام شروع کیا ہے۔ اور انہوں نے سات فی صدی شرح پر کچھ رقوم بعض مستحقین کو ایک سال کی ادائیگی کے وعدہ پر دینا شروع کیں ہیں۔ ان رقوم کی عام مقدار پانچ سے سات روپیہ تک ہے۔ بعض صورتوں میں رقوم زیادہ بھی دی گئی ہیں۔ اور بعض دوسری صورتوں میں بلا سود اور بلا وعدہ ادائیگی بھی دی گئی ہیں۔ پہلے یہ رقوم صرف مصیبت زدہ ہندوؤں کے لئے مخصوص تھیں لیکن اب یہ فیاضی موپلوں تک بھی وسیع کر دی گئی ہے لیکن موپلوں کے گھروں کو تین قسم پر کر دیا گیا ہے۔ (۱) وہ موپلا لوگ جو گزشتہ فسادوں میں گورنمنٹ کے

وفادار رہے ہیں اور باغی موپلوں نے ان کے گھر جلا دیے اور مال و اسباب لوٹ لیے (۲) وہ موپلا مکانات جو افواج انگریزی نے اپنی فوجی ضروریات کی بنا پر جلائے یا منہدم کیے۔ (۳) ان باغیوں کے مکانات جو گذشتہ فسادات میں کام آچکے ہیں۔ یا جو اپنے جرائم یا الزامات کی سزائیں قید خانوں میں بھگت رہے ہیں

گورنمنٹ کا فیصلہ یہ ہے کہ ان کی اعانت صرف پہلی قسم کے لوگوں تک محدود ہوگی۔

یہاں کا موسم باران آغاز جون میں شروع ہو جاتا ہے۔ اور پنجاب تو یک طرف بمبئی سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے لہذا جو مکانات جون سے پہلے تیار نہیں ہو سکتے ان کے متعلق یہ یقین کر لینا چاہیے۔ کہ ان کی دیواریں بھی بعدہ قائم نہیں رہ سکتیں۔ اور ان کو پورے طور سے دوسری بار بنانا پڑیگا۔ مکان والوں کا جو حال ہوگا۔ اس کے متعلق کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے یہاں ہم یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ جمعیت ہذا کے اراکین کی زیادہ تر توجہ ان تیسری قسم کے مکانات ہی کی طرف ہوگی۔

سندرجہ بالا بیان سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مصائب و تکالیف اپنی تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ ابتک گرفتاریوں کا سلسلہ بڑے زور شور سے شروع ہے۔ اور حالات و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گرم بازاری کچھ عرصہ تک رہیگی۔ اسلیئے اعانت طلب خاندانوں کی تعداد روز افزوں بڑھ رہی ہے۔ ہر گرفتار جیل کو جاتے ہوئے کسی نہ کسی فیملی کو بے یار و مددگار چھوڑ جاتا ہے۔ اور کام کرنے والوں کے کام میں کئی نفوس کی اعانت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ پس یہ سمجھنا کہ کام بہت جلد ختم ہو جائیگا صریح غلطی ہے بلکہ جب تک گورنمنٹ اپنی موجودہ پولیسی بدل نہیں دیتی کام برسر ترقی ہے اور رہیگا۔

نقرت بمبئی۔ مسلم دہلی۔ ہمدم لکھنؤ۔
وکیل امرتسر۔ مدینہ بجنور

سیکرٹری جمعیت دعوۃ تبلیغ اسلام پونا۔
حال وارد کالی کٹ متصل امپیریل بنک $13\frac{4}{22}$

ملیبار میں موپلا گھروں کی حالت

ولایا نور دیشم چیرو پاشم کالی کٹ تالوک

نمبر شمار	نام مالک مکان	پیشہ	تعداد گرفتار شدگان	تعداد مرد کو موجود	گھر جلایا گیا یا نہیں	تعداد اثاث	تعداد لواحقین اطفال لڑکے	لڑکیاں	کیفیت
۱	احمد	دوکاندار	۳	۰	نہیں	۱	۴	۰	
۲	کٹی آتن	"	۱	۲	"	۱	۰	۲	

نمبر شمار	نام مالک مکان	پیشہ	تعداد گرفتار شدگان	تعداد نوکر موجود	گھر جلایا گیا یا نہیں	تعداد اناث	تعداد اطفال لڑکے	لڑکیاں	کیفیت
۳	پاواروتی	ملاح	۲	۰	نہیں	۴	۳	۱	
۴	احمد کٹی	″	۱	۰	جلایا گیا	۲	۰	۰	
۵	کدی راٸن	حمال	۱	۰	۰	۲	۳	۰	
۶	ممّی	مزدور	۱	۰	جلایا گیا	۱	۱	۲	
۷	احمد	″	۱	۰	″	۴	۲	۰	
۸	احمد کٹی	ماہی فروش	۱	۱ (پندرہ سالہ لڑکا)	۰	۳	۱	۵	
۹	کنی احمد	مزدور	۱	۰	جلایا گیا	۲	۴	۲	
۱۰	کنی محی الدین	دوکاندار	۱	۰	″	۲	۱	۲	
۱۱	احمد	ملاح	۱	۱ (بوڑھا آدمی)	″	۱	۳	۰	
۱۲	کویاسن	مزدور	۱	۱ (ساٹھ سالہ بوڑھا)	″	۴	۲	۰	
۱۳	احمد	″	۲	۰	نہیں	۳	۳	۲	
۱۴	محمد علی	″	۱	۰	″	۱	۲	۰	
۱۵	آدوکر (ابوبکر)	″	۱	۰	جلایا گیا	۲	۳	۱	
۱۶	موئیدین	ملاّ	۰	۱	″	۲	۲	۱	
۱۷	آدیرن کٹی	″	۰	۱	″	۴	۲	۲	
۱۸	مان ایدرو (عبدالرحمان)	گورکن	۰	۱ (بوڑھا آدمی)	″	۲	۳	۰	
۱۹	احمد	مزدور	۰	۱	″	۱	۲	۰	
۲۰	دیران	دوکاندار	۱	۰	نہیں	۲	۰	۲	
۲۱	امیسیر بم	برتن فروش	۰	۰	جلایا گیا	۱	۱	۰	بیوہ
۲۲	آدیران	مزدور	۱	۰	″	۲	۰	۲	
۲۳	محمد علی	″	۰	۰	جلایا گیا	۱	۲	۰	
۲۴	کویاسن	دوکاندار	۰	۱	″	۲	۴	۰	
۲۵	ایدیومان	ملاّح	۱	۱	نہیں	۲	۱	۰	
۲۶	امیچی احمد	کاشتکار	۳	۰	″	۵	۱	۱	

نمبر شمار	نام مالک مکان	پیشہ	تعداد گرفتار شدگان	تعداد مقتولین موجودہ	گھر جلایا گیا یا نہیں	تعداد زنانہ	تعداد لڑکے	اطفال لڑکیاں	کیفیت
۲۷	موسے	دوکاندار	۱	۰	جلایا گیا	۱	۴	۰	
۲۸	[illegible] کشتی	ملاح	۱	۰	نہیں	۲	۰	۳	
۲۹	احمد کشتی	"	۱	۰	"	۱	۲	۰	
۳۰	اُتی مویا	حجام	۰	۱	جلایا گیا	۲	۲	۰	
۳۱	فاطمہ	۰	۰	۰	"	۳	۳	۱	بیوہ دو بیٹے گرفتار
۳۲	اُتی موئی	کاشتکار	۱	۰	"	۳	۳	۱	
۳۳	[illegible] حبیب	"	۳	۰	نہیں	۴	۳	۰	
۳۴	ایرومان	دوکاندار	۱	۰	"	۳	۳	۰	
۳۵	الی حاجی	کاشتکار	۱	۰	"	۱	۱	۳	
۳۶	موسے	"	۰	[illegible]	جلایا گیا	۱	۳	۰	
۳۷	احمد	"	۲	۰	[illegible]	۳	۲	۵	

مسلمانو!

بیس ہزار لاوارث بچوں اور دس ہزار بیکس عورتوں کی خبر لو

چند روز ہوئے۔ اخبار سیاست میں ایک چٹھی انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے ملیباری بھائیوں کی مصیبت سے متاثر ہو کر اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ شہدائے ومجروحین موپلا کے لاوارث بچوں کو اپنے یتیم خانہ لاہور میں ایک بڑی تعداد میں لینے کے لئے تیار ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء عنی وعن سائر المسلمین۔ اس چٹھی کے خاتمہ پر فقیر سے بھی بعض سوال کئے گئے تھے۔ ان سوالات کے جوابات تو فقیر نے اسی دن لکھ کر انجمن مذکور کے سکرٹری حاجی شمس الدین صاحب کی خدمت میں بھیج دئے تھے لیکن چونکہ اس میں بعض ایسی ضروری چیزیں ہیں جن کا عامۂ مسلمین کے روبرو لانا ضروری ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ ان چند سطور کے ذریعہ مسلمانان ہندوستان کو اس امر پر مطلع کردوں۔ کہ وہ کیونکر مظلوم موپلوں کی بہترین خدمت کر سکتے ہیں۔ اگر انگورہ کے شیروں کی اولاد اس قابل ہے کہ ان کو تباہی سے بچایا جائے۔ کہ ان کی موت کے اندر اسلامی شوکت وسطوت کی موت چھپی ہوئی ہے۔ (اللہم حفظنا عن ذالک)

زوال دولت عثمان زوال شرع وملت ہے   عزیزو فکر فرزند وعیال وخانماں کب تک

اور اب دولت عثمان عبارت ہے غازیان انگورہ سے ایدہم اللہ بنصرہم اگر سمرنا کی مظلوم آبادی مسلمانوں کی اعانت کی مستحق ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔ جو حفظ خلافت مقدسہ میں کٹ مرے۔ جن کے لئے ان کا مسلمان ہونا سب سے بڑا جرم قرار پایا۔ تو انی اقسم باللہ العظیم کہ موپلوں کے باقی ماندہ بچوں اور بیواؤں کی حفاظت ونگہداری کے لئے یہ دونوں وجوہ موجود ہیں ان کا مٹنا انسانوں کی معمولی بھیڑ دہجوم یا ہندوستان کی کسی دور افتادہ غیر ضروری بستی کا مٹنا نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی حمیت اور غیرت کا مٹنا ہے۔ ہم نے کشمیر سے لیکر مدراس سے

نیچے تک کا سفر کیا۔ پر ہم نے موپلا قوم سے زیادہ غیور ان سے زیادہ باحمیت ان سے زیادہ شریف ان سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول کو پیار کرنے والا کسی انسان اور کسی قوم کو نہیں دیکھا۔

مقاصد سے بے خبری مواقعہ ناشناسی قوتوں کے اندازہ کرنے میں غلطی زود کاری تحریک ترک موالات کی مخالفت آپ جو چاہیں ان کے خلاف کہیں لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ جب ایک مرتبہ ان کے سامنے خلافت کی بربادی حرم مقدس کی بے حرمتی مدینۃ النبی کی بے عزتی کے واقعات بیان کئے گئے اور بیان کرنے والے خود مفقود الخبر ہو گئے۔ اور کوئی حوصلہ مند صاحب تدبیر لیڈر آگے نہ بڑھا۔ پھر خود ملیبار میں مساجد کی گولہ باری عورتوں کی عصمت ریزی کے واقعات ان کے سامنے رونما ہوئے۔ تو ان کو واقعات متذکرۃ الصدر کا عینی یقین ہو گیا پس وہ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح اٹھے جو حالت غیظ و غضب میں مقاومت و مدافعت کے تمام سیاسی اصولوں کو بھول جاتا ہے۔ اس میں ان کے ساتھ جو کچھ گذری۔ وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ کئی ہزار لاوارث بچے اور کئی ہزار بیوائیں اور رانڈیں سینکڑوں بوڑھے اور بوڑھیاں اس وقت ملیبار کے ایک ضلع میں مارے مارے پھرتے نظر آتے ہیں۔

مسلمانانِ ہند اور ہندوستان کی اسلامی جماعتوں کے فرائض

انجمن حمایت اسلام لاہور کی صدائے نحن انصار اللہ

پس ہندوستان کے مسلمان اگر تحفظ ناموس و حمایت اسلامی کے متعلق کوئی فرض محسوس کرتے ہیں۔ تو یقیناً ان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ ملیبار کی اس مظلوم ترین نوع انسانی کی طرف اپنی اعانت کا ہاتھ بڑھائیں کیونکہ اس سے زیادہ تعجب انگیز منظر ایک آنے والے مورخ کے لئے یقیناً کوئی نہیں ہو سکتا کہ تمام دنیا کے مستحقین اعانت ان کے خوانِ نعمت سے متمتع ہوں۔ پر ان کے گھر کا لب مرگ بیمار ادنیٰ سے ادنیٰ التفات کا مستحق نہ قرار پائے۔ الحمد للہ کہ ملک کی زندہ جماعتیں اس طرف سے بالکل غافل نہیں۔ اور اس امر میں انجمن حمایت اسلام لاہور یقیناً اپنی سبقت بالخیر پر ملک و قوم کی پوری تحسین و مبارکباد کی مستحق ہے۔ کہ اس نے مظلوم موپلوں کی امداد میں عملی اقدام کیا ہے اور اپنے ایک خاص جلسہ میں یتیموں کی ایک خاص تعداد کو اپنے یتیم خانہ لاہور میں رکھنے اور ان کی تعلیم و تربیت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک اسی قسم کی دعوت جزیرہ نواد بمبئی کے سکریٹری مینیجر کی طرف سے بھی ہمارے پاس موصول ہوئی ہے۔ کہ وہ ملیبار کے یتامیٰ کی ایک خاص تعداد

اپنے ہاں لینے کو تیار ہیں۔ اور مجھ سے اس کے متعلق مشاورت فرمائی ہے۔ میں اوّل الذکر جماعت اسلام اور ثانی الذکر محترم صاحب کی جمعیت قلبی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ جو طریق اعانت انہوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ ہرگز چنداں مفید نہیں ہو سکتا اور نہ ہی نظر بحالات موجودہ قابل عمل ہی ہے۔ موپلا قوم بلحاظ اپنے عادات۔ اطوار۔ رسم و رواج۔ طریق بود و ماند۔ لباس۔ خوراک اور سب سے زیادہ زبان کے لحاظ سے بقیہ اسلامی ہندوستان سے اس قدر جداگانہ واقع ہوئی ہے۔ کہ ایک اجنبی اس تفاوت کی اہمیت کو ملیبار سے باہر رہ کر محسوس ہی نہیں کر سکتا۔ اگر یہاں کے بچوں کو پنجاب سے زبان بھی لیا جائے تو یہ خیال بالکل ناممکن ہے۔ تو میں یہ بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ ان کے طرز تمدن میں جو انقلاب دوسرے صوبوں میں رہنے کے باعث ظہور پذیر ہوگا۔ وہ ایسا ہوگا۔ کہ ملیبار کی آب و ہوا اور مقتضیات کے بالکل خلاف ہوگا جس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ ملیبار کی عمرانی ترقی اور یہاں کے اسلامی تعلقات کو ایک مستقل اور دائمی صدمہ پہنچایا جائے۔

اس امر کی بہت سی تمدنی اور اخلاقی وجوہ موجود ہیں۔ کہ ملیبار کی مائیں اپنی اولاد کو بہت زیادہ عزیز رکھتی ہیں۔ کیونکہ ان کا تمام تر سہارا اور آئندہ کی امید فقط ان کی اولاد ہوتی ہے۔ اور اس لئے وہ کسی حالت اور کسی طرح پر بھی اپنی اولاد سے علیحدہ ہونا پسند نہیں کرتیں۔ پس کسی جماعت کی بڑی سے بڑی ترغیب یا کوشش بھی ان کو اس امر پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ کہ وہ اپنی اولاد کو اس قدر دور دراز علاقہ جات ملکی میں بھیجدیں۔ نہ موجودہ تعلیم و تربیت کی اس قدر وقعت ان کے دل میں جاگزیں ہے۔ کہ وہ اس کے مقابلہ میں اپنی اولاد کا اتنا بڑا سفر برداشت کر سکیں۔

یہاں اس سوال کا اقتصادی پہلو بھی قابل غور ہے۔ کہ سو بچوں کو لاہور پہنچانے کا جو خرچ ہے۔ اسی قدر خرچ اتنے ہی بچوں کو یہاں کچھ نہیں تو ۵ ماہ تک رکھنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے پھر پنجاب یو۔ پی۔ بمبئی وغیرہ میں ایک بچہ رکھنے پر جو خرچ ہوگا۔ ملیبار میں اسی بچہ کی تربیت پڑھائی وغیرہ پر اس سے نصف خرچ میں انتظام ممکن ہے۔

ہمارا اپنا خیال ہے۔ اور خیال کیا معنی تجربہ ہے۔ کہ خود حکومت مدراس بھی اس کوشش کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی۔ چنانچہ اوّل اوّل جب ہم نے اس خیال کو مقامی حکام کے سامنے ظاہر کیا۔ کہ اگر ہمارے یتیم خانہ میں یتیموں کی تعداد کافی نہ ہوئی۔ تو ہم انہیں پنجاب لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو کالی کٹ کے کلکٹر نے ہم سے صاف کہدیا۔ کہ ہم بدوں صوبہ کی حکومت کی تحریری اجازت کے ایسا کرنے کے مجاز نہیں ہونگے

پس ہم اپنے تمام اسلامی بھائیوں اور تمام اسلامی جماعتوں کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جرأت کرینگے کہ اگر وہ فی الحقیقت یہاں کے مظلوم شہداء و مجبوبین کی بےکس اولاد کی کوئی حقیقی اعانت یا بھلائی کرنے کے لئے بےقرار ہیں۔ تو انہیں ایسے بچوں کو یہیں رکھ کر ایسا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے لئے ہم اپنی جمعیت (جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام پونا) کی طرف سے یہ اعلان کرنے کو تیار ہوں۔ کہ ہم ان کی بابت تمام ایسے یتیم خانوں کے اجراء و قیام۔ ان کی دیکھ بھال ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت کی نگرانی کو اپنے ذمہ لینے کے لئے آمادہ ہیں۔ فقط وہ لکھ دیں کہ وہ اسقدر یتیم بچے رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ یا اس قدر رقم ماہوار خرچ کرنے پر آمادہ ہیں تو اگر وہ مستقل طور پر جداگانہ یتیم خانہ جاری کرنے کے خواہشمند ہوں۔ تو اندرون ملک میں کسی موزوں مقام پر ایسا یتیم خانہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ یا ایسی دو تین انجمنوں کی طرف سے ایک متحدہ یتیم خانہ جاری ہو سکتا ہے جس کا وہ تنہا یا مل کر خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ایسا کرنے سے قبل ان کو یہ فیصلہ کر لینا چاہئے۔ کہ یہ ایک مستقل چیز ہے۔ اور مستقل خرچ جمعیت ہذا چونکہ اپنی طرف سے ڈیڑھ سو لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک یتیم خانہ قائم کر چکی ہے اسلئے وہ ان کے یتیم خانے کا کوئی بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہوگی۔ صرف اچھے کارکن شخص کا مہیا کر دینا جو ایک نہایت ہی معتدل تنخواہ پر کام کرے۔ اور مرکزی جماعت کی ایک عام نگرانی اس کے ذمہ ہوگی۔ یہ شخص متعینہ اشاعت اسلام کا کام بھی کریگا جس کے لئے ملیبار میں بےانتہا وسیع میدان موجود ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے اس وقت اس کو چھوڑ دیا۔ تو قطع نظر مذہبی جرم کے ایک عظیم الشان سیاسی غلطی بھی ہوگی۔ جس کا اثر ان کی تمام سیاسی تحریکات پر جو ہوگا وہ دس سال آئندہ کو پوری طرح ظاہر ہوگا

(محی الدین سکرٹری جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام کالی کٹ ملیبار) —

ملیبار میں کام کی ضرورت

جمعیت دعوۃ و تبلیغ اسلام پونا کا مجوزہ لائحہ کار اور آغاز عمل

اخوانِ ملّت اور برادرانِ وطن کی خدمت میں اپیل

انجمن حمایت اسلام لاہور کی چٹھی کے جواب میں ایک مراسلت جس میں جمعیت کی طرف سے ملک کے مشاہیر اخبارات میں شائع ہو چکی ہے اس میں صرف یہ بات دکھانے کی کوشش کی گئی تھی کہ ملیبار سے یتیم بچوں کو منگوا کر اپنے ہاں رکھنا اور ان کی تربیت کرنا بصورت حالات ممکن ہے اور نہ مفید۔ یوں بھی اخراجات بہت زیادہ اور نتائج نسبتاً خلاف امید بلکہ خراب اور مضر ہوں گے موپلا قوم کچھ اسی قابل ہے کہ اس کو ملیبار کی آب و ہوا میں رکھ کر اس کی پرداخت کی جائے۔ اب ہم اپنے بھائیوں اور بنی نوع انسانی کے عام بہی خواہوں کی خدمت میں کچھ تفصیل کے ساتھ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ملیبار کی اس مظلوم آبادی کی بہترین اور مفید ترین خدمت کس طرح ہو سکتی ہے۔ ہم نے گذشتہ مراسلت میں بیس ہزار بچے اور دس ہزار بیوائیں اٹکل سے یوں ہی لکھ دیا تھا۔ ورنہ حقیقت امر یہ ہے کہ جب گذشتہ مارچ اور اپریل میں سنٹرل ریلیف کمیٹی کے اعلان کے مطابق ایسے بچوں کی جن کے سر پر ہاتھ رکھنے والا اور ایسی عورتوں کی مجموعی تعداد جن کا پرسان حال کوئی نہ تھا۔ اور جن کے سر چھپانے کے لیے سوائے نیلے آسمان کے اور کوئی سایہ باقی نہ تھا۔ ۳۵ ہزار تک پہنچ چکی تھی تو اب گذشتہ مختصر سا چھ ماہی کے گذر جانے پر جس چھ ماہی میں کہ ہزاروں کی تعداد میں مزید گرفتاریاں اور سینکڑوں سزایابیاں ہو چکی ہیں جن میں سے بہتیری پھانسی اور جلاوطنی اور دس سال سے زائد قید کی ہیں ایسے سوختہ سامان لوٹ جیسی اور خانماں برباد خارج پدر و مادر گم کردہ بچوں کی تعداد کا صحیح اندازہ کس طرح بتایا جا سکتا ہے؟ ہاں آپ اگر ملیبار کا ایک چکر لگائیں۔ تو آپ کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ ایک مصیبت زار ہے جس کے مکین جو یہ عورتیں اور بچے ہیں اس میں بھی مرد مجرموں اور گنہگاروں کے وجود کی طرح مفقود ہوتے ہیں۔ اور جو ہیں تو خال خال در جب ہم اس امر کا علی رغم اعدائے انسانی اعلان کرتے ہیں۔ کہ موپلا قوم ایک شریف ترین اور نہایت ہی جمعیت

قوم ہے جو ہندوستان کی سرزمین پر بس رہی ہے جس کی بربادی وہ سرانجام ہوگا۔ ہندوستان کی شجاعت بسالت غیرت و حمیت کی بربادی کا اور جس کی موت ہندوستان میں عبارت ہوگی عربی جوش ملی و حرارت دینی کی موت سے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بے مثل قوم کو بچانے کی بے مثل کوشش کریں۔ حیدرآباد سے عربی عنصر کو کھو کر جو نقصان اٹھایا وہ واقف کاران حال سے پوشیدہ نہیں اس سے سوا وبال ہندوستان کو اپنے میں سے اس قوم کو معدوم کر کے ملیگا۔ اور یہ ایک سوال ہے جو ہم فلسفۃ التاریخ کے مطالعہ کرنے والوں کیلئے چھوڑتے ہیں ضرورت ہے کہ اس کی قوتوں کو صحیح طرف لگایا جائے نہ کہ ان کو فنا کیا جائے۔

آئندہ کام کی صورت

جمعیت دعوۃ و تبلیغ اسلام نے اس وقت تک جو خدمت اس مظلوم آبادی کی کی ہے اس کی رپورٹ زیر ترتیب ہے عنقریب نذر ناظرین ہوگی۔ اس وقت سوال آئندہ طرز عمل کا ہے ہندوستان کے حالات اس وقت عجیب و غریب شکل اختیار کر رہے ہیں متعدد تحریکات ہائے سامنے ہیں ان میں ملیبار کی تحریک کی اصلی اہمیت کچھ بوجہ عدم علم حالات اور کچھ دیگر وجوہ کی بنا پر جن کا اظہار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تک ہندوستان کے اسلامی پریس کی زبان و دہن سے ظاہر نہیں ہو سکی اور ملک نے اپنی پوری توجہ اس بدنصیب سرزمین کی طرف نہیں لگائی۔ جہاں یہ خیال عام ہو رہا ہے کہ انگورہ وغیرہ کی مشکلات مسلمانوں کی روزافزوں توجہ کی محتاج ہیں۔ اور کچھ شبہ نہیں ایسا ہی ہے ولو کرہ الکافرون) وہاں بدقسمتی سے یہ خیال بھی دلوں میں جگہ پکڑ رہا ہے کہ ملیبار کے مصائب کا خاتمہ ہو چکا ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اس امر کا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ یہ نتیجہ حقیقت سے سخت بے خبری اور واقفیت سے سخت بعد پر مبنی ہے اور ملیبار کی بدنصیبی ہے۔ کہ ملک اس نتیجہ کی طرف جا رہا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ چاولوں کی فصل تیار ہو رہی ہے۔ اس میں بھی ذرا کلام نہیں کہ موپلا عورتیں نہایت ہی محنتی اور جفاکش واقع ہوئی ہیں۔ وہ فصلوں کے کاٹنے بار اٹھانے اور سنبھالنے وغیرہ میں ہمیشہ اپنے مردوں کے پہلو بہ پہلو کام کرنے کی خوگر ہیں۔ اور اب تو بوجہ فقدان ذکور مسلمانوں کے کھیتوں میں پوے فی صدی کام کرنے والی عورتیں ہیں لیکن اس بدبختی کا کیا کہنا کہ مصیبت زدہ علاقہ تمام مسلمان ہے اور فصلوں کے مالک تمام نہیں تو بیشتر غیر مسلم ہیں جنہوں نے گویا اس بات کا حلف اٹھا رکھا ہے کہ وہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو کام پر نہیں لگائیں گے۔ پھر انہی مستورات میں بڑی بوڑھیاں بھی ہیں۔ جو کام کرنے سے قطعاً عاری ہیں اور ان میں وہ شریف زادیاں بھی موجود ہیں جو ریلیف کے لئے گھروں سے نکلنے پر گھر کی چار دیواری کی

اور گرسنگی کو ترجیح دیتی ہیں۔ چنانچہ ایک سے زیادہ واردتیں ہو چکی ہیں کہ یہ خواتین گھروں میں بیٹھ کر مر گئیں مگر چاول لینے کے لئے گھروں سے باہر نہیں نکلیں نہ کوئی ریلیف تقسیم کرنے والا بوجہ لاعلمی ان تک پہنچ کر ان کی مدد کر سکا۔ پس اس دوسرے طبقہ کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف ریلیف کا کام جاری رکھا جائے لیکن اول الذکر ہیوں کے لئے جو کام کر سکتی ہیں یا کرنا چاہتی ہیں [illegible] کے پاس کام موجود نہیں یہ ضروری ہے کہ ریلیف محدود مدت سے زیادہ ان کو نہ دیا جائے کیونکہ ان کو بیکار رکھنا اور ان کی قوتوں کو معطل کرنا ہوگا۔ پس ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو کام پر لگایا جائے اور جن کو کام نہیں ملتا ہے یا جو فصلوں کے اٹھانے کا سا کام نہ کر سکتی ہوں۔ ان کے لئے کام مہیا کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اندرون ملک میں دو چار مقامات پر مختلف قسم کی کارگاہیں کھولی جائیں۔ یہاں میں اس وقت دو چار کام نہایت کم سرمایہ کے ساتھ جاری کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً رسی کا بٹنا اور ان سے چٹائیاں بنانا سوت کا کام کاتنے سے لے کر بننے تک۔ تنہا کاتنا کامیاب نہیں ہو سکتا [illegible] کا کام [illegible] بوڑھے وغیرہ بنانا ان کاموں میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ کام [illegible] کہ ان کا منافع تمام تر کام کرنے والوں کو ملے۔ ہاں اس [illegible] سے کہ [illegible] حصہ جو اس کام کو بڑھانے میں صرف ہو تو کوئی حرج نہیں [illegible] تو نہ صرف تباہی سے بچ سکتی ہے بلکہ اقتصادی طور پر ان کی حالت بھی [illegible] ہو سکتی ہے اور اگر ان صنعت گاہوں میں اخلاقی اور مذہبی مواعظ کا سلسلہ بھی جاری کیا جائے [illegible] کام [illegible] شروع کرنے سے قبل بآسانی ہو سکتا ہے تو بعض ان ترغیبات [illegible] بھی ہو سکتا ہے جو اس وقت ڈھا رہے ہیں۔

معصوم اور نابالغ بچوں کی تعلیم و تربیت

معصوم و نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ نازک ہے کہ آئندہ موپلا نسل کا قیام بقاء اور ارتقاء وجود تمام تر منحصر ہے اس نسل کی غور و پرداخت پر۔ پس اس کے لئے بہترین صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ملیبار کے مختلف حصوں میں یتیم خانے کھول دئے جائیں۔ یتیم خانوں کے ساتھ مکتب بھی ہوں جن میں [illegible] کی تعلیم ضروری ہو۔ کیونکہ بوجہ اردو سے قطعاً ناواقف ہونے کے موپلا قوم دوسرے ہندوستان کی اسلامی آبادی کا عضو مقطوع ہو رہی ہے کیونکہ موپلا قوم [illegible] دوسرے مسلمانان ہندوستان سے ہی محنتی اور جفاکش واقع ہوئی ہے۔ وہ تعلیم اور بالخصوص انگریزی تعلیم کی طرف بالکل راغب نہیں ہے۔ مذہب کی شیفتگی و وارفتگی تو صرف قرآن کریم کو پڑھ لینے تک محدود ہے۔ اور وہ بھی [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible]

ملیبار میں بمشکل کوئی بچہ ایسا ملیگا۔ جو دس گیارہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو اور اُس نے قرآن کریم پڑھا نہ ہو۔ نماز وغیرہ کی تمام ادعیہ ماثورہ ایسے بچوں کو ازبر یاد ہوتی ہیں۔ اور فقہ شافعی کے ضروری مسائل معمولاً جانتا ہے۔ پس ان سکولوں کو کامیاب اور مفید بنانے کے لئے ازبس ضروری ہے کہ ان میں قرآن مجید پڑھانے کا التزام کیا جائے۔ فقہ شافعی کے مسائل بچوں کو روشناس کیا جائے۔ اور ان بدعات کی نجاست سے فقہ شافعی کو پاک کرکے بچوں کے سامنے رکھا جائے جو بعد کی مخترعات ہیں۔ اور تیسری یا چوتھی جماعت میں پہنچ کر کوئی ایک ہنر سکھانا شروع کر دیا جائے۔ مثلاً بید کا کام وغیرہ جب بچے اردو پڑھنے لگ جائیں تو زراعتی تعلیم کو دوسری تعلیم کا ایک لازمی جزو قرار دیکر پڑھایا جائے۔ پھر بچہ سکول سے نکل کر اپنے آبائی پیشہ کی طرف اگر رُخ کرتا ہے تو عام مزارعین سے زیادہ کامیاب مزارع ثابت ہو سکے یہ ایک عام خاکہ ہے۔ اس پروگرام بھی جو ہمارے خیال میں ملیبار کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت زیادہ مفید اور نافع ہو سکتا ہے۔ اور جس پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف موپلا قوم کو تباہی و بربادی سے بچا سکتے ہیں بلکہ مقتدر جماعت بھی بنا سکتے ہیں۔ غیر ہندو مسلمان کے تعلقات درست کرنے کے لئے بھی اس سے زیادہ مفید اور مناسب تجویز ہمارے خیال میں نہیں آسکتی۔ اور یوں تو بعض ہمارے مہربان ملیباری ہندو یہ بھی تجویز فرما رہے ہیں اور یہ تجویز اخبارات میں چھپ بھی چکی ہے کہ ملیبار کی تمام بالغ مسلمان آبادی یہاں سے نکالدی جائے۔ جس شخص نے تھوڑی سے تھوڑی مفروضہ شرکت بھی گذشتہ ہنگامہ میں کی ہے اس کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی جائے۔ اور اس کی جائداد ضبط کر لی جائے۔ تاکہ ملیبار کی سرزمین ایسے نجس و ناپاک شورہ پشتوں سے خالی ہو کر صرف امن پسند اور صلح جو ہندوؤں کے لئے رہ جائے۔ (دیکھو فائل اخبار ہندو مدراس ماہ اگست و ستمبر و رپورٹ ملیباری کانسٹرکشن کمیٹی۔

وغیرہ بھی وہ پروگرام ہے جس کے مطابق جمعیت دعوۃ و تبلیغ اسلام پونا نے کالی کٹ میں ایک یتیم خانہ کا افتتاح کر دیا ہے۔ اس یتیم خانہ میں اس وقت ایک سو لڑکے اور چوبیس لڑکیاں ہیں۔ بوجہ عدم گنجائش اور وسیع مکان کے دستیاب نہ ہو سکنے کے سردست داخلہ بند کر دیا گیا ہے ورنہ ارادہ کم از کم دو سو لڑکوں اور ایک سو لڑکیوں کے رکھنے کا ہے۔ وباللہ التوفیق۔ جمعیت کے پروگرام میں اس قدر چیز اور بھی داخل ہے۔ کہ جو لڑکے دماغی طور پر اچھے ہونگے۔ ان کو اچھی تعلیم دلا کر خالص تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام پر لگا لیا جائے گا۔ السعی منا و الاتمام من اللہ جو لڑکے اس وقت یتیم خانہ میں داخل ہیں ان کے حالات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

		لڑکے	لڑکیاں
(۱)	تعداد ان لڑکے اور لڑکیوں کی جن کے والد موجودہ ہنگامہ میں شہید ہوئے	۱۸	۲
(۲)	〃 〃 〃 〃 〃 دس یا دس سے زائد سال قید۔	۱۰	۲
(۳)	〃 〃 〃 〃 قید میں مر گئے ۔	۳	۱
(۴)	〃 〃 〃 〃 حادثہ ریل میں شہید ہوئے۔	۰	۱
(۵)	〃 〃 〃 〃 والد اور والدہ دونوں نہیں۔ (یہ تعداد اوپر کی تعداد سے جدا ہے)	۲۶ ...	۷
(۶)	تعداد ان لڑکے اور لڑکیوں کی جن کے والد نہیں مگر والدہ ہیں	۳۷ ...	۷
(۷)	〃 〃 〃 〃 〃 والدہ ان کو روٹی کپڑا دینے سے عاجز ہیں	۷ ----	۱۱
		۱۰۰ ---	۲۶

کوشش جاری ہے کہ وسیع مکان کے مل جانے اور وسائل کے بڑھ جانے پر یہ تعداد کم از کم ۳۰۰ تک بڑھا دی جائے جس میں ۲۰۰ لڑکے اور ایک سو لڑکیاں ہوں۔ اور یہ لڑکے اور لڑکیاں مخصوص طور پر ان لوگوں کی اولاد ہوں۔ جو گذشتہ مصیبت کے ایام میں قتل ہوئے یا حبس دوام بعبور دریائے شور بھیجے گئے یا چودہ چودہ اور دس دس سال تک کے لئے قید کر دئے گئے۔ ان میں سے بھی ان لوگوں کو ترجیح دی جائیگی۔ جو حادثہ ریل میں شہید ہوئے۔

نقشہ تقسیم ریلیف کالی کٹ کیمپ

امشم - چروابور - شروانور - کڈٹپور - ماوور - الاوٹور - کیوبرمبا - ترور - چروپا - کرمرکڈ - چیکوڈ - کی ورمبا -

ماہ	مستقل کنبہ جات			عارضی کنبہ جات			انفرادی			مستورات کپڑا گزیدہ			کیفیت
	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	
مارچ ۱۹۲۳ء	..	۴۵۹	۴۵۹	--	۸۰۸	۸۰۸	-	۴۹۳	۴۹۳	--	۱۵۱	۱۵۱	
اپریل "	۴۵۹	۱۱۷	۵۷۶	۸۰۸	۱۴۸	۹۵۶	۴۹۳	۴۷۲	۹۶۵	۱۵۱	۱۷۳	۳۲۴	
مئی "	۵۷۶	۱۳۵	۷۱۱	۹۵۶	۷۵	۱۰۳۱	۹۶۵	۱۲۹۸	۲۲۶۳	۳۲۴	۱۷۴	۴۹۸	
جون "	۷۱۱	۹۲	۸۰۳	۱۰۳۱	۱۰	۱۰۴۱	۲۲۶۳	۳۵	۲۲۹۸	۴۹۸	۹۶	۵۹۴	
جولائی "	۸۰۳	۱۷۳	۹۷۶	۱۰۴۱	۲۷	۱۰۶۸	۲۲۹۸	۱۲	۲۳۱۰	۵۹۴	۱۱۱	۷۰۵	
اگست "	۹۷۶	۱۴۲	۱۱۱۸	۱۰۶۸	۴۰	۱۱۰۸	۲۳۱۰	۲	۲۳۱۲	۷۰۵	۷۶	۷۸۱	
ستمبر "	۱۱۱۸	۴	۱۱۲۲	۱۱۰۸	۱۰۳	۱۲۱۱	۲۳۱۲	۴	۲۳۱۶	۷۸۱	۴۷	۸۲۸	

نقشہ تقسیم ریلیف تیلمبور و نڈور کیمپ

تیلمبور - اشر ملم - کدائی کاڈ - ونّے یور - پوردر - ونڈور - چنگوڈ - وانی امبلم - پتاپل - اڑاوتّا - ممبا رڈ -

ماہ	مستقل کنبہ جات			عارضی کنبہ جات			انفرادی			مستورات کپڑا گزیدہ			مکانات تیار کردہ			کیفیت
	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	سابقہ تعداد	اضافہ حال	میزان	سابقہ تعداد	اضافہ حال	میزان	سابقہ تعداد	اضافہ حال	میزان	سابقہ تعداد	تیار شدہ در ماہ حال	میزان	
اپریل ۱۹۲۳ء	-	۳۰۶	۳۰۶	-	۷۹	۷۹	-	-	-	-	۵۱	۵۱	-	-	-	[illegible]
مئی "	۳۰۶	۴۰۴	۷۱۰	۷۹	۵۰	۱۲۹	--	۱۹۹	۱۹۹	۵۱	۳۷	۸۸	-	۱۷۲	۱۷۲	
جون "	۷۱۰	۹۰	۸۰۰	-	-	-	۱۹۹	۳۶	۲۳۵	۸۸	۹۸	۱۸۶	۱۷۲	۲۲	۱۹۴	
جولائی "	۸۰۰	۱۵۰	۹۵۰	-	-	-	۲۳۵	۶۳	۲۹۸	۱۸۶	۷۰	۲۵۶	۱۹۴	۲	۱۹۶	
اگست "	۹۵۰	۹۴	۱۰۴۴	-	-	-	۲۹۸	۲	۳۰۰	۲۵۶	۴۲	۲۹۸	۱۹۶	۳	۱۹۹	
ستمبر "	۱۰۴۴	۲۷	۱۰۷۱	-	-	-	۳۰۰	۲۸	۳۲۸	۲۹۸	۵۰	۳۴۸	۱۹۹	۱	۲۰۰	
اکتوبر "	-	-	۱۰۷۱	-	-	۱۲۹	-	-	۳۲۸	۳۴۸	۴۴	۳۹۲	-	-	۲۰۰	

نقشہ تقسیم ریلیف پرنتل منان کیمپ

پرنتل منان - انگاڑی پرہ پاد اکرہ - کاریاو اٹم و ننگور بلیاکرشی
ویلیم بورو کنڑا کینن وچرکہ پرم دکنڑ - ننگا پرم -

ماہ	مستقل کنبہ جات			عارضی کنبہ جات			انفرادی			مستورات کپڑا گیرندہ			مکانات بنا کردہ			کیفیت
	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	تعداد سابقہ	اضافہ حال	میزان	
اپریل	-	۲۷۵	۲۷۵	-	۳	۳	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
مئی	۲۷۵	۲۰۳	۴۷۸	-	-	-	-	۷	۷	-	۱۲۱	۱۲۱	-	۴۷	۴۷	
جون	۴۷۸	۱۲۶	۶۰۴	-	-	-	-	-	-	۱۲۱	۵۸	۱۷۹	۴۷	۳۵	۸۲	
جولائی	۶۰۴	۵۵	۶۵۹	-	-	-	-	-	-	۱۷۹	۹۳	۲۷۲	۸۲	۳	۸۵	
اگست	۶۵۹	۶۵	۷۲۴	-	-	-	-	-	-	۲۷۲	۵۱	۳۲۳	۸۵	-	۸۵	
ستمبر	۷۲۴	-	۷۲۴	-	-	-	-	-	-	۳۲۳	۶۶	۳۸۹	۸۵	-	۸۵	
اکتوبر	۷۲۴	۱	۷۲۵	-	-	-	-	-	-	۳۸۹	-	۳۸۹	۸۵	-	۸۵	

گوشوارہ آمد -

۲۲ - فروری ۱۹۲۲ء	جمع آل انڈیا خلافت کمیٹی ممبئی	۱۰۰۰۰ — ۰ — ۰
۲۰ - اپریل "	"	۱۵۰۰۰ — ۰ — ۰
۱۲ - جون "	" بذریعہ چھوٹانی آفس	۵۰۰۰ — ۰ — ۰
۱۰ - جولائی "	"	۵۰۰۰ — ۰ — ۰
۲۷ - " "	"	۱۰۰۰ — ۰ — ۰
۲۲ - ستمبر "	" بذریعہ امپیریل بنک تار ایم محمد علی صاحب اینڈ کو	۶۰۰۰ — ۰ — ۰
	از سنٹرل خلافت میزان	۴۲۰۰۰ — ۰ — ۰
۲۴ - جولائی ۱۹۲۲ء	جمع بنگلور	۷۰۰ — ۰ — ۰
۲۸ - اگست "	"	۳۰۰ — ۰ — ۰
۱۰ - ستمبر "	"	۵۰ — ۰ — ۰
	میزان - از بنگلور	۱۰۰۵۰ — ۰ — ۰
	جمع پنجاب خلافت کمیٹی لاہور	۲۶۷۸ — ۹ — ۶
	بذریعہ چندہ جو کالی کٹ آفس میں وصول ہوا	۴۶۲۳ — ۱ — ۱
جولائی ۱۹۲۲ء -	متفرق آمدنی	۱۷ — ۱۰ — ۱۰
ستمبر "	"	۳۹ — ۱۲ — ۸
	میزان	۵۷ — ۷ — ۶
	میزان مجموعی	۵۹۴۱۹ — ۲ — ۱
مارچ - ۱۹۲۲ء	جمع فروختگی ۲۲۱ بار داشہ کالی کٹ بشرح ۵ سینکڑا	۵۵ — ۴ — ۰
جولائی - "	" ۷۵۰ پر منتقل بشرح للعہ سینکڑا	۱۸ — ۰ — ۰
" "	" ۳۰۰ نیلمبور کیمپ بشرح عہ سینکڑا	۹۱ — ۸ — ۰
		۱۳۴ — ۱۲ — ۰

جولائی ۱۹۲۲ء	جمع فروختگی پارچہ نیلامی گیمپ	٦-١٤-٠
جون " "	"	١٥-١-٤
ستمبر "	"	١١-٠
	میزان	٢٦-١٠-٤
	وصول شدہ [illegible]	٥١١-١٠-٠
	جمعیت وعوۃ پونا کی [illegible] سے نقد وصول ہوا	٢٠٠٠-١-٠
	میزان	٢٥١١-١-٠

٥٩٤١٥ — ٢ — ١
١٢٣ — ١ — ٠
٢٦ — ١٠ — ٤
٢٥١١ — ١ — ٠

میزان کل ٦٢٠٩٢ — ٢ — ٥

اس کے علاوہ ۱۰ ستمبر ۲۲ء کو ۲۵۰۰ روپیہ کی کھادی بنگلور سے وصول ہوئی ہے کا [illegible] حصہ تقسیم ہو چکا ہے۔

نوٹ۔ یہ تمام رقوم وہی ہیں جو ۳۰ ستمبر سے پہلے پہلے وصول ہوئیں ستمبر کے بعد بھی [illegible] جمعیت کو ملیں۔ ان کی رپورٹ انشاء اللہ کام کے باقاعدہ منظم ہو جانے اور صنعتی کارگاہوں کے جاری ہو جانے پر شائع کی جائیگی۔

گوشوارہ اخراجات رلیف تا اختتام ستمبر ۱۹۲۲ء

	آخیر جولائی تک			اگست			ستمبر			میزان آخیر ستمبر تک		
خوراک	۱۳۷۸	۰	۱۱	۳۰۱	۱۳	۰	۱۷۷	۶	۶	۱۸۵۷	۴	۵
متفرق	۶۱۷	۶	۷	۶۷	۷	۰	۴۶	۹	۰	۷۳۱	۶	۷
سفرخرچ	۱۲۱۲	۱۱	۷	۲۷۱	۰	۰	۳۸۴	۹	۱۱	۱۸۶۸	۵	۲
چاول	۲۹۷۳۴	۰	۴	۹۱۶۷	۱۵	۰	۴۱۹۴	۱۴	۶	۴۳۰۹۶	۱۳	۱۰
سٹیشنری				۲۹	۱		۱۲	۸	-	۴۱	۹	۰
رلیف متفرقہ	۲۸۲	۶	۰	۱۶۰	۸	۳	۱۹۸	۱	۰	۶۲۰	۱۵	۳
کرایہ مکان	۱۵۱	۳	۴	۳۲	۴	۰	۲۶	۰	۰	۲۰۹	۹	۴
سامان	۸۸	۵	۳	۶۹	۹	۰	۵۵	۶	۰	۲۱۳	۴	۳
تعمیر مکانات	۱۵۳۹	۴	۰	۲	۰	۰	۸	۰	۰	۱۵۴۹	۴	۰
کپڑا	۲۹۹۲	۱۱	۶	۱۵۴	۴	۰	۵۹۳	۴	۰	۳۵۱۱	۶	۱۱
تنخواہ [illegible]	۲۳۳	۱۵	۲	۲۸۴	۰	۰	۲۹۳	۷	۹	۸۱۰	۵	۱۱
سکول کھاتہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵۳	۹	۳	۵۳	۹	۳
کتب طلباء	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳	۱۰	۰	۳	۱۰	۰
فوٹو کھاتہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۸	۸	۰	۸	۸	۰
میزان	۳۷۷۰۳	۲	۸	۱۰۸۵۶	۱۵	۳	۶۰۲۵	۱۳	۱۱	۵۴۵۸۵	۱۵	۱۰

نوٹ - آخیر جولائی تک حسابات کے گوشوارے ماہ بماہ دفتر آل انڈیا سنٹرل خلافت بمبئی میں باقاعدہ بھیجے جاتے رہتے ہیں - اور بعض اخبارات میں بھی شائع ہوئے ہیں - اس لئے بخوف طوالت صرف ایک نقشہ پر اکتفا کی جاتی ہے اگر سب کو درج کیا جاتا تو روئداد بہت زیادہ طولانی ہو جاتی - دفتر کالی کٹ میں یہ سب نقشے موجود ہیں - اور دیکھے جا سکتے ہیں - آمد و خرچ کے دونو نقشوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا - کہ یکم اکتوبر کو جمعیت ہٰذا کے پاس قریباً ۲ ہزار پانسو روپیہ باقی رہا -

	نام چندہ دہندگان	تعداد
۲- فروری ۱۹۲۲ء	این- پی - کنے احمد کوٹاکل (علاقہ ملیبار)	صہ ر
۴- اپریل ”	رام جی - کلیان جی ”	صہ ر
۷ - ”	مولوی ابراہیم صاحب گوجرانوالہ پنجاب	صہ ر
۱۸ - ”	مولوی محمد حسین صاحب جالی گوجرانوالہ پنجاب	صہ ر
۲۰ - ”	حاجی کے اے محمد ابراہیم صاحب کالی کٹ	[illegible]
۲۰ - ”	ایس اے صدیق امرتسر موری گنج معہ ۲۸ ساڑھی پارچہ	عہ
۱۵ - مئی ۲۲ء	محمد بشیر خانصاحب پنجاب	صہ ر
۱۵ - ”	عبدالغنی صاحب خوجہ پنجابی	صہ ر
۱۵ - ”	شیخ عبدالرزاق صاحب ”	[illegible]
۲۳ - ”	ڈاکٹر محمد حسین صاحب سول ہسپتال و نور محمد حکیم صاحب نوساری	[illegible]
۳۰ - ”	ایس اے محمد صدیق صاحب امرتسری موری گنج	۱ار
۷ - جون ۲۲ء	جان محمد صاحب پشاور	[illegible]
۸ - ”	قدرت علی صاحب اسسٹنٹ سرجن کیمبل تونچی کیمبل پور	[illegible]
۸ - ”	فتح محمد صاحب گوجرہ	[illegible]
۸ - ”	عبدالمجید خانصاحب متعلم جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ، گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور	۱۲ار
۸ - ”	محمد عبداللہ صاحب سلطانپور ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر ..	صہ ر
۸ - ”	کے سیدی ای کوٹ کرنگ نور کوچن سٹیٹ	۱۱ر
۱۰ - ”	منور علی خانصاحب محلہ گڑھی افغاناں رہتک پنجاب ..	[illegible]
۱۰ - ”	عبدالقادر صاحب کلرک پوسٹل جموں ریاست	۱۵ر
۱۱ - ”	شیخ عبدالرحمن صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی رنگ پور بازار ..	۲ر
۱۱ - ”	یحییٰ خانصاحب طالبعلم معرفت خواجہ گل محمد صاحب وکیل فیروزپور ..	عہ
۱۱ - ”	محمد ظہور الدین صاحب ڈسٹرکٹ مظفرپور	[illegible]

۱۳ - جون ۱۹۲۲ء	چوہدری الطاف علی خانصاحب سفید پوش چک نمبر ۲۴۴ جھنگ برانچ ضلع لائلپور ڈاکخانہ گوجرہ	لہ صہ
۱۳ - ؍؍	مولا بخش صاحب دوکاندار خانقاہ ڈوگراں - ضلع شیخوپورہ	سے
۱۳ - ؍؍	منشی غوث محمد صاحب گورنمنٹ پنشنر لاہوری دروازہ	عہ ۸/
۱۳ - ؍؍	خدا بخش صاحب حصہ دار گروٹہ ڈاکخانہ افغانپور ضلع گورداسپور	عہ
۱۴ - ؍؍	وکیل اخبار امرتسر	۲۵۰ مہ
۱۵ - ؍؍	نور الانام صاحب سیکرٹری خلافت کمیٹی 72	۱۰۲ ما ہے
۱۵ - ؍؍	حافظ غلام قادر خانصاحب ڈیرہ نواب خان -	صہ
۲۰ - ؍؍	حاجی عبد الرحیم صاحب معرفت مولوی محی الدین احمد صاحب ..	صہ ؍
۲۲ - ؍؍	اے - کے ممون	۱۰۵ ما صہ
۲۲ - ؍؍	علی اکبر معرفت پوسٹماسٹر لائلپور	للعہ ؍
۲۲ - ؍؍	فضل الدین صاحب تھرڈ ماسٹر گلستان (بلوچستان) ..	للعہ
۲۲ - ؍؍	دین محمد ٹھیکیدار مہراج - ضلع فیروزپور	عہ ۸/
۲۶ - ؍؍	شیخ غلام نبی صاحب شملہ	سے ۸/
۲۸ - ؍؍	سراج الدین صاحب ریڈر مہتمم بندوبست سری نگر کشمیر ..	۸۰ لہ
۷ - جولائی ۱۹۲۲ء	کے - ایم - اے محی الدین - ایم - ایس - لاج ارناکلم	عہ
۸ - ؍؍	محمد یوسف صاحب ستی پور ڈاکخانہ بھیپور ضلع بھاگلپور	عہ
۱۱ - ؍؍	بذریعہ ایم محمد علی صاحب اینڈ کو دھاراوی بمبئی	۱۵۰ ما صہ
۱۸ - ؍؍	شیخ فضل الدین صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ ڈلہوزی گورداسپور	سے ۱۰/
۲۰ - ؍؍	عبد العزیز صاحب مینیجر وکیل اخبار امرتسر	ما صہ
۲۱ - ؍؍	ابراہیم شاہ ناظر بارہ مولا کشمیر ..	عہ
۲۸ - ؍؍	احمد حسین صاحب ساکن نرسنگھ گڑھ	دعہ
۲۸ - ؍؍	بابو علی محمد صاحب اقبال گنج لودھیانہ	صہ
۱۱ - اگست ۱۹۲۲ء	محمد نادر علی خانصاحب معرفت ایم شفیع احمد خانصاحب	عہ
۱۱ - ؍؍	عبد اللہ صاحب جمعدار	صہ
۱۵ - ؍؍	مولوی محمد علی صاحب اینڈ کو دھاراوی (بمبئی) .. —	صہ

۱۷- اگست ۱۹۲۲ء	حافظ عبداللہ خانصاحب مؤذن مسجد معراج گنج	[illegible] ۱۰/
۱۷- 〃	حافظ عبدالرحمن صاحب عرب پیش امام مسجد چوڑیگراں ..	[illegible] ۴/
۱۸- 〃	ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب شفاخانہ ساہنےوال	[illegible]
۱۸- 〃	خان بہادر احمد حسین آنریبل فتح گڑھ	[illegible]
۲۲- 〃	عبدالرحمن بابو صاحب	[illegible]
۲۲- 〃	عبدالحفیظ صاحب	[illegible] ۴/
۲۲- 〃	حافظ شاہ محمد صاحب ضلعدار	[illegible]
۲۴- 〃	مظفر علی صاحب ریلوے اسٹیشن میرٹھ کینٹ	[illegible]
۲۸- 〃	محمد احمد سعید خانصاحب	[illegible]
۲۸- 〃	شیخ فضل الدین صاحب	[illegible]
۲۸- 〃	عبدالحمید صاحب مستری	[illegible]
۳۰- 〃	عبدالمجید صاحب قریشی	[illegible] ۱۲۰/
۲ ستمبر ۱۹۲۲ء	الٰہی بخش صاحب لائلپور	۱۰ تار
۵- 〃	ایم رشید صاحب لاہور	[illegible]
۵- 〃	مومن حسینی صاحب بمبئی	[illegible]
۵- 〃	ڈاکٹر احمد اللہ صاحب	[illegible]
۶- 〃	مظہر خان و نیاز علی خان صاحبان	[illegible] ۱۲۶/
۶- 〃	عزیز پرتھ کشمیر	[illegible] ۲/
۸- 〃	نذیر احمد خانصاحب وکیل منٹگمری	[illegible]
۱۰- 〃	حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری	۱۰۰ تار
〃	سیٹھ محمد صاحب تاجر میسور	۱۰۰ تار
〃	[illegible]	۲۰۰ تار
〃	[illegible]	۲۵ [illegible]
〃	محمد حیدر علی خانصاحب عملدار بنگلور	[illegible]
۱۲- 〃	شیخ غلام نبی صاحب شملہ	[illegible]

۱۳ ستمبر ۱۹۲۲ء	عبدالمجید صاحب لاہور	صہ
۱۳ ”	غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	للعہ
۱۵ ”	عبداللطیف صاحب راولپنڈی	عہ
۱۵ ”	بیگم صاحبہ عبداللطیف صاحب ”	عہ
۱۵ ”	خورشید احمد صاحب ”	عہ
۱۶ ”	امام الدین صاحب فائر آفس فیکٹری پشاور	للعہ
۱۶ ”	ہدایت اللہ صاحب ہال بازار امرتسر	تار
۱۸ ”	عبدالرحمن صاحب جہولہ راولپنڈی	صہ
۱۸ ”	محمد عیسیٰ صاحب لدھیانہ	صہ
۱۸ ”	یار خاں صاحب ناظم بہاول نگر	عہ
۱۹ ”	محمد امتیاز اللہ صاحب	سہ
۱۹ ”	حکیم محمد چراغ صاحب	صہ
۲۱ ”	مشتاق احمد صاحب سپروائزر	تار
۲۱ ”	شیخ عبدالرحمن صاحب	صہ
۲۱ ”	محمد لیسین صاحب	سلے
۲۱ ”	شیخ باقر علی صاحب ۲۹ وٹیل بچھ کوٹال	عہ
۲۱ ”	جے ایم ڈین صاحب پولیٹیکل ایجنسی کوٹال	عاہ
۲۲ ”	غلام محمد منیجر دوکان حاجی کریم بخش حافظ امیر بخش سوداگران چرم لاہور	عنہ ۲۰
۲۲ ”	قاضی حبیب اللہ صاحب ہاراپٹک	صہ
۲۲ ”	محمد کشف الحی خانصاحب خاصہ ضلع سیونی	صہ
۲۲ ”	مسٹر غلام حسین صاحب بمبئی بذریعہ چک قیمتی لہ صہ روپیہ	صہ ۱۰
۲۲ ”	رحمت اللہ خانصاحب ساکن عیسیٰ خیل	صہ
۲۲ ”	غلام قادر صاحب اے۔ ایس۔ ایم پشاور چھاؤنی	للعہ
۲۲ ”	منشی احمد خانصاحب آفیسرز پشاور	ستہ
۲۲ ”	نذر محمد صاحب کارکن عمارت ٹھنڈی سڑک ٹنڈا لاٹ لاہور	ستہ

تاریخ	نام	رقم
۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء	ڈاکٹر نیوار وجی بمبئی بذریعہ چارٹ قیمتی ...	للوعہ ۱۰/
۲۳ ،،	عبد السبحان صاحب کلرک ڈاک خانہ ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر	عہ
۲۵ ،،	شیخ نیاز علی صاحب وکیل ہائیکورٹ لاہور	۱۰۰ مار
۲۵ ،،	عبد العزیز صاحب مینجر وکیل اخبار امرتسر	للعمار
۲۶ ،،	دلیپ آر۔ کوٹھری	صہ
۲۷ ،،	محمد رشید صاحب ہیڈ کلرک سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس لاہور	۱۲۰ مارعنہ
۲۷ ،،	نظام الدین صاحب زرگر بھاٹی دروازہ لاہور	۳۰ نہ
۲۷ ،،	مرزا فرید بیگ صاحب	عہ ۱۲ ار
۲۷ ،،	حاجی میاں عبد القادر صاحب پٹیل معرفت شرف الدین صاحب تاجر کتب بمبئی	۱۰۰ مار
۲۹ ،،	حکیم ابو سعید صاحب کہروڑ ملتان	صہ ر
۲۹ ،،	ٹی۔پی عبد اللہ اے۔ ایم ؟؟	صہ ر
۲۹ ،،	محمد حبیب الرحمٰن صاحب پشاور	عا ۸ ر
۳۰ ،،	محمد الدین صاحب ہیڈ کلرک 53 لیبر کور سرگودھا	سہ
۳۰ ،،	بذریعہ سی عبد الحکیم صاحب اینڈ کو سوداگر چرم مدراس معہ ہم پھلا لقری	ءللعہ
	ایس اے صدیق امرتسری موری گنج فروختگی ساڑھی آمدہ ۲۲ / 3	نحہ
۱۵ ،،	حکیم عبد الحی صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی جنیوئی	عہ ۱۲ ار
	مولا بخش صاحب خانقاہ ڈوگران	۱۰۰ مار
		۲۶۳۳ للعسہ
	میزان کل	ار اپائی

چندہ جو پونا دفتر میں وصول ہوا۔ اس کی فہرست ذیل میں ہے۔

تاریخ	نام	رقم
۳ مئی ۱۹۲۲ء	نا معلوم	للعہ ر
۳۰ ،،	مولوی ہدایت اللہ صاحب نانا پیٹھ پونا	صہ ر
۳۰ جولائی	مسٹر عبد القادر صاحب کلرک ڈاک خانہ جموں	غہ
۲ اگست	جناب جلال محمد صاحب ہوشیار پور	للعہ ۸ ر

۴- اگست	انعام الحق صاحب سالٹ انسپکٹر نور پور ضلع جہلم -	سعہ/
۸- اگست	محمد حسن صدر بازار لاہور	دعہ
۸- اگست	مولانا مفتاح الدین صاحب امام مسجد نوہارم- اکوڑہ- ضلع پشاور	للعہ/
۱۰- اگست	محمد مصطفےٰ خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر ورنیکولر اسکولز امراوتی	عہ
۱۴- اگست	بنت ڈاکٹر فیض محمد خان چیف میڈیکل افسر نابھہ ریاست	سے
״	یوسف علی صاحب دکاندار چیکوٹ ڈاک خانہ حضرو ضلع لاہور	عہ
״	عبدالکریم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن مادھوپور ضلع گورداسپور	عا
״	احمد رضا سیکرٹری ضلع پٹنہ	صہ/
״	محمد شریف خانصاحب جج بنورا	سعہ/
״	سید محبوب شاہ صاحب میوہ فروش چوک بازار یاسیال پنجاب	عاصہ
״	سید اظہار الحق اہلکار حیدرآباد دکن ..	۱۴/ ۱۵/
״	امام الدین صاحب ٹھیکیدار نلوندرا ضلع لدھیانہ	عہ
۱۶- اگست	حاجی کریم بخش احمد بخش صاحب المورا	نعہ
۱۸- اگست	ولی محمد صاحب امرتسر	۲۰ عہ
۲۰- اگست سنہ ۱۹۲۲ء	مولانا بشیر صاحب خطیب کسولی	عہ
۲۳- اگست سنہ ۲۲ء	سراج احمد صاحب پتہ معلوم نہیں	عہ
״	عبدالکریم صاحب ٹیکنیکل انجنیر ڈنڈوٹ کلاں ضلع جہلم	للعہ
״	شیخ محمد لکیت ضلع الہ آباد	۱۳/ عا ۲/
״	منشی غلام نبی صاحب صدر بازار پشاور	عہ
۲۹ اگست	جناب جان محمد صاحب ہوشیارپور	صہ
۳۱- اگست	نیاز علی صاحب اسسٹنٹ انجنیر کینال ڈیپارٹمنٹ میکلوڈ گنج بہاول پور	للعہ
	جناب جان محمد صاحب ہوشیارپور	۶۵ صہ
	کل میزان	صمالہ عہ ۱۰/

فہرست چندہ موپلا فنڈ جو مجلس خلافت پنجاب لاہور کی معرفت مالابار کو ارسال کیا گیا

تاریخ	نام معطی صاحبان	تعداد
۲۱ - مئی ۱۹۲۲ء	حاجی عبدالرحمٰن صاحب بٹالہ — — — — — —	۲۰۰
۲۳ - مئی ؍؍	عبدالعزیز صاحب امام مسجد ڈیرہ اسمٰعیل خان —	للعہ
۲۴ ؍؍ ؍؍	ڈاکٹر عبدالحمید صاحب سلطان منزل دہلی دروازہ	۱۰ عــہ
۲۸ ؍؍ ؍؍	میاں مہر بخش صاحب از لاہور — — — — —	صہ
۲۹ ؍؍ ؍؍	محمد شریف صاحب چوہٹہ مفتی باقر — — — — —	ـــےَ
۲۹ ؍؍ ؍؍	عملہ دفتر مجلس خلافت پنجاب لاہور	ـــے ۲/
۲۹ ؍؍ ؍؍	جناب حکمت اللہ صاحب چوک نواب صاحب لاہور — — —	عـــہ ۲/
۳۰ ؍؍ ؍؍	حسن محمد صاحب از لاہور — — — — — —	عـہ
۳۰ ؍؍ ؍؍	مستری غلام محمد صاحب مال روڈ کارخانہ ایم حیات اینڈ برادرس لاہور	عـَ
۵ - جون ۱۹۲۲ء	بابو غلام محمد سب پلیٹیر چھانگا مانگا — — — —	۲۰ ۱/
۹ - ؍؍ ؍؍	منشی غلام حسین صاحب بکنگ کلرک کرتارپور ضلع جالندھر	۱/
۱۰ - ؍؍ ؍؍	میاں عبداللہ صاحب موضع لنگر مخدوم ڈاکخانہ خاص تحصیل پنڈی ضلع جھنگ	ـــے
۱۲ - ؍؍ ؍؍	سید فضل محی الدین صاحب آوان ریاست کپورتھلہ — — —	طالعہ
۱۵ - ؍؍ ؍؍	رانا فیروزالدین صاحب سکرٹری مجلس خلافت پنجاب — —	للعہ ۸/
۱۶ - ؍؍ ؍؍	کرم حسین شاہ صاحب دوکاندار موضع جراڈاکخانہ بہادرپور ضلع ملتان —	عــہ
۱۶ - ؍؍ ؍؍	مجلس خلافت سیالکوٹ — — — — —	۱۷۰
۱۷ - ؍؍ ؍؍	مجلس خلافت رہتک — — — — — —	۴۰۰
۱۹ - ؍؍ ؍؍	حسن محمد صاحب دروازہ کشمیری لاہور — — — — —	ـــــہ
۱۹ - ؍؍ ؍؍	مجلس خلافت زنانہ شہر لاہور — — — — — —	صہ
۲۱ - ؍؍ ؍؍	شیخ جان محمد صاحب ہوشیارپور — — — — —	۱۳۸
۲۲ - ؍؍ ؍؍	مولوی عزیزالدین صاحب سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور	ضہ

۲۴ جون ۱۹۲۲ء	مجلس خلافت ریواڑی ۔۔۔۔۔۔	صہ
۲۶ ۔ ۔ ۔	منشی عبدالرحمٰن صاحب ڈرائنگ ماسٹر انجمن نگ سکول موضع الول ضلع گجرات معرفت مسلم ایسوسی ایشن ۔۔۔	صہ
۲۸ ۔ ۔ ۔	مجلس خلافت فیروزپور ۔۔۔۔۔۔	صعہ
۲۹ ۔ ۔ ۔	مجلس خلافت گجرات ۔۔۔۔۔۔	لہ ۱۵ صہ
۱ جولائی ۔	محمد اکرم صاحب از بلوچستان ۔۔۔۔۔۔	للعہ ۲۰
۲ ۔ ۔ ۔	عبداللہ خانصاحب از میانی افغاناں ضلع ہوشیارپور	صہ
۴ ۔ ۔ ۔	مجلس خلافت نورپور ۔ ضلع کانگڑہ ۔۔۔۔۔۔	سے ۲ ر
۴ ۔ ۔ ۔	شیخ اللہ رکھا صاحب محلہ کھٹیکاں سیالکوٹ ۔۔۔	عہ
۱۶ ۔ ۔ ۔	مجلس خلافت زنانہ شہر لاہور ۔۔۔۔۔۔	صعہ ۱۰۰
۲۶ ۔ ۔ ۔	دلبر حسین خانصاحب شاہی قطب پٹیالہ ۔۔۔۔۔۔	۵ ر
۲۸ ۔ ۔ ۔	حکیم فضل حق صاحب جہلم ضلع رہتک ۔۔۔۔۔۔	صہ ۵
۲ اگست ۔	نواب خانصاحب از باغہ ضلع اٹک ۔۔۔۔۔۔	صعہ
۵ ۔ ۔ ۔	حکیم سید ظفر یاب علی صاحب لاہور ۔۔۔۔۔۔	عہ ۲ ر
۶ ۔ ۔ ۔	مہر بخش صاحب عطار اکبری دروازہ لاہور ۔۔۔۔۔۔	سے ۴ ر
۶ ۔ ۔ ۔	ڈاکٹر غلام قادر صاحب ہسپتال توپخانہ لاہور	عہ ر
۶ ۔ ۔ ۔	ڈاکٹر فضل حق خانصاحب ۔ ۔	عہ ر
۶ ۔ ۔ ۔	ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ۔ ۔	سے ۲ ر
۸ ۔ ۔ ۔	مجلس خلافت زنانہ شہر لاہور ۔۔۔۔۔۔	عسہ ۱۴ ر
۸ ۔ ۔ ۔	احمد حسن صاحب از نکودر ضلع جالندھر ۔۔۔۔۔۔	عہ
۹ ۔ ۔ ۔	نعمت اللہ صاحب از رنگبیر سنگھ پور ریاست جموں ۔۔۔۔۔۔	عا
۱۰ ۔ ۔ ۔	عبدالحمید صاحب قلعہ گوجر سنگھ ۔۔۔۔۔۔	عا
۱۱ ۔ ۔ ۔	مجلس خلافت جالندھر ۔۔۔۔۔۔	للعہ ۴ ۱۴ ر
۱۱ ۔ ۔ ۔	نبی بخش صاحب چوہدری سوجیت سنگھ گڈھ ڈاکخانہ سلطانپور ریاست کپورتھلہ	للعہ ۱۴ ر
۱۵ ۔ ۔ ۔	حضرت شاہ پیر ولایت علی شاہ صاحب چشتی شریف ضلع شاہ پور ۔	عا ۸ ر

۲۱- اگست ۱۹۲۲ء	نذیر احمد خانصاحب وکیل منٹگمری	[illegible]
۲۳- ″ ″	فضل محی الدین صاحب از کہراں بھلکی خان ڈاکخانہ پھگوال ضلع جالندھر	[illegible]
۲۸- ″ ″	مجلس خلافت ریواری	[illegible]
۲۸- ″ ″	ملک برکت علی ایم ایس سی لاہور	[illegible]
۲۹- جولائی ۱۹۲۲ء	مجلس خلافت نورپور ضلع کانگڑہ	[illegible]
۴- اگست ۱۹۲۲ء	قاضی محمد عدیل عباسی صاحب معرفت محمد خان چندہ از مسجد لاہور	[illegible]
۴- ″ ″	میر محمد خان صاحب دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور	[illegible]
۴- ″ ″	مجلس خلافت ضلع سیالکوٹ	۲۰۰ [illegible]
۵- ″ ″	منشی عبد الغنی صاحب اوورسیر نہر شیخوپورہ	[illegible]
۸- ″ ″	کریم بخش صاحب وکیل از جھنگ مگھیانہ	۲۰۰ [illegible]
۸- ″ ″	چوہدری محمد حسین صاحب مینیجر میڈیکل ہال سانگلہ ہل	[illegible]
۸- ″ ″	مجلس خلافت شہر لاہور	[illegible]
۱۰- ″ ″	محمد نذیر احمد صاحب اچھت موضع بیگوال ضلع ہوشیارپور	[illegible] ۱۱

میزان کل ۲۶۸۴ [illegible]

مورخہ ۱۲- اگست ۱۹۲۲ء ۲۶۶۸ — ۹ — ۶

خرچ ہنڈی وغیرہ ۶ — ۵ — ۰

۲۶۸۴ — ۱۴ — ۶

نذیر حسین صاحب مجلس خلافت پنجاب لاہور

محی الدین احمد ناظم جمعیت دعوۃ اسلام پونا۔

مورخہ ۲۴- اکتوبر ۱۹۲۲ء

جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام

صدر دفتر - بمقام پونا صدر - ۲۴۱۰ - ایسٹ اسٹریٹ -
ماتحت دفاتر - صوبہ پنجاب (لاہور - دروازہ شیرانوالہ) -
مہاراشٹر - (احمد نگر - ستارہ - مرج) -
دکن - (ملیبار - کالی کٹ) -

اغراض و مقاصد

(۱) قرآن حکیم کی اشاعت - بذریعہ تراجم و دروس -
(۲) ارکان اسلام کی اشاعت اور شرک و رسوم قبیحہ کا ازالہ -
(۳) غیر مسلم اقوام کو دعوت اسلام -
(۴) لاوارث یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت بغرض تبلیغ و اشاعت -
(۵) اسلامی لٹریچر اور تاریخ کی اشاعت -
(۶) امداد مصیبت زدگان حسب گنجائش -

جمعیت دعوت و تبلیغ کی تصانیف

تفسیر سورہ فاتحہ قیمت - - - - - - ۸عہ
ترجمہ اردو درۃ النضید مصنفہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (زیر طبع) -
القول الفرقان فی التوضیح حقائق القرآن (نصاریٰ کے چودہ مشہور سوالوں کا جواب عقلی و نقلی دلائل سے) -

یہ کتب دفتر لاہور سے طلب کیجئے -